ان الدین عند اللہ الاسلام

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ



اسلام کیا ہے؟

خواجہ محمد اسلام ○ گھڈیاں خاص ضلع لاہور پاکستان

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولو آیۃ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

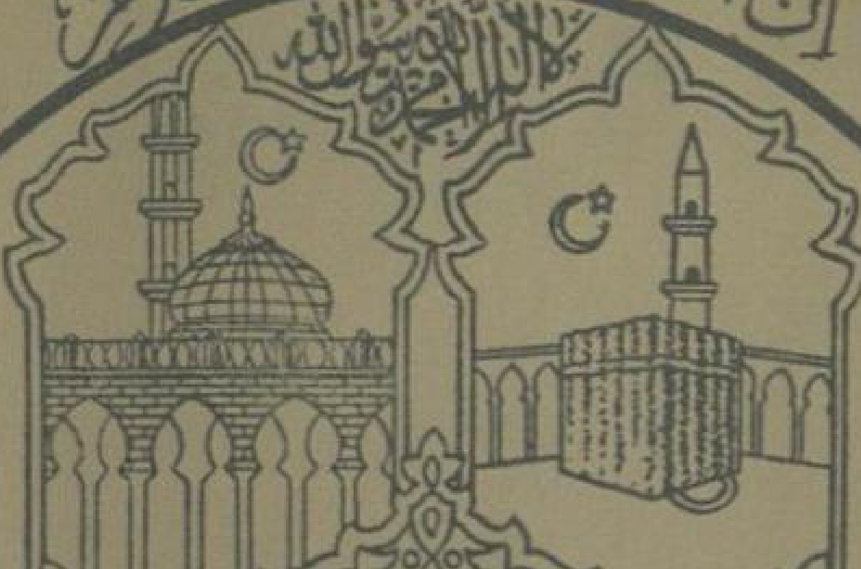


فضائل تبلیغ

عکسی

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور

إن الدين عند الله الإسلام



اسلام کیا ہے؟

خواجہ محمد اسلام ۔ گڈیاں خاص ضلع لاہور پاکستان

اِسلام کیا ہے؟

حضرتِ مولانا منظور احمد نعمانی

خواجہ مُحمّدؐ اِسلام

کھڈیاں خاص ضلع لاہور (مغربی پاکستان)

تین روپے

اسلام کیا ہے

یہ کتاب گورنمنٹ آف دی پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور کی طرف سے بموجب چٹھی نمبر بوریوسی ڈی / ای ڈی یو/۱۲/۲۸/۶۷ مورخہ ۳۱/۷/۱۹۷۰ء سکولوں کی لائبریریوں کے لیے منظور ہو چکی ہے

نام کتاب	اسلام کیا ہے	تصنیف	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی
مقصد اشاعت	دین کی تبلیغ	کل صفحات	۲۰۸
عکسی طباعت	پانچ رنگہ ٹائیٹل		۳ روپے

خواجہ محمد اسلام کھڈیاں خاص ضلع لاہور پاکستان

لاہور میں ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت دینیات سعید منزل انارکلی لاہور

آج جب کہ اقوام عالم اپنی سربلندی اور اپنے مذہب کی اشاعت میں ہمہ تن کوشاں ہیں اور اسلام کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔ حتیٰ کہ عیسائیت نے اسی خاطر زر وزن کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان ایک بار پھر جاگیں اور سوچیں کہ انہیں اسلام نے کیا درس دیا ہے اور اسلام کیا ہے؟

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایک نیک سیرت انسان کی مشہور و معروف ہستی یعنی مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے اس جانب توجہ فرمائی۔ مولانا کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ موصوف فارغ دیوبند اور مشہور و معروف مناظر ہیں۔ انہوں نے "اسلام کیا ہے؟" نامی کتاب لکھ کر اس کمی کو پورا فرمایا، اور مسلم قوم میں پھر سے بیداری کی ایک بے مثال سعی و کوشش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اس کار خیر پر صلۂ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

میرے ایک دوست جناب ظفر علی ڈار ایم۔ اے سیکرٹری مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ نے فرمایا کہ میری یہ آرزو ہے کہ کتاب "اسلام کیا ہے" کو اپنے مدرسہ میں رائج کردوں اور اس بات کا بھی اظہار فرمایا کہ اس کتاب کا ہر مسلمان مطالعہ کرے۔ اس وقت "اسلام کیا ہے" کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اس کتاب کے مطالعہ سے اسلام نے ہمیں کیا درس دیا ہے، معلوم ہو جائے گا۔

میں پوری دنیا کے مسلمانوں سے نہایت ہی ادب سے اللہ پاک کے نام کا واسطہ دے کر پر زور اپیل کرتا ہوں کہ قارئین کرام کچھ وقت تبلیغ میں لگا کر اپنے آپکو اور دیگر برادران اسلام کو کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھالنے کی پوری پوری سعی و کوشش فرمائیں تاکہ ہم سب مسلمان دربارِ خداوندی میں سرخرو ہو کر انعامات خداوندی سے مالا مال ہو جائیں۔ اور قرب خداوندی کے مستحق ہو جائیں۔

(خواجہ ظہور اسلام)

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر مسلمان کے لیے اسلامی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت اور دین سیکھنے کی فضیلت

بھائیو! اتنی بات تو آپ سب جانتے ہوں کہ اِسلاَم کسی قوم اور ذات برادری کا نام نہیں ہے کہ اس میں پیدا ہونے والا ہر آدمی آپ سے آپ مسلمان ہو اور مسلمان بننے کے لئے اس کو کچھ کرنا نہ پڑے۔ جس طرح شیخ یا سیّد خاندان میں پیدا ہونے والا ہر بچہ خود بخود شیخ یا سیّد ہو جاتا ہے اور اس کو شیخ یا سیّد بننے کے لئے کچھ کرنا نہیں پڑتا۔

بلکہ اِسلاَم نام ہے اس دین کا اور اس طریقے پر زندگی گذارنے کا، جو اللہ کے سچّے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے، اور جو قرآن شریف میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں بتلایا گیا ہے، پس جو کوئی اس دین کو اختیار کرے، اور اس طریقے پر چلے وہی اصلی مسلمان ہے اور جو لوگ نہ اس دین کو جانتے ہیں اور نہ اس پر چلتے ہیں وہ اصلی مسلمان نہیں ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اصلی مسلمان بننے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔

ایک یہ کہ ہم دین اسلام کو جانیں اور کم سے کم اس کی ضروری اور بنیادی

باتوں کا ہمیں علم ہو۔

دوسرے یہ کہ ہم ان کو مانیں اور ان کے مطابق چلنے کا فیصلہ کریں۔

اسی کا نام اسلام ہے، اور مسلمان ہونے کا یہی مطلب ہے۔ پس اسلام کا علم حاصل کرنا، یعنی دین کی ضروری باتوں کا جاننا مسلمان ہونے کی سب سے پہلی شرط ہے، اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے:۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ　(ابن ماجہ و بیہقی)

(یعنی علم دین حاصل کرنے کی کوشش اور طلب ہر مسلمان پر فرض ہے)

اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے کہ دین میں جو چیز فرض ہے اس کا کرنا عبادت ہے، اس لئے دین سیکھنا اور دینی باتیں جاننے کی کوشش کرنا بھی عبادت ہے اور اللہ کے یہاں اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی بڑی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ:۔

"جو شخص دین سیکھنے کے لئے گھر سے نکلے وہ جب تک اپنے گھر واپس نہ آئے وہ اللہ کے راستے میں ہے۔"　(ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

"جو شخص دین کی طلب میں اور دینی باتیں سیکھنے کے لئے کسی راستے پر چلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کردے گا۔"　(مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

"علم دین کی طلب اور اس کے حاصل کرنیکی کوشش کرنا پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے (یعنی اس سے آدمی کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں)۔"　(ترمذی)

الغرض دین کو سیکھنا اور اسلام کی ضروری باتوں کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، چاہے وہ امیر ہو یا غریب، جوان ہو یا بوڑھا پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، مرد ہو یا عورت۔ اور اوپر کی حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اس کام میں جو وقت لگتا ہے اور اس کے لئے جو محنت کرنی پڑتی ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب ملنے والا ہے، اس لئے ہم سب کو طے کر لینا چاہیئے کہ ہم دین سیکھنے کی اور اسلام کی ضروری باتوں کا علم حاصل کرنے کی ضرور کوشش کریں گے۔

جو مسلمان بھائی عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے یا کام کاج کی مشغولیت کی وجہ سے کسی اسلامی مدرسہ میں داخل ہو کر اور باقاعدہ اس کے طالب علم بن کر دین کا علم حاصل نہیں کر سکتے ان کے لئے دین سیکھنے اور دین کی ضروری باتیں معلوم کرنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ اگر وہ پڑھے لکھے ہیں تو دین کی معتبر کتابیں دیکھا کریں اور جو پڑھے لکھے نہیں ہیں یا بہت کم پڑھے لکھے ہیں وہ اچھے پڑھے لکھوں سے ایسی کتابیں پڑھوا کر سنا کریں۔ اگر گھروں میں، بیٹھکوں میں، مجمعوں میں اور مسجدوں میں ایسی کتابیں پڑھنے اور سننے اور سنانے کا رواج ہو جائے تو ہر طبقے کے مسلمانوں میں دین کا علم عام ہو سکتا ہے۔

یہ چھوٹی سی کتاب خاص اسی غرض سے اور اسی مقصد کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس میں دین کی تمام وہ ضروری ضروری باتیں اور رسول اللہ علیہ وسلم کی وہ ہدایتیں جو ہر مسلمان کو معلوم ہونی چاہئیں، بہت آسان زبان میں لکھی گئی ہیں۔ آؤ ان باتوں کو خود سیکھیں، دوسروں کو سکھلائیں اور بتلائیں اور دنیا

میں ان اسلامی باتوں کو رواج دینے اور پھیلانے کی کوشش کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ :-

"جو شخص دین کو سیکھنے اور جاننے کی اس لئے کوشش کرے کہ اس کے ذریعہ وہ اسلام کو زندہ کرے (یعنی دوسروں میں اس کو پھیلائے اور لوگوں کو اس کے مطابق چلائے) اور اسی اثنار میں اس کو موت آجائے تو آخرت میں وہ پیغمبروں کے اس قدر قریب ہوگا کہ اس کے اور پیغمبروں کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔" (دارمی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ خود دین سیکھیں، دوسروں کو سکھائیں، خود دین پر چلیں اور اللہ کے دوسرے بندوں کو اس پر چلانے کی کوشش کریں

محمد منظور نعمانی

آخر میں براوران اسلام سے میری درخواست ہے کہ کتاب پڑھتے وقت اس حقیر کو نہ بھولیں اور اپنی دعاؤں میں شریک فرمائیں۔

طالب دعا
خواجہ محمد اسلام کھڈیاں خاص
ضلع لاہور مغربی پاکستان

پہلا باب

کلمۂ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں) اور محمدؐ اسکے رسول ہیں

بھائیو! یہی کلمہ اسلام کا دروازہ اور دین اور ایمان کی جڑ بنیاد ہے۔ اس کو قبول کرکے اور اعتقاد کے ساتھ پڑھ کر عمر بھر کا کافر اور مشرک بھی مومن اور مسلمان اور نجات کا مستحق ہو جاتا ہے۔ مگر یہ شرط ہے کہ اس کلمہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا جو اقرار ہے اس کو اس نے سمجھ کر مانا اور قبول کیا ہو۔ پس اگر کوئی شخص توحید و رسالت کو بالکل بھی نہ سمجھا ہو اور بغیر معنیٰ مطلب سمجھے اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا ہو تو وہ اللہ کے نزدیک مومن اور مسلمان نہ ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اس کلمہ کے معنیٰ اور مطلب کو سمجھیں

اس کلمہ کے دُو جزو ہیں۔ پہلا جزو ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو۔ بس اللہ تعالیٰ ہی کی ایک اکیلی ہستی ہے جو عبادت اور بندگی کے قابل ہے۔ کیونکہ وہی ہمارا اور سب کا خالق و مالک ہے وہی پالنے والا اور روزی دینے والا ہے، وہی مارنے والا اور جلانے والا ہے

بیماری اور تندرستی، امیری اور غریبی اور ہر طرح کا بناؤ بگاڑ اور نفع نقصان صرف اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اس کے سوا زمین و آسمان میں جو ہستیاں ہیں خواہ انسان ہوں یا فرشتے، سب اس کے بندے اور اس کے پیدا کئے ہوئے ہیں اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک اور ساجھی نہیں ہے اور نہ اس کے حکموں میں الٹ پلٹ کا کسی کو اختیار ہے، اور نہ اس کے کاموں میں دخل دینے کی کسی کو مجال ہے، لہٰذا بس وہی اور صرف وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اور اسی سے لَو لگائی جائے اور مشکلوں اور مصیبتوں اور اپنی تمام حاجتوں میں گڑگڑا گڑگڑا کر اسی سے دعا اور التجا کی جائے اور وہ ہی حقیقی مالک الملک اور احکم الحاکمین ہے یعنی ساری دنیا کا بادشاہ ہے، اور سب حاکموں سے بالاتر اور بڑا حاکم ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس کے ہر حکم کو مانا جائے اور پوری وفاداری کے ساتھ اس کے حکموں پر چلا جائے، اور اس کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے کا کوئی حکم ہرگز نہ مانا جائے خواہ وہ کوئی ہو۔ اپنا باپ ہی ہو۔ یا حاکم وقت ہو، یا برادری کا چودھری ہو۔ یا کوئی پیارا دوست ہو۔ یا خود اپنے دل کی خواہش اور اپنے جی کی چاہت ہو۔ الغرض جب ہم نے جان لیا کہ بس ایک اللہ ہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے اور ہم صرف اسی کے بندے ہیں۔ تو چاہیئے کہ ہمارا عمل بھی اسی کے مطابق ہو۔ اور دنیا کے لوگ ہمیں دیکھ کر سمجھ لیا کریں کہ یہ صرف اللہ کے بندے ہیں جو اللہ کے حکموں پر چلتے ہیں اور اللہ ہی کے لئے جیتے اور مرتے ہیں

الغرض لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہمارا اقرار اور اعلان ہو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہمارا اعتقاد اور ایمان ہو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہمارا عمل اور ہماری شان ہو

بھائیو! یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دین کی بنیاد کی پہلی اینٹ اور سارے نبیوں کا سب سے اہم اور اول سبق ہے۔ اور دین کی تمام باتوں میں اس کا درجہ سب سے اونچا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"ایمان کے ستر سے بھی اوپر شعبے ہیں اور ان میں سب سے افضل اور اعلیٰ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا قائل ہونا ہے" (بخاری ومسلم)

اسی لئے ذکروں میں بھی سب سے افضل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر ہے چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے:۔

"اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" تمام ذکروں میں افضل واعلیٰ لا الٰہ الا اللہ ہے" (ابن ماجہ ونسائی)

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا، کہ:۔

"اے موسیٰؑ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے ایک پلڑے میں رکھی جائیں۔ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے پلڑے میں، تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پلڑا ہی بھاری رہے گا" (شرح السنۃ)

بھائیو! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں یہ فضیلت اور وزن اسی لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا عہد واقرار ہے۔ یعنی صرف اسی کی عبادت و بندگی کرنے اور اسی کے حکموں پر چلنے اور اسی کو اپنا مقصود ومطلوب بنانے

اور اسی سے لو لگانے کا فیصلہ اور معاہدہ ہے، اور یہی تو ایمان اور اسلام کی روح ہے۔ اور اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اس کلمہ کو بار بار پڑھ کے اپنا ایمان تازہ کیا کریں۔ بہت مشہور حدیث ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"لوگو! اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے رہا کرو۔ بعض صحابہ نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس طرح اپنے ایمانوں کو تازہ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کثرت سے پڑھا کرو"

(مسند احمد۔ جمع الفوائد)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے پڑھنے سے ایمان کے تازہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید یعنی صرف اسی کی عبادت و بندگی اور سب سے زیادہ اسی کی فدائیت و محبت اور اس کی اطاعت کا عہد اور اقرار ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ ہی تو ایمان کی روح ہے۔ پس ہم جتنا سمجھ کے اور دھیان کے ساتھ اس کلمہ کو پڑھیں گے یقیناً اتنا ہی ہمارا ایمان تازہ اور ہمارا عہد پختہ ہوگا، اور انشاء اللہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر ہمارا عمل اور ہمارا حال ہو جائے گا۔ پس بھائیو بطے کر لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ارشاد کے مطابق ہم اس کلمہ کو دھیان کیساتھ اور سچے دل سے کثرت کیساتھ پڑھا کریں گے تاکہ ہمارا ایمان تازہ ہوتا رہے اور ہماری پوری زندگی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے سانچے میں ڈھل جائے۔

یہاں تک کلمہ شریف کے صرف پہلے جزو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا بیان ہوا۔

ہمارے کلمہ کا دوسرا جزو ہے

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسولِ خدا ہونے کا اقرار اور اعلان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا اور آپ نے جو کچھ بتلایا اور جو خبریں دیں وہ سب صحیح اور بالکل حق ہیں، مثلاً قرآن مجید کا خدا کی طرف سے ہونا، فرشتوں کا ہونا، قیامت کا آنا، قیامت کے بعد مُردوں کا پھر سے زندہ کیا جانا اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنّت یا دوزخ میں جانا وغیرہ وغیرہ۔

الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسولِ خدا ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے جو باتیں اس طرح کی دنیا کو بتلائی ہیں وہ خدا کی طرف سے خاص اور یقینی علم حاصل کر کے بتلائی ہیں۔ اور وہ سب بالکل حق اور صحیح ہیں جن میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اور اسی طرح آپ نے لوگوں کو جو ہدایتیں کیں اور جو احکام دیئے وہ سب دراصل خدا کی ہدایات اور خدائی احکام ہیں، جو آپ پر وحی کئے گئے تھے۔ اسی سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ کسی کو رسول ماننے سے خود بخود ہی یہ لازم آجاتا ہے کہ اس کی ہر ہدایت، اور ہر حکم کو مانا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا رسول اسی واسطے بناتا ہے کہ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو اپنے وہ احکام بھیجے، جن پر وہ بندوں کو چلانا چاہتا ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:۔

"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ"

اور ہم نے ہر رسول کو اسی لئے بھیجا کہ ہمارے فرمان سے اس کی اطاعت کی جائے یعنی اس کے حکموں کو مانا جائے۔"

الغرض رسول پر ایمان لانے اور اس کو رسول ماننے کا مقصد و مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کی ہر بات کو بالکل حق مانا جائے اور اس کی تعلیم و ہدایت کو خدا کی تعلیم و ہدایت سمجھا جائے اور اس کے حکموں پر چلنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔ پس اگر کوئی شخص کلمہ تو پڑھتا ہو مگر اپنے متعلق اس نے یہ طے نہ کیا ہو کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی ہر بات کو بالکل حق اور اس کے خلاف تمام باتوں کو غلط جانوں گا اور ان کی شریعت اور ان کے حکموں پر چلوں گا تو وہ آدمی دراصل مومن اور مسلمان ہی نہیں ہے اور شاید اس نے مسلمان ہونے کا مطلب ہی نہیں سمجھا ہے۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ جب ہم نے کلمہ پڑھ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا برحق رسول مان لیا تو ہمارے لئے ضروری ہو گیا کہ ان کے حکموں پر چلیں، اور ان کی سب باتیں مانیں، اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر پورا عمل کریں۔

کلمہ شریف دراصل ایک عہد اور اقرار ہے:۔

کلمہ شریف کے دونوں جزوں (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کے مطلب کی جو تشریح اور وضاحت اوپر کی گئی ہے اس سے آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ یہ کلمہ دراصل ایک اقرار نامہ اور عہد نامہ ہے اس بات کا کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کو خدائے برحق اور معبود و مالک مانتا ہوں اور دنیا و آخرت کی ہر چیز

کو صرف اسی کے قبضہ و اختیار میں سمجھتا ہوں، لہذا میں اس کی اور صرف اسی کی عبادت اور بندگی کروں گا اور بندہ کو جس طرح اپنے مولا و آقا کے حکموں پر چلنا چاہیئے اسی طرح میں اس کے حکموں پر چلوں گا، اور ہر چیز سے زیادہ میں اس سے محبت اور تعلق رکھوں گا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میں خدا کا برحق رسول تسلیم کرتا ہوں، اب میں ایک امتی کی طرح ان کی اطاعت و پیروی کروں گا اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرتا رہوں گا۔ دراصل اسی عہد و اقرار کا نام ایمان ہے اور توحید و رسالت کی شہادت دینے کا بھی یہی مقصد و مطلب ہے

لہذا کلمہ پڑھنے والے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے کو اس عہد و شہادت کا پابند سمجھے اور اس کی زندگی اسی اصول کے مطابق گذرے تاکہ وہ اللہ کے نزدیک ایک سچا مومن و مسلم ہو، اور نجات و جنت کا حقدار ہو۔

ایسے خوش نصیبوں کے لئے بڑی بشارتیں آئی ہیں جو کلمہ شریف کے ان دونوں جزوں (توحید و رسالت) کو سچے دل سے قبول کریں اور دل و زبان اور عمل سے اس کی شہادت دیں۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضؓ سے فرمایا:۔

جو کوئی سچے دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دے تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ ایسے شخص پر حرام کر دی ہے۔"

(بخاری و مسلم)

بھائیو! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی حقیقت اور ان کے وزن

کو خوب سمجھ کے دل و زبان سے اس کی شہادت دو اور فیصلہ کر لو کہ اپنی زندگی اس شہادت کے مطابق گذاریں گے تاکہ ہماری شہادت جھوٹی نہ ٹھہرے کیونکہ اس شہادت ہی پر ہمارے ایمان و اسلام کا اور ہماری نجات کا دار و مدار ہے، پس چاہیئے کہ :-

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہمارا پکا اعتقاد و ایمان ہو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہمارا اقرار و اعلان ہو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہماری زندگی کا اصول اور پوری دنیا کے لئے ہمارا پیغام ہو، اسی کو پھیلانے اور اونچا کرنے کے لئے ہم جئیں اور مریں

دوسرا باب

نماز

نماز کی اہمیت اور اس کی تاثیر :-

اللہ و رسول پر ایمان لانے اور توحید و رسالت کی گواہی دینے کے بعد سب سے پہلا اور سب سے بڑا فرض اسلام میں نماز ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے، جو دن میں پانچ دفعہ فرض کی گئی ہے۔ قرآن شریف کی پچاسوں آیتوں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں حدیثوں میں نماز کی بڑی سخت تاکید فرمائی گئی ہے۔ اور اس کو دین کا ستون اور دین کی بنیاد کہا گیا ہے۔

نماز کی یہ خاص تاثیر ہے کہ اگر وہ ٹھیک طریقے سے ادا کی جائے اور اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناضر سمجھتے ہوئے پورے دھیان سے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی جائے تو اس سے آدمی کا دل پاک صاف ہوتا ہے، اور اس کی زندگی درست ہو جاتی ہے اور برائیاں اس سے چھوٹ جاتی ہیں، اور نیکی اور سچائی کی محبت اور خدا کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام میں دوسرے تمام فرضوں سے زیادہ اس کی تاکید ہے۔ اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے پاس آکر اسلام قبول کرتا تو آپ توحید کی تعلیم کے بعد پہلا عہد اس سے نماز ہی کا لیا کرتے تھے۔ الغرض کلمہ کے بعد نماز ہی اسلام کی بنیاد ہے۔

نماز نہ پڑھنا اور نماز نہ پڑھنے والے رسول اللہ کی نظر میں:

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز نہ پڑھنے کو کفر کی بات اور کافروں کا طریقہ قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔

چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندہ کے اسلام اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے"

(صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ بندہ اگر نماز چھوڑ دے گا تو کفر سے مل جائے گا، اور اس کا یہ عمل کافروں کا سا عمل ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ:۔

"اسلام میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھتا ہو"

(در منثور بحوالہ مسند بزار)

نماز پڑھنا کتنی بڑی دولت اور کیسی نیک بختی ہے، اور نماز چھوڑنا کتنی بڑی ہلاکت اور کیسی بدبختی ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک حدیث اور سنیئے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ:۔

جو کوئی نماز کو اچھی طرح اور پابندی سے ادا کرے گا تو اس کے واسطے قیامت میں وہ نور ہوگی، اور اس کے لئے (ایمان و اسلام) کی دلیل ہوگی، اور نجات دلانے کا ذریعہ بنے گی"۔ اور جو کوئی اس کو خیال سے اور پابندی سے ادا نہیں کریگا تو وہ اس کے لئے نہ نور ہوگی اور نہ دلیل

بنے گی، اور نہ وہ اس کو عذاب سے نجات دلائے گی، اور وہ شخص قیامت میں قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مسند احمد)

بھائیو! ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ اگر ہم نے اچھی طرح اور پابندی سے نماز پڑھنے کی عادت نہ ڈالی، تو پھر ہمارا حشر اور ہمارا انجام کیا ہونیوالا ہے۔

نماز نہ پڑھنے والوں کی میدانِ حشر میں رسوائی:-

نماز نہ پڑھنے والوں کو قیامت کے دن سب سے پہلے جو سخت ذلت و رسوائی اٹھانا پڑے گی۔ اس کو قرآن مجید کی ایک آیت میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:-

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۙ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ○ (سورۂ قلم)

اس آیت کا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن (جبکہ نہایت سخت گھڑی ہوگی، اور شروع دنیا سے لے کر قیامت تک کے سارے انسان محشر میں جمع ہوں گے) تو اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ظاہر ہوگی اور اس وقت پکارا جائے گا کہ سب لوگ اللہ کے حضور سجدے میں گر جائیں، تو جو خوش نصیب اہل ایمان دنیا میں نمازیں پڑھتے تھے، اور اللہ کو سجدے کیا کرتے تھے وہ تو فوراً سجدے میں چلے جائیں گے۔ لیکن جو لوگ تندرست اور اچھے ہٹے کٹے ہونے کے باوجود نمازیں نہیں پڑھتے تھے، ان کی کمریں

اس وقت تختے کی مانند سخت کردی جائیں گی، اور وہ کافروں کے ساتھ کھڑے رہ جائیں گے، سجدہ نہ کرسکیں گے۔ اور ان پر سخت ذلت وخواری کا عذاب چھا جائے گا، اور ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی، اور وہ آنکھ اٹھاکر کچھ دیکھ بھی نہ سکیں گے۔ دوزخ کے عذاب سے پہلے ذلت وخواری کا یہ عذاب انہیں سرِ محشر ساری دنیا کے سامنے اٹھانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عذاب سے بچائے

دراصل نماز نہ پڑھنے والا شخص ایک طرح سے خدا کا باغی ہے، اور وہ جس قدر بھی ذلیل ورسوا کیا جائے، اور جتنا بھی اس کو عذاب دیا جائے، بلاشبہ وہ اس کا مستحق ہے۔ اُمت کے بعض اماموں کے نزدیک تو نماز چھوڑنے والے لوگ دین سے خارج اور مرتدوں کی طرح قتل کئے جانے کے قابل ہیں۔

بھائیو! ہم سب کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ نماز کے بغیر اسلام کا دعویٰ بے ثبوت، اور بے بنیاد ہے۔ نماز پڑھنا ہی وہ خاص اسلامی عمل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق جوڑتا ہے، اور ہم کو اس کی رحمت کا مستحق بناتا ہے۔

نماز کی برکتیں:-

جو بندہ پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر دست بستہ کھڑا ہوتا ہے اس کی حمد وثنا کرتا ہے، اس کے سامنے جھکتا ہے اور سجدے میں گرتا ہے، اور اس سے دعائیں کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاص محبت ورحمت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور ہر ہر وقت کی نماز سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور اس کے دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے، اور اس کی زندگی گناہوں کے

میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بڑی اچھی مثال دے کر فرمایا۔

"بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو جس میں وہ ہر دن میں پانچ دفعہ نہاتا ہو۔ تو کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل رہے گا؟"

لوگوں نے عرض کیا۔

"حضور کچھ بھی نہیں رہے گا" آپ نے ارشاد فرمایا۔

"بس پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے" (بخاری و مسلم)

جماعت کی تاکید اور فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی اصل فضیلت اور برکت حاصل ہونے کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی شرط ہے۔ اور اس کی اتنی سخت تاکید ہے کہ جو لوگ غفلت سے یا سستی سے جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے، ان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا تھا، کہ

"میرا جی چاہتا ہے کہ میں ان کے گھروں میں آگ لگوا دوں" (صحیح مسلم)

بس اسی ایک حدیث سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جماعت کا چھوڑنا اللہ اور رسولؐ کو کس قدر ناپسند ہے۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے، کہ:-

"جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب تنہا پڑھنے سے ستائیس ۲۷ گنا

زیادہ ہوتا ہے"! (بخاری مسلم)

پابندی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنے میں آخرت کے ثواب کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے فائدے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جماعت[1] کی پابندی سے آدمی میں وقت کی پابندی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ دن رات میں پانچ دفعہ محلہ کے سب مسلمانوں بھائیوں کا ایک جگہ اجتماع ہو جاتا ہے۔ جس سے بڑے بڑے فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں۔ جماعت کی پابندی سے نماز کی پوری پابندی نصیب ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ جماعت کی پابندی نہیں کرتے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ان کی نمازیں کثرت سے قضا ہوتی ہیں۔ اور ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے، کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے ہر آدمی کی نماز پوری جماعت کی نماز کا جزو بن جاتی ہے۔ جس میں اللہ کے ایسے نیک اور صالح بندے بھی ہوتے ہیں جن کی نمازیں بڑی خشوع وخضوع والی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شان کریمی سے یہی امید ہے کہ جب وہ جماعت کے کچھ لوگوں کی نمازیں قبول فرمائے گا، انہی کے ساتھ نماز پڑھنے والے دوسرے لوگوں کی بھی قبول فرمائے گا، اگرچہ ان کی نمازیں اس درجہ کی نہ ہوں۔ ع

---

[1] واضح رہے کہ جماعت کی یہ تاکید اور فضیلت صرف مردوں کے لئے ہے۔ حدیث شریف میں صاف موجود ہے کہ عورتوں کو اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ ملتا ہے۔ ۱۲

بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

پس ہم میں سے ہر شخص کو سوچنا چاہیئے کہ بلا کسی سخت مجبوری کے جماعت کھو دینا کتنے بڑے ثواب سے اور کتنی برکتوں سے اپنے کو محروم کر دینا ہے۔

خشوع و خضوع کی اہمیّت

خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے نماز اس طرح پڑھی جائے کہ دل اس کی محبت سے بھرا ہوا ہو اور اس کے خوف سے اور اس کی برائی و عظمت کے خیال سے سہما ہوا ہو، جیسے کوئی مجرم کسی بڑے حاکم و بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، کھڑا ہو تو خیال کرے کہ میں اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہوں اور اس کی تعظیم میں کھڑا ہوں رکوع کرے تو خیال کرے کہ میں اسی کے آگے جھک رہا ہوں، اسی طرح جب سجدہ کرے تو خیال کرے کہ میں اس کے حضور میں سجدہ کر رہا ہوں اور اس کے سامنے اپنی ذلت اور عاجزی ظاہر کر رہا ہوں۔ اور بہت اچھا تو یہ ہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اور رکوع و سجدے میں جو کچھ پڑھے اس کو سمجھ سمجھ کر پڑھے، دراصل نماز کا اصلی مزہ جب ہی ہے کہ جو کچھ اس میں پڑھا جائے اس کے معنی مطلب سمجھ کر پڑھا جائے (نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کے معنی یاد کر لینا بڑا آسان ہے)

نماز میں خشوع و خضوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف دل کی توجہ دراصل نماز کی روح اور اس کی جان ہے، اور اللہ کے جو بندے ایسی نماز پڑھیں ان کی نجات

اور کامیابی یقینی ہے۔

قرآن شریف میں ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ کامیاب اور بامراد ہیں وہ ایمان والے جو اپنی نمازیں خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے اچھی طرح ان کے لئے وضو کیا۔ اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا، اور رکوع و سجدہ بھی جیسے کرنا چاہیئے ویسے ہی کیا، اور خوب خشوع کے ساتھ ان کو ادا کیا، تو ایسے شخص کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا (یعنی جس نے اتنی اچھی طرح نماز نہ پڑھی)، تو اس کے لئے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ چاہے گا تو اس کو بخش دے گا، اور چاہے گا تو سزا دے گا۔"

(مسند احمد و سنن ابو داؤد)

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ آخرت کے عذاب سے نجات پائیں، اور اللہ تعالیٰ ضرور ہی ہم کو بخش دیں تو ہمیں چاہیئے کہ اس حدیث شریف کے مضمون کے مطابق پانچوں وقت کی نماز ہم اچھے سے اچھے طریقے سے پڑھا کریں

نماز پڑھنے کا طریقہ

جب نماز کا وقت آئے تو ہمیں چاہیئے کہ پہلے اچھی طرح وضو کریں اور یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری کے لئے اور اس کی عبادت کے

لیے یہ پاکی اور یہ صفائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے وضو میں بھی ہمارے لیے بڑی رحمتیں اور برکتیں رکھی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ وضو میں جسم کے جو حصے اور جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں، ان اعضاء سے ہونے والے گناہ وضو ہی کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں اور ان گناہوں کا ناپاک اثر گویا وضو کے پانی سے دُھل جاتا ہے۔

وضو کے بعد جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہونے لگیں تو چاہیئے کہ خوب اچھی طرح دل میں یہ خیال جمائیں کہ ہم گناہ گار اور رو سیاہ بندے اپنے اس مالک و معبود کے سامنے کھڑے ہو رہے ہیں جو ہمارے ظاہر و باطن اور کھلے چھپے سب حالات جانتا ہے، اور قیامت کے روز ہم کو اس کے سامنے پیش ہونا ہے۔ پھر جس وقت کی نماز پڑھنی ہو، خاص اسی وقت کی نیّت کر کے اور قاعدے کے مطابق کانوں تک ہاتھ اٹھا کے دل و زبان سے کہنا چاہیئے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ　　اللہ بہت بڑا ہے

پھر ہاتھ باندھ کے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا پورا دھیان کر کے پڑھنا چاہیئے

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔	اے میرے اللہ پاک ہے تیری ذات اور تیرے ہی لئے ہے ہر تعریف، اور برکت والا ہے تیرا نام، اور اُونچی ہے تیری شان، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ	میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑی رحمت والا نہایت مہربان ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۝ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۝ اٰمِیۡنَ ۝

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے، بڑی رحمت والا اور نہایت مہربان ہے، جزا کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں، اے اللہ ہم کو سیدھے راستے پر چلا، ان اچھے بندوں کے راستے پر جن پر تو نے فضل فرمایا، نہ ان پر جن پر تیرا غضب غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ اے اللہ میری یہ دعا قبول فرمالے۔

اس کے بعد کوئی سورت یا کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے۔

ہم یہاں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی چار سورتیں ترجمہ کے ساتھ درج کرتے ہیں

(۱) وَالۡعَصۡرِ ۝ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ۝

قسم ہے زمانے کی کہ سارے انسان ٹوٹے میں ہیں (اور ان کا انجام بہت برا ہونے والا ہے) سوا ان کے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی وصیت کی

(۲) قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ کہو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے وہ

لَمْ یَلِدْ ۥ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ — کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کے اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کے برابر ہے

(۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ — کہو میں صبح کی روشنی کے رب کی پناہ لیتا ہوں اس کی سب مخلوق کے شر سے، اور اندھیرے کے شر سے جب وہ چھا جائے، اور پھونکنے والیوں کے شر سے گرہوں میں (یعنی ٹونے ٹوٹکے کرنے والی عورتوں کے شر سے) اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے

(۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ — کہو میں پناہ لیتا ہوں سب آدمیوں کے رب کی سب کے بادشاہ اور سب کے معبود کی، برا خیال ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانیوالے کے شر سے، جو آدمیوں کے دلوں میں برے خیال ڈالتا ہے، خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے

بہرحال الحمد شریف کے بعد قرآن شریف کی کوئی سورت یا اس کا کچھ حصّہ پڑھنا چاہیئے، ہر نماز میں اتنی قرأت یعنی اتنا قرآن پڑھنا ضروری ہے۔ جب یہ قرأت کر چکے تو اللہ تعالیٰ کی شان کی بڑائی اور کبریائی کا دھیان کرتے ہوئے دل و زبان سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے، اور بار بار کہے:-

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ | سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ

پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی شان والا ہے   پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی شان والا ہے

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ

پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی شان والا ہے

جس وقت رکوع میں اللہ تعالیٰ کی پاکی اور بڑائی کا یہ کلمہ زبان پر جاری ہو اس وقت دل میں بھی اس کی پاکی اور عظمت کا پورا پورا دھیان ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد رکوع سے سر اٹھاتے اور کہے:۔

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

اللہ نے اس بندے کی سن لی جس نے اس کی تعریف بیان کی

اس کے بعد کہے:۔

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

اے ہمارے مالک اور پروردگار سب تعریف تیرے ہی لئے ہے

اس کے بعد پھر دل و زبان سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے، اور اپنے مولا کے سامنے سجدے میں گر جائے اور یکے بعد دیگرے دو سجدے کرے، اور ان سجدوں میں اللہ تعالیٰ کا پورا دھیان کرکے اور اپنے سامنے اس کو حاضر و ناظر جان کے اور اس کو اپنا مخاطب بنا کے زبان سے اور زبان کے ساتھ دل و جان سے کہے، اور بار بار کہے:۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى   سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

پاک ہے میرا پروردگار جو بہت اونچی شان والا ہے   پاک ہے میرا پروردگار جو بہت اونچی شان والا ہے

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

پاک ہے میرا پروردگار جو بہت اونچی شان والا ہے

سجدے کی حالت میں جس وقت یہ کلمہ زبان پر ہو اس وقت دل میں اپنی عاجزی اور کمتری کا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی اور بے حد بلندی کا پورا پورا دھیان ہونا چاہیے۔ یہ دھیان اور یہ خیال جتنا زیادہ اور جتنا گہرا ہوگا، نماز اتنی ہی زیادہ اچھی اور زیادہ قیمتی ہوگی، کیونکہ یہی نماز کی رُوح ہے۔

یہ صرف ایک رکعت کا بیان ہوا، پھر جتنی رکعت نماز پڑھنی ہو اسی طرح پڑھنی چاہیے، البتہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ صرف پہلی ہی رکعت میں پڑھا جاتا ہے۔

نماز کے آخر میں اور درمیان میں جب بیٹھتے ہیں تو اَلتَّحِيَّاتُ پڑھتے ہیں جو گویا نماز کا خلاصہ اور جوہر ہے، اور وہ یہ ہے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ	ادب و تعظیم کے سب کلمے اللہ ہی کے لئے ہیں اور سب عبادتیں اور صدقے اللہ ہی کے واسطے ہیں، سلام ہو تم پر اے نبیؐ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ	سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔	میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوا اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تین رکعت اور چار رکعت والی نمازوں میں جب دوسری رکعت پر بیٹھتے ہیں تو صرف یہ اَلتَّحِيَّاتُ ہی پڑھی جاتی ہے اور آخری رکعت پر جب بیٹھتے ہیں۔ تو

اَلتَّحِیَّاتُ کے بعد دُرود شریف اور ایک دعا بھی پڑھتے ہیں ہم ان دونوں کو بھی یہاں درج کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝	اے اللہ حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر خاص رحمت فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور انکی آل پر رحمت کی تو بڑی تعریفوں والا ہے بزرگی والا ہے اے اللہ حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیمؑ پر ان کی آل پر برکتیں نازل کیں تو بڑی تعریفوں والا ہے بزرگی والا ہے۔

یہ درود شریف دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور آپؐ کی آل کے لئے (یعنی آپ کے گھر والوں اور آپ سے خاص دینی تعلق رکھنے والوں کے لئے)، رحمت اور برکت کی دعا ہے۔ ہم کو دین کی نعمت اور نماز کی دولت چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطہ سے ملی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کے شکریہ کے طور پر ہمارے ذمہ مقرر کیا ہے کہ جب نماز پڑھیں تو اس کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص متعلقین کے لئے رحمت و برکت کی دعا بھی کریں۔

پس ہمیں چاہیئے کہ ہر نماز کے آخر میں اَلتَّحِیَّاتُ پڑھنے کے بعد ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کو یاد کرکے دل سے ان پر یہ درود شریف پڑھیں، اور ان کے واسطے رحمت و برکت کی دعا مانگیں۔ پھر درود شریف کے بعد اپنے

لئے یہ دعا کریں اور اس کے بعد سلام پھیر دیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا	اے میرے اللہ میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا
كَثِيْرًا وَّاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ	(اور تیری فرمانبرداری اور عبادت میں مجھ سے
اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً	بڑا قصور ہوا) اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا
مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْٓ اِنَّكَ	بخشنے والا نہیں، پس تو مجھے محض اپنے فضل
اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔	سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، تو بخشنے والا

اور بڑا مہربان ہے۔

اس دعا میں اپنے گناہوں اور قصوروں کا اقرار ہے، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش اور رحم کی التجا ہے۔ درحقیقت بندے کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ نماز جیسی عبادت کر کے بھی اپنے قصور کا اعتراف کرے اور اپنے کو گناہگار اور قصوروار سمجھے اور اللہ کی بخشش اور اس کی رحمت ہی کو اپنا سہارا سمجھے، اور عبادت کی وجہ سے کوئی غرور اس میں پیدا نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ہم سے کسی طرح بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

اس باب میں نماز کے متعلق جو کچھ بیان کرنا تھا وہ سب بیان کیا جا چکا، آخر میں ہم پھر کہتے ہیں کہ نماز وہ کیمیا اثر عبادت ہے کہ اگر اس کو دھیان کے ساتھ اور سمجھ سمجھ کے اور خشوع و خضوع سے ادا کیا جائے جیسا کہ اوپر ہم نے بتلایا ہے تو وہ انسان کو اعمال و اخلاق میں فرشتہ بنا سکتی ہے۔ بھائیو! نماز کی قدر و قیمت کو سمجھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کے نماز پر قائم رہنے کی اتنی فکر تھی کہ

بالکل آخری وقت میں جبکہ حضورؐ اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے اور زبان سے کچھ فرمانا بھی مشکل تھا، اس وقت بھی آپؐ نے اپنی اُمّت کو نماز پر قائم رہنے اور نماز کو قائم رکھنے کی بڑی تاکید کے ساتھ وصیت فرمائی تھی۔

پس جو مسلمان آج نماز نہیں پڑھتے اور نماز کو قائم کرنے اور رواج دینے کی کوئی کوشش نہیں کرتے، وہ خدارا سوچیں کہ قیامت میں وہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جاسکیں گے۔ اور کس طرح حضورؐ سے آنکھ ملا سکیں گے جبکہ وہ حضورؐ کی آخری وصیت کو بھی پامال کر رہے ہیں۔

آؤ ہم سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے الفاظ میں دعا کریں۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○	اے پروردگار! آپ مجھ کو اور میری نسل کو نماز قائم کرنیوالا بنا دیجئے۔ اے رب! میری دعا کو قبول کر لیجئے۔ اے پروردگار! مجھ کو اور میرے والدین کو اور سب ایمان والوں کو قیامت کے دن بخش دیجئے

کتابیں

احیاء العلوم ۴ جلدیں مکمل امام غزالیؒ	۸۰-۰۰
کیمیائے سعادت امام غزالیؒ	۱۵-۰۰
تبلیغ دین امام غزالیؒ	۶-۰۰

پتہ: خواجہ محمد اسلام کھڈیاں خاص ضلع لاہور پاکستان

تیسرا باب

زکوٰۃ

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں ایمان اور نماز کے بعد زکوٰۃ کا درجہ ہے گویا وہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔

زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے پاس ایک مقرر مقدار میں مال و دولت ہو وہ ہر سال حساب لگا کر اپنی اس دولت کا چالیسواں حصہ غریبوں، مسکینوں پر یا نیکی کی ان دوسری مدّوں میں خرچ کر دیا کرے جو زکوٰۃ کے خرچ کے لئے اللہ و رسولؐ نے مقرر کی ہیں[1]

زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت

قرآن شریف میں جا بجا نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے اگر آپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوں گے تو اس میں بیسیوں جگہ پڑھا ہوگا۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو) اور کئی جگہ مسلمانوں کی لازمی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ

---

[1] زکوٰۃ کے مسائل و احکام اور مصارف کا بیان فقہ کی کتابوں میں دیکھا جاتے یا اس کے لئے علماء کی طرف رجوع کیا جائے۔ ۱۲

یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ (یعنی وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں) اس سے معلوم ہُوا کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے اور زکوٰۃ نہیں دیتے وہ اصلی مسلمان نہیں ہیں، کیونکہ اسلام کی جو باتیں اور صفتیں اصلی مسلمانوں میں ہونی چاہئیں وہ ان میں نہیں ہیں۔

بہر حال نماز نہ پڑھنا اور زکوٰۃ نہ دینا قرآن شریف کے بیان کے مطابق مسلمانوں کی صفت نہیں ہے بلکہ کافروں اور مشرکوں کی صفت ہے۔ نماز کے متعلق تو سورۃ رُوم کی ایک آیت میں فرمایا گیا ہے:۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (الروم ع ۴)	نماز قائم کرو (اور نماز چھوڑ کے) مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اور زکوٰۃ نہ دینے کو مشرکوں کافروں کی صفت، سورۂ فُصِّلَت کی اس آیت میں بتلایا گیا ہے:۔

وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کَافِرُوْنَ ۝ (فُصِّلَت ع ۱)	ان مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور ان کا انجام بہت بُرا ہونے والا ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے منکر اور کافر ہیں۔

زکوٰۃ نہ دینے کا دردناک عذاب۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا جو بُرا انجام قیامت میں ہونے والا ہے اور جو سزا ان کو ملنے والی ہے وہ اتنی سخت ہے کہ اس کے سُننے ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل کانپنے لگتے ہیں۔ سورۂ توبہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ	اور جو لوگ سونا چاندی (مال و دولت) جوڑ کے

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ	رکھتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ	کرتے (یعنی ان پر جو زکوٰۃ وغیرہ فرض ہے اس کو
اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ	ادا نہیں کرتے) اے رسولؐ! تم انہیں سخت
جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ	دردناک عذاب کی خبر سنا دو. جس دن کہ تپایا
وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا	جائے گا ان کی اس دولت کو دوزخ کی آگ
مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا	میں پھر داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں
مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ ع ۵)	اور ان کی کروٹیں اور پیٹھیں (اور کہا جائیگا)

یہ ہے وہ مال و دولت جس کو تم نے جوڑا تھا اپنے

واسطے پس مزا چکھو اپنی جوڑی ہوئی دولت کا

اس آیت کے مضمون کی کچھ تفصیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بھی فرمائی ہے. اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے، کہ:۔

"جس شخص کے پاس سونا چاندی (یعنی مال و دولت) ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی زکوٰۃ وغیرہ نہ دیتا ہو) تو قیامت کے دن اس کے واسطے آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی. پھر ان کو دوزخ کی آگ میں اور زیادہ گرم کر کے ان سے اس شخص کی پیشانی کو اور کروٹ کو اور پشت کو داغا جائے گا اور اسی طرح بار بار ان تختیوں کو دوزخ کی آگ پر تپا کے اس شخص کو داغا جاتا رہے گا. اور روز قیامت کی پوری مدت میں اس عذاب کا سلسلہ جاری رہے گا. اور وہ مدت پچاس ہزار سال کی ہوگی (تو گویا پچاس ہزار سال تک اس کو یہ سخت دردناک عذاب

ہوتا رہے گا۔"

بعض حدیثوں میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے اس کے علاوہ اور دوسرے قسم کے سخت عذابوں کا بھی ذکر آیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے عذاب سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو خوش حال اور مالدار کیا ہے وہ اگر زکوٰۃ نہ دیں اور اللہ کے حکم کے مطابق اُس کی راہ میں خرچ نہ کریں تو بلاشبہ وہ بڑے ہی ناشکرے اور بڑے ظالم ہیں، اور ان کو جو سخت سے سخت سزا بھی قیامت میں دی جائے بالکل بجا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینا ظُلم، اور کُفرانِ نعمت ہے

پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ زکوٰۃ و صدقات سے دراصل اپنے ہی غریب اور ضرورت مند بھائیوں کی خدمت ہوتی ہے، تو زکوٰۃ نہ نکالنا دراصل اپنے ان غریب اور مجبور بھائیوں پر ظلم کرنا اور ان کا حق مارنا ہے۔

بھائیو! ذرا سوچو ہمارے اور آپ کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا تو دیا ہوا ہے اور ہم خود بھی اسی کے بندے اور اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں، پس اگر وہ ہم سے ہمارا سارا مال بھی طلب کرے، بلکہ جان دینے کو بھی کہے تو ہمارا فرض ہے کہ بلا چوں و چراں سب کچھ دے دیں۔ یہ تو اس کا بڑا کرم ہے کہ اپنے دیئے ہوئے مال میں سے صرف چالیسواں حصّہ نکالنے کا اس نے حکم دیا ہے۔

زکوٰۃ کا ثواب

پھر اللہ تعالیٰ کا دوسرا بہت بڑا کرم اور احسان یہ ہے کہ اس نے زکوٰۃ اور صدقہ کا بہت بڑا ثواب مقرر کیا ہے، حالانکہ زکوٰۃ یا صدقہ دینے والا بندہ جو کچھ دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے مال میں سے دیتا ہے، اس لئے اگر اللہ پاک اس پر کوئی ثواب نہ دیتا تو بالکل حق تھا مگر یہ اس کا کرم ہی کرم ہے کہ اس کے دیئے ہوئے مال میں سے ہم جو کچھ اس کے حکم سے زکوٰۃ یا صدقہ کے طور پر اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو وہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے اور اس پر بڑے بڑے ثوابوں کا وعدہ فرماتا ہے، قرآن مجید ہی میں ارشاد ہے:۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (سورۃ بقرہ ع ۳۶)	جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کرنے کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے پودا اُگے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے وہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر نہ وہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں۔ ان کے واسطے ان کے رب کے پاس بڑا ثواب ہے اور انہیں قیامت میں کوئی خوف وخطرہ نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

اس آیت میں زکوٰۃ دینے والوں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین وعدے فرمائے گئے ہیں۔

ایک[1] یہ کہ جتنا وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے سینکڑوں گنا زیادہ دے گا۔

دوسرے[2] یہ کہ ان کو بڑا اجر و ثواب ملے گا اور بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی۔

تیسرے[3] یہ کہ قیامت کے دن ان کو کوئی خوف و خطرہ اور کوئی رنج و غم نہ ہوگا۔ سبحان اللہ!

بھائیو! صحابۂ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں پر پورا پورا یقین تھا اس لیے ان کا حال یہ تھا کہ جب راہِ خدا میں صدقہ کرنے کی فضیلت کی اور ثواب کی آیتیں حضورؐ پر نازل ہوئیں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا بیان سنا تو ان میں جو غریب تھے اور جن کے پاس صدقہ کرنے کے لئے پیسہ بھی نہ تھا وہ بھی صدقہ کرنے کے ارادے سے مزدوری کرنے کے لئے گھروں سے نکل پڑے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ لاد لاد کر انہوں نے پیسے کمائے اور راہِ خدا میں صدقہ کیا۔[1]

زکوٰۃ کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں یہاں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک حدیث اور درج کرتے ہیں۔

حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ہیں، جس شخص نے ان کو اختیار کر لیا اس نے ایمان کا مزہ پالیا

---

[1] ریاض الصالحین ص۲۸ بحوالہ بخاری و مسلم ۱۲

ایکؔ یہ کہ صرف اللہ کی عبادت کرے، اور دوسرے یہ کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر اس کا سچّا ایمان واعتقاد ہو اور تیسرے یہ کہ ہر سال دِل کی پوری خوشی سے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے (تو جس کو یہ تین باتیں حاصل ہو جائیں گی اس کو ایمان کی لذت اور چاشنی حاصل ہو جائے گی")

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کا ذائقہ اور اس کی لذت نصیب فرمائے۔

زکوٰۃ اور صدقات کے بعض دنیوی فائدے :۔

زکوٰۃ اور صدقات کا جو ثواب اور جو انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں ملے گا، اس کے علاوہ اس دنیوی زندگی میں بھی اس سے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ زکوٰۃ اور صدقات ادا کرنے والے مومن کا دل بڑا خوش اور مطمئن رہتا ہے۔ غریبوں کو اس پر حسد نہیں ہوتا، بلکہ وہ اس کی بہتری چاہتے ہیں اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کی طرف محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ عام دنیا کی نظروں میں بھی ایسے شخص کی بڑی وقعت ہوتی ہے، اور سب لوگوں کی محبت وہمدردی ایسے شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں بڑی برکتیں دیتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ:۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے فرزندِ آدم تو میرے غریب وحاجت مند بندوں پر اور نیکی کے دوسرے کاموں میں، میرا دیا ہوا مال خرچ کیے جا

میں تجھ کو برابر دیتا رہوں گا۔"
ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"میں اس پر قسم کھا سکتا ہوں کہ صدقہ کرنے کی وجہ سے (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے) کوئی شخص غریب اور مفلس نہ ہوگا:
اللہ تعالیٰ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر حقیقی ایمان و یقین نصیب فرمائے اور ذوق و شوق کے ساتھ عمل کی توفیق دے۔

آمین

اس کتاب کو ہر مسلمان تک پہنچانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اپنے ہر ملنے والے کو اس کتاب کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دے کر ثواب دارین حاصل کریں

خواجہ محمد اسلام

چوتھا باب

روزہ

روزے کی اہمیّت اور فرضیت:-

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں ایمان اور نماز و زکوٰۃ کے بعد روزے کا درجہ ہے۔ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:-

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ - ع ۲۳)

اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو۔

اسلام میں پورے مہینے رمضان کے روزے فرض ہیں اور جو شخص بلا کسی عذر اور مجبوری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو وہ بہت ہی سخت گناہ گار ہے، ایک حدیث میں ہے، کہ:-

"جو شخص بلا کسی معذوری اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے، وہ اگر اس کے بدلے ساری عمر بھی روزے رکھے، تو اس کا پورا حق ادا نہ ہو سکے گا!

روزوں کا ثواب:-

روزے میں چونکہ کھانے پینے اور نفسانی شہوت کے پورا کرنے سے اپنے

نفس کو عبادت کی نیت سے روکا جاتا ہے۔ اور اللہ کے واسطے اپنی خواہشوں اور لذتوں کو قربان کیا جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب بھی سب سے نرالا اور بہت زیادہ رکھا ہے، ایک حدیث میں ہے، کہ:۔

بندوں کے سارے نیک اعمال کی جزا کا ایک قانون مقرر ہے اور ہر عمل کا ثواب اسی مقررہ حساب سے دیا جائے گا۔ لیکن روزہ اس عام قانون سے مستثنیٰ ہے، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بندہ روزے میں میرے لئے اپنا کھانا پینا اور اپنے نفس کی شہوت کو قربان کرتا ہے، اس لئے روزے کی جزا بندہ کو میں خود براہ راست دوں گا۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے، کہ:۔

جو شخص پورے ایمان و یقین کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور اس سے ثواب لینے کے لئے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

ایک اور حدیث میں ہے اکہ

روزہ دار کے لئے فرحت کے دو خاص موقعے ہیں، ایک خاص فرحت اس کو افطار کے وقت اس دنیا ہی میں حاصل ہوتی ہے، اور دوسری فرحت آخرت میں اللہ کے سامنے حاضری اور بارگاہِ الٰہی میں باریابی کے وقت حاصل ہوگی۔"

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے اکہ

روزہ، دوزخ کی آگ سے بچانے والی ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے

(جو دوزخ کے عذاب سے روزہ دار کو محفوظ رکھے گا۔)
ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے، کہ:۔
روزہ دار کے لیئے خود روزہ اللہ تعالیٰ سے سفارش کرے گا کہ میری وجہ سے اس بندہ نے دن کو کھانا پینا اور خواہش نفس کا پورا کرنا چھوڑا تھا۔ (پس اس کو بخش دیا جائے، اور اس کو پورا اجر دیا جائے) تو اللہ تعالیٰ روزے کی یہ سفارش قبول فرمائے گا۔"
ایک حدیث میں ہے، کہ:۔
روزہ دار کے منہ کی بُو (جو بعض اوقات معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے اچھی ہے۔"
ان حدیثوں میں روزے کی جو فضیلتیں بیان ہوئی ہیں ان کے علاوہ اس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسانوں کو دوسرے حیوانوں سے ممتاز کرتا ہے۔ جب جی چاہا کھا لیا، جب جی میں آیا پی لیا، اور جب نفسانی خواہش ہوئی اپنے جوڑے سے لذت حاصل کر لی، یہ شان حیوانوں کی ہے' اور کبھی نہ کھانا، کبھی نہ پینا، اور جوڑے سے کبھی لذت حاصل نہ کرنا، یہ شان فرشتوں کی ہے' پس روزہ رکھ کر انسان دوسرے حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے اور فرشتوں سے ایک طرح کی مناسبت اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔

روزوں کا خاص فائدہ:۔

روزہ کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی میں تقویٰ اور

پرہیزگاری کی صفت پیدا ہو جاتی ہے، اور اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی طاقت آتی ہے، اور اللہ کے حکم کے مقابلے میں اپنے نفس کی خواہش اور جی کی چاہت کو دبانے کی عادت پڑتی ہے، اور روح کی ترقی اور تربیت ہوتی ہے لیکن یہ سب باتیں جب حاصل ہو سکتی ہیں کہ روزہ رکھنے والا خود بھی ان کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھے، اور روزے میں ان تمام باتوں کا لحاظ رہے۔ جن کی ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ یعنی کھانے پینے کے علاوہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے بھی پرہیز کرے، نہ جھوٹ بولے نہ غیبت کرے، نہ کسی سے لڑے جھگڑے، الغرض روزہ کے زمانہ میں تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے پوری طرح بچے، جیسا کہ حدیثوں میں اس کی تاکید کی گئی ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو چاہیئے کہ کوئی گندی اور بُری بات اس کی زبان سے نہ نکلے، اور وہ شور و شغب بھی نہ کرے۔ اور اگر کوئی آدمی اس سے جھگڑا کرے اور اس کو گالیاں دے، تو اس سے بس یہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں (اس لئے تمہاری گالیوں کے جواب میں بھی گالی نہیں دے سکتا۔)　(بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"جو شخص روزے میں بھی غلط گوئی اور غلط کاری نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانا پانی چھوڑنے کی کوئی ضرورت اور کوئی پرواہ نہیں"

(بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کتنے ہی ایسے روزے دار ہوتے ہیں (جو روزے میں بُری باتوں اور بُرے کاموں سے پرہیز نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے) ان کے روزوں کا حاصل بھوک پیاس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔" (دارمی)

الغرض روزہ کے اثر سے روح میں پاکیزگی اور تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفت اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی طاقت جب ہی پیدا ہوگی جب کہ کھانے پینے کی طرح دوسرے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے بھی پرہیز کیا جائے اور خاص کر جھوٹ، غیبت، اور گالی گلوچ وغیرہ سے زبان کی حفاظت کی جائے۔

بہر حال اگر اس طرح کے مکمل روزے رکھے جائیں تو انشاء اللہ وہ سب فائدے حاصل ہو سکتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا، اور ایسے روزے آدمی کو فرشتہ صفت بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ روزہ کی حقیقت اور اس کی قدر و قیمت کو سمجھیں، اور اس کے ذریعہ اپنے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفات پیدا کریں۔

روزہ کے متعلق یہاں عاجز نے بہت ہی مختصر لکھا ہے، جو حضرات روزہ کی اہمیت و فضیلت اور اس کی تاثیرات کے بارے میں اس سے زیادہ تفصیل چاہیں وہ میرا رسالہ "برکاتِ رمضان" ملاحظہ فرمائیں، اس موضوع پر وہ مستقل اور بہت جامع رسالہ ہے۔

پانچواں باب

حج

حج کی فرضیت :-

اسلام کے ارکان میں سے آخری رُکن حج ہے، قرآن شریف میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے :-

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۂ آلِ عمران ع ۱۰)	اور اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، اور جو لوگ نہ مانیں تو اللہ بے نیاز ہے سب دنیا سے۔

اس آیت میں حج کے فرض ہونے کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی طاقت اور حیثیت رکھتے ہوں۔

اور آیت کے آخری حصے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے حج کرنے کی استطاعت اور طاقت دی ہو اور وہ ناشکری سے حج نہ کریں (جیسے کہ آج کل کے بہت سے مالدار نہیں کرتے) تو اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے، اس لئے ان کے حج نہ کرنے سے اس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا

البتہ اس ناشکری اور کفران نعمت کی وجہ سے یہ ناشکرے بندے خود ہی اس کی رحمت سے محروم رہ جائیں گے اور ان کا انجام خدانخواستہ بہت برا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے، کہ:-

جس کسی کو اللہ نے اتنا مال دیا ہو کہ وہ حج کر سکے لیکن اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو کوئی پرواہ نہیں ہے کہ خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی

بھائیو! اگر ہمارے دلوں میں ایمان و اسلام کی کچھ بھی قدر ہو، اور اللہ و رسول سے کچھ بھی تعلق ہو، تو اس حدیث کے معلوم ہو جانے کے بعد ہم میں سے کسی ایسے شخص کو حج سے محروم نہ رہنا چاہیئے جو وہاں پہنچ سکتا ہو۔

حج کی فضیلتیں اور برکتیں

بہت سی حدیثوں میں حج کی اور حج کرنے والوں کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں یہاں ہم صرف دو تین حدیثیں ذکر کرتے ہیں، ایک حدیث میں ہے، کہ:-

حج اور عمرہ کے لئے جانے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص مہمان ہیں وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے، اور مغفرت مانگیں تو ان کو بخش دیتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، کہ:-

جو شخص حج کرے اور اس میں کوئی فحش اور بے ہودہ حرکت نہ کرے، اور اللہ کی نافرمانی نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کے واپس آئیگا، جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت بالکل بے گناہ تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

حج مبرور (یعنی وہ حج جو خلوص کے ساتھ اور بالکل ٹھیک ادا کیا گیا ہو اور اس میں کوئی برائی اور خرابی نہ ہو تو اس، کی جزا صرف جنت ہی جنت ہے۔"

حج کی نقد لذتیں

حج کی برکت سے گناہوں کی معافی اور جنت کی نعمتیں جو حاصل ہوتی ہیں: وہ تو انشاء اللہ پوری طرح آخرت میں ملیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی گاہ اور اس کے انوار کے خاص مرکز بیت اللہ شریف کو دیکھ کر اور مکہ معظمہ کے ان خاص مقامات پر پہنچ کر جہاں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی اور ہمارے نبی و رسول سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص یادگاریں اب تک موجود ہیں، ایمان والوں کو جو لذت اور دولت حاصل ہوتی ہے وہ بھی اس دنیا میں جنت ہی کی نعمت ہے۔ پھر مدینۂ طیبہ میں روضۂ اقدس کی زیارت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں نمازیں پڑھنا اور براہِ راست حضورؐ سے مخاطب ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرنا۔ مدینہ کی گلیوں میں اور وہاں کے جنگلوں میں پھرنا۔ وہاں کی ہوا میں سانس لینا، اور وہاں کی مقدس زمین اور ہوا میں بسی ہوئی خوشبو سے دماغ کا معطر ہونا، اور حضورؐ کو یاد کر کے شوق و محبت میں خوش ہونا، کبھی ہنسنا اور کبھی رو پڑنا، یہ وہ لذتیں ہیں جو حج کرنے والوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ پہنچ کر نقد حاصل ہوتی ہیں، بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اس قابل بنا دے کہ ان لذتوں کو بندہ

محسوس کر سکے۔ آؤ سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے یہ لذتیں اور دولتیں ہم کو نصیب فرمائے۔

اسلام کی پانچ بنیادیں

اسلام کی جن پانچ بنیادی تعلیمات کا یہاں تک بیان ہوا، یعنی کلمہ۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج۔ یہ پانچوں "ارکانِ اسلام" کہے جاتے ہیں۔

"اسلام کی بنیاد ان پانچ چیزوں پر قائم ہے:۔ ایک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دینا، دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکوٰۃ دینا، چوتھے رمضان کے روزے رکھنا، اور پانچویں بیت اللہ کا حج کرنا، ان کے لئے جو وہاں تک پہنچ سکتے ہوں"

ان پانچ چیزوں کے ارکان اسلام اور بنیادِ اسلام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسلام کے بنیادی فرائض ہیں اور ان پر اچھی طرح عمل کرنے سے اسلام کے باقی احکام پر عمل کرنے کی بھی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں ہم نے ان ارکان کی صرف اہمیت اور فضیلت بیان کی ہے، ان کے تفصیلی مسائل فقہ کی معتبر کتابوں میں دیکھے جائیں، یا علماء سے دریافت کئے جائیں۔

چھٹا باب

تقویٰ اور پرہیزگاری

تقویٰ اور پرہیزگاری کی تعلیم بھی اسلام کی اصولی اور بنیادی تعلیمات میں سے ہے

تقوے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت کے حساب اور جزا وسزا پر یقین رکھتے ہوئے اور اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے تمام بُرے کاموں اور بُری باتوں سے بچا جائے، اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلا جائے۔ یعنی جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کی ہیں اور اپنے جن بندوں کے جو حق ہم پر لازم اور مقرر کئے ہیں۔ ان کو ہم ادا کریں، اور جن کاموں اور جن باتوں کو حرام اور ناجائز کردیا ہے ہم ان سے بچیں، اور ان کے پاس بھی نہ جائیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں قرآن وحدیث میں بڑی تاکید کے ساتھ اور بار بار اس تقوے کی تعلیم دی گئی ہے ہم صرف چند آیتیں اور حدیثیں یہاں درج کرتے ہیں۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے:۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ٥ (آل عمران ع ۱۱)	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیئے (اور آخری دم تک اسی تقوے کے تحت اس کی فرمانبرداری کرتے رہو یہاں تک کہ) تم کو اسی فرمانبرداری کی حالت میں موت آئے۔

اور سورہ تغابن میں فرمایا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا (تغابن ع ۲)

اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو جس قدر بھی تم سے ہو سکے اور اسکے سارے حکم سنو اور مانو۔

اور سورہ حشر میں فرمایا گیا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (الحشر ع ۳)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (اور تقویٰ اختیار کرو) اور ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ دیکھے اور غور کرے کہ اس نے کل کے لئے (یعنی آخرت کیلئے) کیا عمل کئے ہیں، اور دیکھو اللہ سے ڈرتے رہو، وہ تمہارے سب عملوں سے پوری طرح خبردار ہے۔

قرآن شریف ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی گذاریں، دنیا میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی بڑی مدد کرتا ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق ع ۱)

اور جو لوگ ڈریں اللہ سے (اور تقوے والی زندگی گذاریں) تو اللہ ان کے لئے مشکلات سے نکلنے کے راستے پیدا کرتا ہے، اور ان کو ایسے طریقوں سے رزق دیتا ہے جس کا ان کو گمان بھی نہیں ہوتا

قرآن شریف ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں میں تقوٰی ہوتا ہے وہ اللہ کے ولی ہوتے ہیں، اور پھر ان کو کسی دوسری چیز کا ڈر اور رنج بالکل نہیں ہوتا۔ ارشاد ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ (یونس ع ۷)

یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ کے جو ولی ہوتے ہیں انہیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوتا۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سچے مومن اور متقی ہوں، ان کے واسطے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ان متقی اور پرہیزگار لوگوں کو جو نعمتیں آخرت میں ملنے والی ہیں ان کا کچھ ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے:۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (آل عمران ع ۲)

(اے رسولؐ! ان لوگوں سے) آپ کہیئے کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جو تمہاری اس دنیا کی تمام مرغوب چیزوں اور لذتوں سے بہت بہتر ہے؟ (سنو) ان لوگوں کے لیے جو اللہ سے ڈریں اور تقویٰ والی زندگی اختیار کریں ان کے مالک کے پاس ایسے باغ‌ہائے جنت ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ایسی بیبیاں جو بہت صاف ستھری ہیں (اور ان کے لیئے) اللہ کی رضامندی اور خوشنودی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہے اپنے سب بندوں کو (سب کے ظاہر و باطن کا حال اس کی نظر میں ہے)

اس سلسلہ میں سورہ صٓ کی یہ آیت اور سن لیجیئے:۔

وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

اور یقیناً متقی بندوں کیلئے بہت ہی اچھا

جَنّٰتِ عَدۡنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الۡاَبۡوَابُ ۚ مُتَّكِـِٕيۡنَ فِيۡهَا يَدۡعُوۡنَ فِيۡهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ اَتۡرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِيَوۡمِ الۡحِسَابِ ۝ اِنَّ هٰذَا لَرِزۡقُنَا مَا لَهٗ مِنۡ نَّفَادٍ ۝ (صٓ ع ۴)

ٹھکانہ ہے باغ ہیں سدابہار ہمیشہ رہنے کے کھلے ہوئے ہیں ان کیلئے دروازے، بیٹھے ہیں ان میں تکیے لگائے، منگاتے ہیں وہاں سے میوے اور شربت، اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں سب ایک عمر کی۔ یہ ہے وہ انعام جس کا وعدہ کیا جارہا ہے تم سے روز حساب کے لئے۔ بیشک یہ ہے ہمارا رزق جس کے لئے کبھی نبڑنا نہیں۔

اور قرآن مجید ہی میں متقی بندوں کو یہ بھی خوش خبری سنائی گئی ہے کہ اپنے پروردگار کا خاص الخاص قرب ان کو نصیب ہوگا۔ سورہ قمر کی آخری آیت ہے:۔

اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍۙ ۝ فِىۡ مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِيۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ ۝ (قمر۔ ع ۳)

متقی بندے (آخرت میں) جنت کے باغات اور نہروں میں رہیں گے ایک عمدہ مقام میں کامل اقتدار رکھنے والے کائنات کے حقیقی بادشاہ کے قریب۔

قرآن مجید میں بھی اعلان فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے نزدیک عزت و شرافت کا مدار بس تقوے پر ہے:۔

اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ‌ؕ (الحجرات، ع ۲)

تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تقوے میں بڑا ہے

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔

"مجھ سے زیادہ قریب اور مجھے زیادہ پیارے وہی لوگ ہیں جن میں تقوے کی صفت ہے خواہ وہ کسی قوم و نسل سے ہوں اور کسی بھی ملک میں رہتے ہوں۔"

تقویٰ (یعنی خدا کا خوف اور آخرت کی فکر) ساری نیکیوں کی جڑ ہے۔ جس شخص میں جتنا تقویٰ ہوگا اس میں اتنی ہی نیکیاں اور اچھائیاں جمع ہونگی اور اتنا ہی وہ بُرے کاموں اور بُری باتوں سے دور ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے، کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت میں نے حضورؐ کے بہت سے ارشادات اور بہت سی ہدایات سنی ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ یہ ساری ہدایتیں اور نصیحتیں مجھے یاد نہ رہ سکیں، اس لئے حضور کوئی ایک جامع نصیحت فرما دیں جو میرے لئے کافی ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے علم اور واقفیت کی حد تک خدا سے ڈرتے رہو اور اسی ڈر اور فکر اور تقوے کے ساتھ زندگی گذارو۔"

یعنی اگر یہی ایک بات تم نے یاد رکھی اور عمل کیا تو بس یہی تمہارے لئے کافی ہے

ایک دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جسے خوف ہوگا وہ سویرے چل پڑے گا، اور جو سویرے چل دے گا وہ بروقت منزل پر پہنچ جائے گا۔

پس خوش نصیب اور کامیاب وہی ہیں جو خدا سے ڈریں اور آخرت

کی فکر کریں۔

خدا کے خوف سے اور اس کے عذاب کے ڈر سے اگر ایک آنسو بھی آنکھ سے نکل آئے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ کو انسان کے دو قطروں اور اس کے دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں، پس دو قطرے جو اللہ کو بہت پیارے ہیں ان میں سے ایک تو آنسو کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کے خوف سے کسی آنکھ سے نکلا ہو۔ اور دوسرا خون کا وہ قطرہ ہے جو راہِ خدا میں کسی کے جسم سے بہا ہو، اور جو دو نشان اللہ کو بہت محبوب ہیں ان میں ایک تو وہ نشان ہے جو راہِ خدا کسی کو لگا ہو (یعنی جہاد میں زخم لگا ہو، اور اس کا نشان رہ گیا ہو) اور دوسرا وہ نشان جو اللہ کے فرائض ادا کرنے سے پڑ گیا ہو (جیسا کہ نمازیوں کی پیشانیوں اور گھٹنوں میں ہو جاتا ہے")

ایک دوسری حدیث میں ہے:

ایسا آدمی کبھی دوزخ میں نہیں جا سکتا، جو اللہ کے خوف سے روتا ہو"

الغرض خدا کا سچا خوف اور آخرت کی فکر اگر کسی کو نصیب ہو، تو بڑی بات ہے اور اس خوف اور فکر سے آدمی کی زندگی سونا بن جاتی ہے۔

بھائیو! خوب سمجھ لو! اس چند روزہ دنیا میں جو خدا سے ڈرتا رہے گا، مرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں اس کو کوئی خوف اور رنج و غم نہ ہوگا، اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ ہمیشہ خوش و خرم اور بڑے چین و آرام سے رہے گا۔ اور جو یہاں خدا سے نہ ڈرے گا اور آخرت کی فکر نہ کریگا

اور دنیا ہی کی لذتوں میں مست رہے گا وہ آخرت میں بڑے دکھ اٹھائے گا اور ہزاروں برس خون کے آنسو روئے گا۔

تقویٰ، یعنی خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا ہونے کا سب سے زیادہ مؤثر ذریعہ اللہ کے ان نیک بندوں کی صحبت ہے جو خدا سے ڈرتے ہوں اور اس کے حکموں پر چلتے ہوں۔ دوسرا ذریعہ دین کی اچھی معتبر کتابوں کا پڑھنا اور سننا ہے اور تیسرا ذریعہ یہ ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنی موت کا خیال کرے اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں پر جو ثواب اور گناہوں پر جو عذاب ملنے والا ہے، اس کو یاد اور اس کا دھیان کیا کرے، اور اپنی حالت پر غور کیا کرے اور سوچا کرے کہ قبر میں میرا کیا حال ہوگا، اور قیامت میں جب سب بندے اٹھائے جائیں گے تو میری کیا حالت ہوگی، اور جب خدا کے سامنے پیشی ہوگی اور میرا نامۂ اعمال میرے سامنے کھولا جائے گا تو میں کیا جواب دوں گا اور کہاں منہ چھپاؤں گا۔

جو شخص ان طریقوں کو استعمال کرے گا انشاء اللہ اس کو ضرور تقویٰ نصیب ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے۔

آمین

ساتواں باب

معاملات میں سچائی و ایمانداری
اور
اکلِ حلال و حقوق العباد کی اہمیت

معاملات میں سچائی اور ایمان داری کی تعلیم بھی اسلام کی اصولی اور بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔

قرآن شریف سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی مسلمان وہی ہے جو اپنے معاملات میں اور کاروبار میں سچا اور ایماندار ہو، عہد کا پکا اور وعدے کا سچا ہو، یعنی دھوکہ، فریب اور امانت میں خیانت نہ کرتا ہو، کسی کا حق نہ مارتا ہو، ناپ تول میں کمی نہ کرتا ہو، جھوٹے مقدمے نہ لڑاتا ہو، اور نہ جھوٹی گواہی دیتا ہو، سود اور رشوت جیسی تمام حرام کمائیوں سے بچتا ہو، اور جس میں یہ برائیاں موجود ہیں، قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خالص مومن اور اصلی مسلمان نہیں ہے بلکہ ایک طرح کا منافق ہے اور سخت درجہ کا فاسق ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تمام بری باتوں سے بچائے۔ اس بارے میں قرآن و حدیث میں جو سخت تاکیدیں آئی ہیں ان میں سے چند ہم یہاں بھی درج کرتے ہیں۔

قرآن شریف کی مختصر سی آیت ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اے ایمان والو! تم کسی غلط اور ناجائز طریقے سے دوسروں کا مال نہ کھاؤ۔

اس آیت نے کمائی کے ان تمام طریقوں کو مسلمانوں کے لئے حرام کر دیا ہے جو غلط اور باطل ہیں، جیسے دھوکہ فریب کی تجارت، امانت میں خیانت، جوا، سٹہ، اور سود، رشوت وغیرہ۔ پھر دوسری آیتوں میں الگ الگ تفصیل بھی کی گئی ہے، مثلاً جو دکاندار اور سوداگر ناپ تول میں دھوکہ بازی اور بے ایمانی کرتے ہیں۔ ان کے متعلق خصوصیت سے ارشاد ہے:-

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (سورۂ تطفیف)

ان کم دینے والوں کے لئے بڑی تباہی اور بڑا عذاب ہے، جو دوسرے لوگوں سے جب ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب خود دوسروں کے لئے ناپتے ہیں تو کم دیتے ہیں، کیا ان کو یہ خیال نہیں ہے کہ وہ ایک بہت بڑے دن اٹھائے جائیں گے جس دن کہ سارے لوگ جزا و سزا کے لئے رب العالمین کے حضور میں حاضر ہوں گے

دوسروں کے حقوق دوسروں کی امانتیں ادا کرنے کے لئے خاص طور سے حکم ملا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (سورۃ النساء آیت ۵۸)

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ جن لوگوں کی جو امانتیں (اور جو حق) تم پر ہوں وہ ان کو

ٹھیک ٹھیک ادا کرو

اور قرآن شریف ہی میں دو جگہ[1] اصلی مسلمانوں کی یہ صفت اور پہچان بتلائی گئی ہے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ　　وہ جو امانتوں کے ادا کرنے والے اور
عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝　　وعدوں کا پاس رکھنے والے ہیں

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اکثر خطبوں اور وعظوں میں فرمایا کرتے تھے، کہ:۔

یاد رکھو، جس میں امانت کا وصف نہیں اس میں ایمان بھی نہیں اور جس کو اپنے عہد اور وعدے کا پاس نہیں، اس کا دین میں کچھ حصہ نہیں"

ایک اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"منافق کی تین نشانیاں ہیں، جھوٹ بولنا، امانت میں خیانت کرنا، اور وعدہ پورا نہ کرنا"

تجارت اور سوداگری میں دھوکہ، فریب کرنے والوں کے متعلق آپ نے فرمایا:۔

"جو دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں، اور مکر و فریب دوزخ میں لے جانے والی چیز ہے"

یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمائی جب کہ ایک دفعہ مدینے کے بازار میں آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بیچنے کے لئے اس نے غلے کا

---

[1] ایک سورۂ مومنون میں۔ اور دوسرے سورۂ معارج میں

ڈھیر لگا رکھا ہے لیکن اوپر سوکھا غلہ ڈال رکھا ہے اور اندر کچھ تری ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا، کہ:۔

"ایسے دھوکے باز ہماری جماعت سے خارج ہیں"۔

پس جو دکاندار گاہکوں کو مال کا اچھا نمونہ دکھائیں، اور جو عیب ہو اس کو ظاہر نہ کریں، تو حضورؐ کی اس حدیث کے مطابق وہ سچے مسلمانوں میں سے نہیں ہیں، اور خدانا کردہ وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے حضورؐ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، کہ:۔

جو کوئی ایسی چیز کسی کے ہاتھ بیچے جس میں کوئی عیب اور خرابی ہو، اور گاہک پر وہ اس کو ظاہر نہ کرے تو ایسا آدمی ہمیشہ اللہ کے غضب میں گرفتار رہے گا (اور ایک روایت میں ہے) کہ ہمیشہ اس پر اللہ کے فرشتے لعنت کرتے رہیں گے"۔

بہر حال اسلامی تعلیم کی رُو سے تجارت اور کاروبار میں ہر قسم کی دغابازی اور جعل سازی حرام اور لعنتی کام ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والوں سے اپنی بے تعلقی کا اعلان فرمایا ہے، اور ان کو اپنی جماعت سے خارج بتلایا ہے۔

اسی طرح سُود اور رشوت کا لین دین بھی (اگرچہ دونوں طرف کی رضامندی سے ہو) قطعاً حرام ہے، اور ان کے لینے دینے والوں پر حدیثوں میں صاف صاف لعنت آئی ہے۔ سود کے متعلق تو مشہور حدیث ہے، کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

"اللہ کی لعنت ہو سود کے لینے والے پر اور دینے والے پر اور سودی

دستاویز لکھنے والے پر، اور اس کے گواہوں پر۔"

اور اسی طرح رشوت کے بارے میں حدیث شریف میں ہے، کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، رشوت کے لینے والے پر اور دینے والے پر۔"

ایک حدیث میں یہاں تک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ

"جس شخص نے کسی آدمی کے لئے کسی معاملے میں (جائز) سفارش کی، پھر اس آدمی نے اس سفارش کرنے والے کو کوئی تحفہ دیا اور اس نے یہ تحفہ قبول کر لیا تو یہ بھی اس نے بڑا گناہ کیا (گویا یہ بھی ایک طرح کی رشوت اور ایک قسم کا سود ہوا)۔"

بہر حال رشوت اور سود کا لین دین اور تجارت میں دھوکہ بازی اور بے ایمانی اسلام میں یہ سب یکساں طور پر حرام ہیں، اور ان سب سے بڑھ کر حرام یہ ہے کہ جھوٹی مقدمہ بازی کے ذریعہ یا محض زبردستی سے کسی دوسرے کی کسی چیز پر ناجائز قبضہ کر لیا جائے۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس شخص نے کسی کی زمین کے کچھ حصے پر ناجائز قبضہ کیا تو قیامت کے دن اس کو یہ عذاب دیا جائے گا، کہ زمین کے اس ٹکڑے کے ساتھ وہ زمین میں دھنسایا جائے گا، یہاں تک کہ سب سے نیچے کے طبقے تک دھنستا چلا جائے گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

"جس شخص نے (حاکم کے سامنے) جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کی کسی چیز کو ناجائز طریقے سے حاصل کر لیا تو اللہ نے اس کے لئے دوزخ کی آگ واجب کر دی ہے، اور جنت اس کے لئے حرام کر دی ہے۔" یہ سن کر کسی شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ "اگرچہ وہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟" آپ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"ہاں! اگرچہ وہ پیلو کے جنگلی درخت کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ باز کو آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ:۔

"دیکھو! جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی دوسرے کا کوئی بھی مال ناجائز طریقے سے حاصل کرے گا، وہ قیامت میں اللہ کے سامنے کوڑھی ہو کر پیش ہو گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جس کسی نے کسی ایسی چیز پر دعوےٰ کیا جو واقعہ میں اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور اسے چاہیئے کہ دوزخ میں اپنی جگہ بنا لے۔"

اور جھوٹی گواہی کے متعلق ایک حدیث میں ہے، کہ:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور آپ نے ایک خاص انداز میں تین دفعہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی ہے۔"

حرام مال کی نجاست اور نحوست

مال حاصل کرنے کے جن ناجائز اور حرام ذریعوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ان کے ذریعے جو مال بھی حاصل ہوگا وہ حرام اور ناپاک ہوگا، اور جو شخص اس کو اپنے کھانے پہننے میں استعمال کرے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی، دعائیں قبول نہ ہوں گی، حتیٰ کہ اگر وہ اس سے کوئی نیک کام کرے گا تو وہ بھی اللہ کے یہاں قبول نہ ہوگا، اور آخرت میں اللہ کی خاص رحمتوں سے وہ محروم رہے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"جو شخص (کسی ناجائز طریقے سے) کوئی حرام مال حاصل کرے گا، اور اس سے صدقہ کرے گا تو اس کا یہ صدقہ قبول نہ ہوگا، اور اس میں سے جو کچھ (اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں میں) خرچ کرے گا اس میں برکت نہ ہوگی، اور اگر اس کو ترکہ میں چھوڑ کر مرے گا تو وہ اس کے لئے جہنم کا توشہ ہوگا۔ یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ بدی کو بدی سے نہیں مٹاتا (یعنی حرام مال کا صدقہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ نہیں بن سکتا)، بلکہ بدی کو نیکی سے مٹاتا ہے، کوئی ناپاکی دوسری ناپاکی کو ختم کر کے اس کو پاک نہیں کر سکتی۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:-

"اللہ تعالیٰ خود پاک ہے، اور وہ پاک اور حلال مال ہی کو قبول کرتا ہے۔ پھر آخر حدیث میں آپ نے ایک ایسے شخص کا

ذکر فرمایا۔ جو دور دراز کا سفر کر کے کسی خاص متبرک مقام پر دعا کرنے کے لئے اس حال میں آئے کہ اس کے بال پراگندہ ہوں اور سر سے پاؤں تک وہ غبار میں اٹا ہوا ہو، اور آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کے وہ خوب الحاح کے ساتھ دعا کرے اور کہے:- اے میرے رب! اے میرے پروردگار! لیکن اس کا کھانا پینا مال حرام سے ہو اور اس کا لباس بھی حرام کا ہو، اور حرام مال ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہو۔ تو اس حالت میں اس کی یہ دعا کیونکر قبول ہوگی"۔

مطلب یہ ہے کہ جب کھانا پہننا سب حرام مال سے ہو تو دعا کی قبولیت کا کوئی استحقاق نہیں رہتا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"اگر کوئی شخص ایک کپڑا دس درہم میں خریدے، اور ان دس میں سے ایک درہم حرام ذریعے سے آیا ہوا ہو تو جب تک وہ کپڑا جسم پر رہے گا اس شخص کی کوئی نماز بھی اللہ کے ہاں قبول نہ ہوگی"۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"جو جسم حرام مال سے پلا ہو، وہ جنت میں نہ جا سکے گا"۔

بھائیو! اگر ہمارے دلوں میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے سننے کے بعد ہم کو قطعی طور سے طے کر لینا چاہیے، کہ

خواہ ہمیں دنیا میں کیسی ہی تنگدستی اور تکلیف سے گذارا کرنا پڑے، ہم کسی ناجائز اور حرام ذریعہ سے کبھی کوئی پیسہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے، اور بس حلال آمدنی ہی پر قناعت کریں گے۔

پاک کمائی اور ایماندارنہ کاروبار۔

پھر اسلام میں جس طرح کمائی کے ناجائز طریقوں کو حرام اور ان سے حاصل ہونے والے مال کو خبیث اور ناپاک قرار دیا گیاہے۔ اسی طرح حلال طریقوں سے روزی حاصل کرنے اور ایمان داری کے ساتھ تجارت اور کاروبار کرنے کی بڑی فضیلت بتائی گئی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حلال کمائی کی تلاش بھی دین کے مقررہ فرائض کے بعد ایک فریضہ ہی ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں اپنی محنت سے روزی کمانے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا، کہ:۔

"کسی نے اپنی روزی اس سے بہتر طریقے سے حاصل نہیں کی کہ خود اپنے دست وبازو سے اس کے لئے اس نے کام کیا ہو اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا طریقہ یہی تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کچھ کام کرکے اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔"

ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا، کہ:۔

سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر قیامت میں، نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"

معاملات میں نرمی اور رحم دلی:-

مالی معاملات اور کاروبار میں جس طرح سچائی اور ایمان داری پر اسلام میں بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس کو اعلیٰ درجے کی نیکی اور ذریعۂ قرب خداوندی قرار دیا گیا ہے، اسی طرح اس کی بھی بڑی ترغیب دی گئی ہے اور بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ معاملہ اور لین دین میں نرمی کا رویہ اختیار کیا جائے اور سخت گیری سے کام نہ لیا جائے۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ کی رحمت ہو اس بندے پر جو خرید و فروخت میں، اور دوسروں سے اپنا حق وصول کرنے میں نرم ہو۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے، آپ نے ارشاد فرمایا۔

"جو آدمی اللہ کے کسی غریب اور تنگدست بندے کو (قرض کی ادائیگی میں، مہلت دے دے، یا (کلی یا جزئی طور پر اپنا مطالبہ) معاف کر دے، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمادے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے، کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دیگا"

حضورؐ کے ان ارشادات کا تعلق تو تاجروں اور ان دولت مندوں سے

ہے جن سے تنگ حال لوگ اپنی ضرورتوں کے لئے قرض لے لیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ کسی سے قرض لیں، خود ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی انتہائی تاکید فرماتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے وہ جلد سے جلد قرض ادا کرنے کی کوشش کریں، اور ایسا نہ ہو کہ قرضدار ہونے کی حالت میں دنیا سے چلے جائیں، اور اللہ کے کسی بندے کا حق ان کے ذمے باقی رہ جائے۔ اس بارے میں آپ جتنی سختی فرماتے تھے اس کا اندازہ حضورؐ کے ان ارشادات سے ہو سکتا ہے :۔

ایک حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کہ :۔

"اگر آدمی راہ خدا میں شہید ہو جائے تو شہادت کے طفیل اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے، لیکن اگر کسی کا قرض اس کے ذمے ہے تو اس سے اس کی گردن شہید ہو کر بھی نہ چھوٹے گی۔"

ایک اور حدیث میں ہے آپ نے ارشاد فرمایا :۔

"اس پروردگار کی قسم! جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، اگر کوئی شخص راہِ خدا میں شہید ہو، پھر زندہ ہو اور پھر شہید ہو، اور پھر زندہ ہو اور پھر شہید ہو اور پھر اس کے ذمے کسی کا قرض باقی ہو تو اس قرض کے فیصلے کے بغیر وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔"

مالی معاملات اور حقوق العباد کی نزاکت کا اندازہ کرنے کے لئے بس یہی دو حدیثیں کافی ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم بھی ان اہمیت اور نزاکت کو سمجھیں، اور ہمیشہ اس کی کوشش کرتے رہیں کہ کسی بندے کا کوئی حق ہماری گردن پر نہ رہ جائے۔

آٹھواں باب

معاشرت کے احکام و آداب

اور

باہمی حقوق

معاشرت کے آداب اور حقوق کی تعلیم بھی اسلام کی خاص اور اہم تعلیمات میں سے ہے اور ایک مسلمان سچا اور پکا مسلمان جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ وہ اسلام کے معاشرتی احکام پر بھی پوری طرح عمل کرے۔ معاشرتی احکام سے ہماری مراد باہمی برتاؤ کے وہ طور طریقے ہیں جو اسلام نے سکھائے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اولاد کا رویہ ماں باپ کے ساتھ کیسا ہو، اور ماں باپ کا برتاؤ اولاد کے ساتھ کس طرح کا ہو، ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ کس طرح پیش آئے، بہنوں کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جائے، میاں بیوی باہم کس طرح زندگی گذاریں، چھوٹے اپنے بڑوں کے سامنے کس طرح رہیں، اور بڑے چھوٹوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں، پڑوسیوں کے ساتھ ہمارا رویہ کیا ہو، امیر لوگ غریبوں کے ساتھ کس طرح کا سلوک کریں، اور غریب امیروں کے ساتھ کیسا رویہ رکھیں، آقا کا تعلق ملازم کے ساتھ اور ملازم کا برتاؤ آقا کے ساتھ کیسا ہو، الغرض اس دنیوی زندگی میں مختلف طبقوں کے جن چھوٹے بڑے لوگوں سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے ان کیساتھ برتاؤ

اور رہن سہن کے بارے میں اسلام نے ہم کو جو نہایت مکمل اور روشن ہدایتیں دی ہیں۔ وہی "معاشرت کے احکام و آداب" ہیں، اور اس باب میں ہم انہیں کا کچھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔

ماں باپ کے حقوق اور ان کا ادب:۔

اس دنیا میں انسان کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا تعلق ماں باپ سے ہے، اسلام نے اللہ کے حق کے بعد سب سے بڑا حق ماں باپ ہی کا بتلایا ہے۔

قرآن شریف میں ہے:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ	اور تیرے رب نے حتمی حکم دیا ہے کہ اس کے سوا
اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ	تم کسی کی عبادت اور بندگی نہ کرو۔ اور
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ	ماں باپ کے ساتھ اچھائی کرو، اگر ان میں سے
اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا	ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو
تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ	پہنچ جائیں تو ان کو اُف بھی نہ کہو، اور ان
هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿	سے خفگی کی بات نہ کرو، اور ان سے ادب
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ	تمیز سے بولو، اور خاکساری و نیاز مندی
مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا	کے ساتھ ان کی اطاعت کرو۔ اور ان کے
كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ	حق میں خدا سے اس طرح دعا بھی کرتے رہو کہ
(بنی اسرائیل ع)	اے پروردگار! تو ان پر رحمت فرما جس طرح

انہوں نے بچپن میں مجھے شفقت سے پالا، پرورش کیا

قرآن شریف ہی کی ایک دوسری آیت میں ماں باپ کا حق بیان کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا گیا ہے، کہ

• اگر بالفرض کسی کے ماں باپ کافر و مشرک ہوں، اور وہ اولاد کو بھی کفر و شرک کے لئے مجبور کریں، تو اولاد کو چاہیئے کہ ان کے کہنے سے کفر و شرک تو نہ کرے، لیکن دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی خدمت پھر بھی کرتی رہے :

آیت کے الفاظ یہ ہیں :۔

"وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا"

(سورۂ لقمان ع ۲)

قرآن شریف کے علاوہ حدیثوں میں بھی ماں باپ کی خدمت و اطاعت کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے، اور ان کی نافرمانی اور ایذا رسانی کو سخت گناہ بتلایا گیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے :۔

"ماں باپ کی رضامندی میں اللہ کی رضامندی ہے، اور ماں باپ کی ناراضی میں اللہ کی ناراضی ہے"

ایک دوسری حدیث میں ہے :۔

"ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا :" اولاد پر ماں باپ کے کیا حقوق ہیں "؟ آپؐ نے فرمایا :" اولاد کی جنت اور دوزخ ماں باپ ہیں " یعنی ان کی خدمت سے جنت مل سکتی ہے اور ان کی

نافرمانی اور بدسلوکی دوزخ میں لے جانے والی ہے"

ایک اور حدیث میں ہے، آپ نے فرمایا، کہ:۔

"ماں باپ کی خدمت اور اطاعت کرنے والا لڑکا یا لڑکی جتنی دفعہ بھی محبت اور عظمت کی نگاہ سے ماں یا باپ کی طرف نظر کرے تو اللہ تعالیٰ ہر دفعہ کے دیکھنے کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب اس کے لئے لکھ دیتے ہیں: لوگوں نے حضور سے سوال کیا، کہ "حضرت! اگر وہ روزانہ سو دفعہ دیکھے جب بھی ہر دفعہ کے دیکھنے کے بدلے میں اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا؟ حضورؐ نے فرمایا:۔ "ہاں! اللہ بہت بڑا ہے، اور بہت پاک ہے"

(مطلب یہ ہے کہ اس کے یہاں کوئی کمی نہیں، وہ جس عمل پر جتنا ثواب دینا چاہے دے سکتا ہے)

ایک حدیث میں ہے:۔

"جنت ماں باپ کے پاؤں کے نیچے ہے"

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو سب سے بڑے گناہ یہ بتلائے:۔

"اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا"

ایک اور حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تین قسم کے آدمی ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے

دن رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا، ان میں سے ایک قسم وہ لوگ ہیں، جو ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہیں۔"

اولاد کے حقوق

اسلام نے جس طرح اولاد پر ماں باپ کے حقوق مقرر کیئے ہیں، اسی طرح سے ماں باپ پر بھی اولاد کے کچھ حق رکھے ہیں، جہاں تک ان کو کھلانے پلانے اور پہنانے کے حق کا تعلق ہے اس کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں، کیونکہ اولاد کے اس حق کا احساس ہمیں فطری اور طبعی طور پر بھی ہے۔ ہاں اولاد کے جس حق کی ادائیگی میں ہم سے عموماً کوتاہی ہوتی ہے وہ ان کی دینی اور اخلاقی تربیت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اہل وعیال کی تربیت اور نگرانی اس طرح کریں، کہ مرنے کے بعد وہ جہنم میں نہ جائیں۔

قرآن شریف میں ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (تحریم - ع ۲)　　اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی آل اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

اولاد کی اچھی تربیت کی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح بیان فرمائی ہے:-

"باپ کی طرف سے اولاد کے لئے اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں کہ وہ ان کی اچھی تربیت کرے۔"

بعض لوگوں کو اپنی اولاد میں لڑکوں سے زیادہ محبت اور دلچسپی ہوتی ہے

اور بیچاری لڑکیوں کو وہ بوجھ سمجھتے ہیں اور اس واسطے ان کی خبر گیری اور تربیت میں کوتاہی کرتے ہیں، اس لئے اسلام میں لڑکیوں کی اچھی تربیت کی خصوصیت سے تاکید کی گئی ہے، اور اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے:۔

ایک حدیث میں ہے، آپؐ نے فرمایا، کہ

جس شخص کے بیٹیاں یا بہنیں ہوں، اور وہ ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرے، اور ان کو اچھی تربیت دے، اور (مناسب جگہ) ان کی شادی کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت دے گا۔

میاں بیوی کے حقوق

انسانوں کے باہمی تعلقات میں میاں بیوی کا تعلق بھی ایک اہم تعلق ہے اور ان دونوں کا گویا چولی دامن کا ساتھ ہے، اس لئے اسلام نے اس کے متعلق بھی نہایت صاف صاف اور تاکیدی ہدایتیں فرمائی ہیں۔ اس بارے میں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ بیوی کو چاہیئے کہ اپنے شوہر کی پوری خیر خواہی اور فرمانبرداری کرے، اور اس کی امانت میں کسی طرح کی خیانت نہ کرے۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے:۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ (النساء۔ ع ۳)　　پس نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں اور شوہر کی غیر موجودگی میں اسکی امانت کی حفاظت کرتی ہیں۔

اور شوہروں کو اسلام کا حکم ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ پوری محبت کریں، اور اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اچھا کھلائیں، اچھا پہنائیں، اور ان کی دلداری

میں کمی نہ کریں، ارشاد ہے:۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء ع ۳) بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قرآنی تعلیم کے مطابق مسلمان مردوں اور عورتوں کو باہم حسن سلوک کی اور ایک دوسرے کو خوش رکھنے کی بڑی سخت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے عورتوں کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جو شخص اپنی بیوی کو اپنے پاس بلائے اور وہ نہ آئے، اور وہ رات کو اس سے ناراض رہے، تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے ہیں"

اور اس کے برعکس ایک دوسری حدیث میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں جائے گی"

ایک اور حدیث میں ہے آنحضورؐ نے فرمایا:۔

"قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، کوئی عورت اللہ کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کر دے"

اور ایک اہم موقع پر مسلمانوں کے بہت بڑے اجتماع میں خاص مردوں کو خطاب کرتے ہوئے آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"میں تم کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی خاص طور سے وصیت کرتا

ہوں، تم میری اس وصیت کو یاد رکھنا، دیکھو وہ تمہاری ماتحت ہیں اور تمہارے بس میں ہیں"

ایک اور حدیث میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"تم میں اچھے وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہیں"

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مسلمانوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں، اور اپنی گھر والیوں کے ساتھ جن کا برتاؤ لطف و محبت کا ہو"

عام قرابت داروں کے حقوق:۔

ماں باپ، اولاد اور میاں بیوی کے تعلقات کے علاوہ آدمی کا ایک خاص تعلق اپنے عام قرابت داروں سے بھی ہوتا ہے، اسلام نے اس تعلق اور رشتے کا بھی بہت لحاظ کیا ہے، اور اس کے اعتبار سے بھی کچھ باہمی حقوق مقرر کئے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں جابجا "ذِی الْقُرْبٰی" کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید فرمائی گئی ہے، اور اسلام میں اس شخص کو بہت بڑا مجرم اور مہا پاپی بتلایا گیا ہے، جو رشتے داری اور قرابت کے حقوق کو پامال کرے، ایک حدیث میں ہے حضورؐ نے فرمایا:۔

"قرابت کے حق کو پامال کرنے والا اور اپنے برتاؤ میں رشتوں ناتوں کا لحاظ نہ رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا"

پھر اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص تعلیم اور تاکید یہ ہے کہ اگر بالفرض تمہارا کوئی قرابت دار تمہارا حق قرابت ادا نہ کرے تو اس کی قرابت کا حق تم اس صورت میں بھی ادا کرتے رہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا، کہ:۔

تمہارا جو عزیز قریب تم سے بے تعلقی اور بے مروتی برتے، اور قرابت کا حق ادا نہ کرے، تو تم اس سے بے تعلقی مت برتو اپنی طرف سے تم اس کی قرابت کا حق ادا کرتے رہو۔"

(صِلْ مَنْ قَطَعَكَ الخ)

بڑوں کے چھوٹوں پر اور چھوٹوں کے بڑوں پر عام حقوق:۔

اسلام نے معاشرت کے سلسلہ میں ایک عمومی اور اصولی تعلیم یہ بھی دی ہے کہ ہر چھوٹا اپنے بڑوں کی تعظیم و تکریم کرے اور ان کے سامنے ادب لحاظ سے رہے اور ہر بڑے کو چاہیئے کہ اپنے چھوٹوں سے محبت اور شفقت کا برتاؤ کرے، (اگرچہ ان میں باہم کوئی رشتہ داری نہ ہو) اسلام کی نظر میں یہ چیز اتنی اہم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اعلان فرمایا ہے، کہ:۔

"جو بڑا اپنے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، اور چھوٹا اپنے بڑوں کا ادب لحاظ نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:۔

"جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کی بڑی عمر کی وجہ سے اس کی عزت

کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بھی ایسے لوگ مقرر کردے گا جو اس کے بڑھاپے کے وقت اس کی عزت کریں گے"

پڑوسی کے حقوق

انسان کا اپنے رشتہ داروں کے علاوہ ایک مستقل واسطہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ہوتا ہے، اسلام نے اس تعلق کو بھی بہت اہمیت دی ہے، اور اس کے لئے مستقل اور مفصل ہدایتیں دی ہیں، قرآن مجید میں جہاں ماں باپ، میاں بیوی اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے وہاں پڑوسیوں کے بارے میں بھی اس کی تاکید اور ہدایت فرمائی گئی ہے، ارشاد ہے:۔

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ"

اس آیت میں تین قسم کے پڑوسیوں کا ذکر ہے، اور ان میں سے ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ اچھے سلوک کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی" سے مراد وہ پڑوسی ہیں جن سے پڑوس کے علاوہ کوئی خاص قرابت بھی ہو۔ اور "وَالْجَارِ الْجُنُبِ" سے مراد وہ پڑوسی ہیں جن کے ساتھ کوئی اور تعلق رشتہ داری وغیرہ کا نہ ہو، صرف پڑوس ہی تعلق ہو، جس میں غیر مسلم پڑوس بھی داخل ہیں۔ اور "وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ" سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا کہیں اتفاقی ساتھ ہوگیا ہو، جیسے سفر کے ساتھی، یا مدرسہ کے ساتھی، یا ساتھ رہ کر کام کاج کرنے والے اس میں بھی مسلم غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں ہے

اور ان تینوں قسم کے پڑوسیوں اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا اسلام نے ہم کو حکم دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اس قدر سخت تاکید فرماتے تھے کہ ایک حدیث میں ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو کوئی ایذا اور تکلیف نہ دے"

ایک دوسری حدیث میں ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"وہ مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے، اور پہلو میں رہنے والا اس کا پڑوسی بھوکا رہے"

ایک اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بڑے جلال کے ساتھ ارشاد فرمایا:۔

"خدا کی قسم وہ اصلی مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ پورا مومن نہیں، واللہ وہ پورا مومن نہیں"۔ عرض کیا گیا، حضور! کون پورا مومن نہیں؟ ارشاد فرمایا:۔ "وہ مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے امن میں نہیں"

ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"وہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا جس کی شرارتوں سے اس کے پڑوسی امن میں نہیں"

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

"کسی صحابیؓ نے حضورؐ سے عرض کیا، کہ حضورؐ فلاں عورت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بڑی نمازیں پڑھتی ہے، بہت روزے رکھتی ہے، اور خوب خیرات کرتی ہے، لیکن اپنی زبان کی تیزی سے پڑوس والوں کو تکلیف بھی پہونچاتی رہتی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، کہ، وہ دوزخ میں جائے گی۔" پھر انہی صحابی نے عرض کیا، "یارسولؐ اللہ! اور فلانی عورت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ نماز، روزہ، اور خیرات تو بہت نہیں کرتی (یعنی نفل نمازیں، نفل روزے اور نفلی صدقے بمقابلہ پہلی عورت کے کم کرتی ہے، لیکن پڑوس والوں کو اپنی زبان سے کبھی تکلیف نہیں پہونچاتی"، تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا، کہ "وہ جنت میں جائے گی"۔

بھائیو! یہ ہیں اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق، افسوس! آج ہم ان احکام سے کتنے غافل ہیں۔

کمزوروں اور حاجت مندوں کے حقوق:۔

یہاں تک جن طبقوں کے حقوق کا بیان کیا گیا، یہ سب وہ تھے جن سے آدمی کا کوئی خاص تعلق اور واسطہ ہوتا ہے، خواہ قرابت ہو یا پڑوس، یا ساتھ رہنا، لیکن اسلام نے ان کے علاوہ تمام کمزور طبقوں، اور ہر طرح کے حاجت مندوں کا بھی حق مقرر کیا ہے، اور جو لوگ کچھ مقدرت اور حیثیت رکھتے ہیں ان پر لازم کیا ہے کہ وہ ان کی خبر گیری اور خدمت کیا کریں، اور اپنی دولت اور اپنی صلاحیتوں میں ان کا بھی

حق اور حصہ سمجھیں۔ قرآن شریف میں بیسیوں جگہ اس کی تاکید اور ہدایت فرمائی گئی ہے کہ یتیموں، مسکینوں، مفلسوں، مسافروں اور دوسرے حاجت مندوں کی خدمت اور مدد کی جائے، بھوکوں کے کھانے کا اور ننگوں کے کپڑوں کا انتظام کیا جائے وغیرہ وغیرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی بڑی تاکید و ترغیب دی ہے اور اس کی بڑی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں، اس سلسلہ کی چند حدیثیں یہ ہیں :۔

ایک حدیث میں ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں برابر کر کے فرمایا

کسی یتیم بچے کی کفالت کرنے والا شخص جنت میں مجھ سے اتنا قریب ہوگا جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں"

ایک دوسری حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"بیوہ عورتوں اور غریبوں، محتاجوں کی خبر گیری اور مدد کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا آدمی راہ خدا میں جہاد کرنے والے کے درجے پر ہے اور ثواب میں اس شخص کے برابر ہے جو ہمیشہ دن کو روزہ رکھتا ہو، اور رات نفلوں میں گذارتا ہو"

ایک اور حدیث میں ہے، کہ حضورؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا :۔

"جو بھوکے ہوں ان کے کھانے کا انتظام کرو، بیماروں کی خبر لو، قیدیوں کو چھڑاؤ"

ایک اور حدیث میں ہے، کہ آپ نے لوگوں کو چند ہدایتیں فرمائیں اور اس ضمن میں فرمایا :۔

"مصیبت زدوں کی مدد کرو، اور بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتاؤ"

ان حدیثوں میں آپ نے مسلم غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی، بلکہ بعض حدیثوں میں تو آپؐ نے جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی سخت تاکید فرمائی ہے، اور بے زبان جانوروں پر ترس کھانے والے اور ان کی خبر گیری کرنے والے لوگوں کو اللہ کی رحمت کی خوش خبری سنائی ہے

فی الحقیقت اسلام سارے عالم اور ساری مخلوق کے لئے رحمت ہے، اور ہمارے آقا اور ہادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، لیکن ہم خود آپؐ کے احکام اور پیغام سے دور ہو گئے۔ کاش! ہم بھی سچے مسلمان بن کر ساری دنیا کے لئے رحمت بن جائیں۔

مسلمان پر مسلمان کا حق

قرابت اور پڑوس اور عام انسانی حقوق کے علاوہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے کچھ اسلامی حقوق ہیں، اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں یہ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر لازم ہے کہ نہ اس پر خود کوئی ظلم و زیادتی کرے اور (اگر کوئی دوسرا اس پر ظلم کرے تو یہ) اس کو اکیلا چھوڑ کر الگ نہ ہو جائے (بلکہ ممکن ہو تو اس کی مدد کرے اور اس کا ساتھ دے)، تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں لگا رہے گا اور جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کی تکلیف کو دور کرے گا،

تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں قیامت کی کسی تکلیف سے اس کو نجات دے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تم باہم بغض و عداوت نہ رکھو، حسد نہ کرو، غیبتیں نہ کرو، اور ایک اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو، اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترکِ سلام و کلام کرے۔"

ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے فرمایا:۔

"مسلمان کا مال، اس کی جان اور اس کی آبرو مسلمان پر بالکل حرام ہے۔"

اب ہم آدابِ معاشرت اور حقوقِ باہمی کے اس سلسلہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پر ختم کرتے ہیں، جو ہر مسلمان کو لرزا دینے والی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہؓ سے پوچھا:۔

"بتاؤ مفلس اور نادار کون ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا: "حضورؐ مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں۔" آپؐ نے فرمایا: "نہیں! ہم میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور صدقے کا ذخیرہ لے کر آئے گا، لیکن دنیا میں اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان رکھا ہوگا، کسی کو مارا پیٹا ہوگا، کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا، جب یہ حساب کے مقام پر کھڑا کیا جائے گا، تو اس کے مدعی لوگ آئیں گے، اور بقدر ان کے حقوق کے اس کی نیکیوں میں سے ان کو دلوایا جائیگا

یہاں تک کہ اس کی سب نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ تو پھر ان کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے، اور اس کو جہنم میں ڈلوا دیا جائے گا۔"

بھائیو! اس حدیث پر غور کرو، اور سوچو، کہ دوسروں کی حق تلفی اور ان کو بُرا بھلا کہنا، اور ان کی غیبتیں کرنا، اپنے آپ کو کس قدر ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

خدا کے بندو! اگر کسی کی کوئی حق تلفی تم نے کی ہو، تو دنیا ہی میں اس کا حساب کر لو، یا اس کا بدلہ دے دو، یا معاف کرا لو، اور آئندہ کے لئے احتیاط کا عہد کر لو، ورنہ آخرت میں اس کا انجام بہت بُرا ہونے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا آمین

نواں باب

اچھے اخلاق اور عمدہ صفات

اچھے اخلاق واوصاف کی تعلیم بھی اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے، اور لوگوں کی اخلاقی اور روحانی اصلاح ودرستی ان خاص مقاصد میں سے ہے، جن کے پورا کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

"میں اللہ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ عمدہ اخلاق کی تعلیم دوں، اور انہیں مرتبۂ کمال تک پہونچاؤں"

اچھے اخلاق کی فضیلت اور اہمیت

اسلام میں اچھے اخلاق کی جو اہمیت اور فضیلت ہے اس کا کچھ اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیثوں سے کیا جا سکتا ہے — حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق بہت اچھے ہیں"

ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"قیامت کے دن میری نظر میں سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہوگا، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے"

ایک دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں سب سے زیادہ وزن اچھے اخلاق کا ہوگا۔"

ایک اور روایت میں ہے' حضورؐ سے پوچھا گیا، کہ :۔ وہ کون سی صفت ہے' جو انسان کو جنّت میں لے جاتی ہے؟ ۔ آپؐ نے فرمایا۔

"اللہ کا خوف' اور اچھے اخلاق۔"

ایک اور روایت میں آیا ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"اچھے اخلاق والے مومن کو دنوں کے روزوں' اور راتوں کے قیام (یعنی نفل نمازوں) کا ثواب ملتا ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ جس اللہ کے بندے کو ایمان نصیب ہو' اور وہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے فرض ادا کرتا ہو' اور زیادہ نفل روزے نہ رکھتا ہو' اور نہ رات کو بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھتا ہو' مگر اس کے اخلاق اچھے ہوں' تو اللہ تعالیٰ اس کو عمدہ اخلاق کی وجہ سے ہی ان لوگوں کے برابر ثواب دے گا جو صائم النہار اور قائم اللیل ہوں (یعنی دنوں کو روزے رکھنے والے اور راتوں کو نفل نمازیں پڑھنے والے ہوں)

بُرے اخلاق کی نحوست :۔

جس طرح حضورؐ نے اچھے اخلاق کی یہ فضیلتیں بیان فرمائی ہیں، اسی طرح بُرے اخلاق کی نحوست سے بھی آپؐ نے ہم کو خبردار کیا ہے، ایک حدیث

میں ہے، حضورؐ نے فرمایا۔

"برے اخلاق والا آدمی جنّت میں نہ جا سکے گا"

ایک اور روایت میں ہے، کہ حضورؐ نے فرمایا۔

"کوئی گناہ اللہ کے نزدیک برُے اخلاق سے بدتر نہیں۔"

چند اہم اور ضروری اخلاق کا بیان

یوں تو قرآن وحدیث میں تمام اچھے اخلاق اور عمدہ روحانی صفات کی تعلیم دی گئی ہے اور سب برے اخلاق اور بُری عادات سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے لیکن یہاں ہم اسلام کی صرف ضروری اور بنیادی درجے کی چند اخلاقی ہدایتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے بغیر کوئی شخص سچا مومن اور مسلم نہیں ہو سکتا۔

سچائی اور راست بازی

اسلام میں سچائی کی اتنی اہمیت ہے کہ ہر مسلمان کو ہمیشہ سچ بولنے کے علاوہ اس کی بھی تاکید فرمائی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ سچوں کے ساتھ اور سچوں کی صحبت میں رہے، قرآن مجید میں ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ　　اے ایمان والو! خدا سے ڈرو، اور

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝　　صرف سچوں کے ساتھ رہو۔

حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا:۔

"جو یہ چاہے کہ اللہ و رسول سے اس کو محبت ہو، یا اللہ و رسول اس سے محبت کریں، تو اس کو لازم ہے کہ جب بات کرے، تو ہمیشہ سچ بولے"۔

ایک اور حدیث میں ہے، آپؐ نے فرمایا:۔

"سچائی اختیار کرو، اگرچہ تمہیں اس میں اپنی بربادی اور موت نظر آئے، کیونکہ در اصل نجات اور زندگی سچائی ہی میں ہے اور جھوٹ سے پرہیز کرو اگرچہ بظاہر اس میں نجات اور کامیابی نظر آئے کیونکہ جھوٹ کا انجام بربادی اور نامرادی ہے"۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا، کہ:۔

"اہل جنت کی کیا علامت ہے"؟

آپؐ نے فرمایا:۔

"سچ بولنا"۔

اور اس کے بالمقابل ایک دوسری حدیث میں ہے آپؐ نے فرمایا:۔

"جھوٹ بولنا منافق کی خاص نشانیوں میں سے ہے"۔

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

۔کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:۔ "کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟" آپؐ نے فرمایا:۔ "ہاں! ہو سکتا ہے" پھر دریافت کیا گیا:۔ "کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟" آپؐ نے فرمایا:۔ "ہاں! ہو سکتا ہے"۔ پھر سوال کیا گیا:۔ "مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟" آپؐ

نے ارشاد فرمایا :- نہیں ! (یعنی جھوٹ کی عادت ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی) ۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے، کہ ہمیشہ کے لئے ہم سچائی کو اختیار کریں، جو نجات دلانے والی، جنت میں پہنچانے والی، اور اللہ و رسول کا محب و محبوب بنانے والی ہے، اور جھوٹ سے مکمل پرہیز کریں، جس کا انجام تباہی و بربادی اور خدا اور رسول کی لعنت اور ناراضمندی ہے، اور جو منافقوں کی نشانی ہے ۔

عہد کی پابندی

یہ بھی دراصل سچائی ہی کی ایک خاص قسم ہے، کہ جس کسی سے جو عہد کیا جائے اس کو پورا کیا جائے ۔ قرآن و حدیث میں خصوصیت سے اس کی ہدایت اور تاکید فرمائی گئی ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ○ (بنی اسرآئیل ع ۴)	اور اپنا ہر عہد پورا کرو، یقیناً تم سے قیامت میں ہر عہد کی بابت پوچھا جائے گا ۔

قرآن شریف ہی میں ایک دوسری جگہ نیکیوں اور نیکوں کے ذکر میں فرمایا گیا ہے :-

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا ۚ (بقرہ - ع ۲۲)	اور اللہ کے نزدیک نیک وہ لوگ بھی ہیں، جو اپنے عہد کو پورا کریں، جب عہد کریں ۔

حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبوں میں اکثر فرمایا کرتے تھے :-

"جو اپنے عہد کا پابند نہیں، اس کا دین میں حصہ نہیں۔"

ایک اور حدیث میں ہے حضورؐ نے فرمایا:۔

"عہد کا پورا نہ کرنا منافقوں کی خاص نشانیوں میں سے ہے۔"

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق عہد شکنی اور وعدہ خلافی ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ ان بُری عادتوں سے ہم سب کو بچائے۔

امانت داری

امانت داری بھی دراصل سچائی اور راست بازی ہی کی ایک خاص قسم ہے، اسلام میں اس کی تاکید بھی خصوصیت سے فرمائی گئی ہے۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا	اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو ٹھیک ادا کرو۔

اور قرآن شریف ہی میں دو جگہ پر سچے ایمان والوں کی صفات کے بیان میں فرمایا گیا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ ۝ (سورۂ مومنون وسورۂ معارج)	اور وہ لوگ جو امانتوں کی اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں (یعنی امانتیں ادا کرتے ہیں اور عہد کو پورا کرتے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ اپنے اکثر خطبوں میں برسرِ منبر

فرمایا کرتے تھے :-

"لوگو! جس میں امانت کی صفت نہیں، اس میں گویا ایمان ہی نہیں"۔

ایک حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ :-

"کسی کی نیکی کا اندازہ کرنے کے لئے صرف اس کے نماز روزہ ہی کو نہ دیکھو (یعنی کسی کے صرف نماز روزہ ہی کو دیکھ کر اس کے معتقد نہ ہو جاؤ) بلکہ یہ چیز دیکھو کہ جب بات کرے تو سچ بولے، اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس کو ٹھیک ادا کرے، اور تکلیف اور مصیبت کے دنوں میں بھی پرہیزگاری پر قائم رہے"۔

عزیزو! اگر ہم اللہ کے نزدیک سچے مومن اور اس کی رحمتوں کے مستحق ہونا چاہتے ہیں، تو لازم ہے کہ ہر معاملہ میں امانت داری اور ایمان داری اختیار کریں، اور عہد کی پابندی کو اپنی زندگی کا اصول بنائیں، یاد رکھو کہ ہم میں سے جس کسی میں یہ اوصاف نہیں وہ اللہ و رسول کے نزدیک سچا مومن اور پورا مسلمان نہیں۔

عدل وانصاف

اسلام نے ہر معاملہ میں عدل وانصاف کی بھی بڑی سخت تاکید فرمائی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ — اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کرنے کا اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔

پھر اسلام میں عدل وانصاف کی یہ تاکید صرف اپنوں ہی کے حق میں نہیں،

فرمائی گئی ہے بلکہ غیروں کے حق میں بھی، اور جان و مال اور دین وایمان کے دشمنوں کے حق میں بھی عدل وانصاف ہی کی تاکید فرمائی گئی ہے، قرآن شریف کا کھلا ہوا ارشاد ہے:۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (سورہ مائدہ ع ۲)

اور کسی قوم کی عداوت تم کو اس گناہ پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس کے ساتھ انصاف نہ کرو، تم ہر حال میں ہر ایک کے ساتھ انصاف کرو، تقوے کی شان کے یہی زیادہ مناسب ہے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کسی شخص سے یا کسی قوم سے اگر بالفرض ہماری دشمنی اور لڑائی ہو تب بھی ہم اس کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کر سکتے، اور اگر کریں گے تو اللہ کے نزدیک سخت مجرم اور گناہ گار ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"قیامت کے دن اللہ سے سب سے زیادہ قریب اور اللہ کو سب سے زیادہ پیارا امام عادل ہوگا (یعنی اللہ کے حکم کے مطابق انصاف کے ساتھ حکومت کرنے والا حکمران)، اور اللہ سے سب سے زیادہ دور اور سخت ترین عذاب میں گرفتار قیامت کے دن امام جائر ہوگا (یعنی ظلم اور بے انصافی سے حکومت کرنے والا حکمران)"۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ رض سے فرمایا:۔

"تم جانتے ہو، کہ قیامت کے دن اللہ کے سایۂ رحمت میں کون لوگ

سب سے پہلے آئیں گے؟" عرض کیا گیا، کہ: اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کو زیادہ معلوم ہے (لہذا حضورؐ ہی ہم کو تبلائیں کہ کون خوش نصیب بندے قیامت کے دن سب سے پہلے رحمت کے سایہ میں لئے جائیں گے) آپؐ نے ارشاد فرمایا: "یہ وہ بندے ہونگے جن کا حال یہ ہوگا کہ جب ان کا حق ان کو دیا جائے، تو قبول کرلیں، اور جب کوئی ان سے اپنا حق مانگے، تو وہ (بغیر لیت ولعل کے) اس کا حق ادا کردیں، اور دوسرے لوگوں کے لئے بالکل اسی طرح فیصلہ کریں جس طرح کہ خود اپنے لئے کریں (یعنی اپنے اور غیر کے معاملہ میں کوئی فرق نہ کریں)"

افسوس! ہم مسلمانوں نے اسلام کی ان پاکیزہ تعلیمات کو بالکل بھلا دیا ہے، اگر آج مسلمانوں میں یہ صفات پیدا ہوجائیں، کہ وہ بات کے سچے، عہد کے پکے، امانتدار اور ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کرنے والے ہوجائیں تو دنیا کی عزتیں بھی ان کے قدم چومیں، اور جنت میں بھی ان کو بہت بڑے درجے ملیں۔

رحم کھانا اور قصوروار کو معاف کرنا:

کسی کو مصیبت کی حالت میں اور دکھ درد میں مبتلا دیکھ کر اس پر رحم کھانا اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنا، اور کسی خطاکار کی خطا معاف کرنا بھی ان اخلاق میں سے ہے، جن کی اسلام میں بڑی اہمیت اور بڑی فضیلت ہے

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اللہ کے بندوں پر رحم کھاؤ، تم پر رحمت کی جائے گی، تم

لوگوں کے قصور معاف کرو، تمہارے قصور معاف کیئے جائیں گے۔"

ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے فرمایا:۔

"جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا"۔

ایک دوسری روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو کوئی کسی کا قصور معاف نہیں کرتا، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا قصور معاف نہیں کرے گا"۔

ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"رحم کھانے والوں پر رحمٰن رحمت کرتا ہے، تم زمین والوں کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، تم پر آسمان والا رحمت کرے گا"۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام، دوست اور دشمن سب کے ساتھ بلکہ زمین میں بسنے والی سب مخلوق کے ساتھ رحم دلی کی تعلیم دیتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:۔

"کسی شخص نے ایک پیاسے کتے کو جو پیاس کی شدت سے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس پر رحم کھا کر پانی پلا دیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل کے بدلے میں اس کو جنت عطا فرما دی تھی"۔

افسوس! اللہ کی مخلوق پر رحم کھانے اور سب کے ساتھ ہمدردی کرنے کی صفت ہم سے نکل گئی، اور اسی واسطے ہم خدا کی رحمتوں کے قابل نہیں رہے۔

نرم مزاجی

لین دین میں اور ہر طرح کے برتاؤ میں نرمی اور آسانی کرنا بھی اسلام کی

خاص تعلیمات میں سے ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"نرمی کرنے والوں، اور آسانی کرنے والوں پر دوزخ کی آگ حرام ہے"

ایک دوسری حدیث میں ہے،

اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے، اور نرمی پر اتنا دیتا ہے جتنا سختی پر نہیں دیتا"۔

تحمّل اور بُردباری

ناگوار باتوں کو برداشت کرنا، اور ایسے موقع پر غصّے کو پی جانا بھی ان اخلاق میں سے ہے جن کو اسلام سب انسانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے، اور اللہ کے نزدیک ان اہل ایمان کا بڑا درجہ ہے جو اپنے اندر یہ صفت پیدا کرلیں۔

قرآن شریف میں جہاں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن کے لئے جنت سجائی گئی ہے وہاں ایسے لوگوں کا خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے، ارشاد ہے۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ (آل عمران، ع ۱۴)	جو غصہ کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرنے والے ہیں

ایسے لوگوں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے اکہ،

"جو شخص اپنے غصہ کو روکے گا۔ اللہ تعالےٰ اس سے اپنا عذاب روک لے گا"

بڑے خوش نصیب ہیں اللہ کے وہ بندے جو غصہ آنے کے وقت ان آیتوں اور حدیثوں کو یاد کر کے اپنے غصے کو روک لیں، اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان سے اپنے عذاب کو روک لے۔

خوش کلامی اور شیریں زبانی

اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں سے ایک خاص تعلیم یہ بھی ہے، کہ بات چیت ہمیشہ خوش اخلاقی سے اور میٹھی زبان میں کی جائے، اور سخت کلامی، اور بدزبانی سے پرہیز کیا جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا　　اور لوگوں سے اچھی بات کہو

اسلام نے خوش کلامی کو نیکی قرار دیا ہے، اور سخت کلامی کو گناہ بتلایا ہے، حدیث شریف میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:۔

"نرمی اور خوش اخلاقی سے بات چیت کرنا نیکی ہے، اور نیکی ایک قسم کا صدقہ ہے"

ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے فرمایا:۔

"بدزبانی ظلم ہے، اور ظلم کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:۔

"بدزبانی نفاق ہے (یعنی منافقوں کی خصلت ہے"

اللہ تعالیٰ بدزبانی اور سخت کلامی کی اس ظالمانہ اور منافقانہ خصلت

سے ہماری حفاظت فرمائے، اور وہ خوش کلامی اور نرم گفتاری ہم کو نصیب فرمائے، جو ایمان کی شان ہے، اور اللہ کے نیک بندوں کا طریقہ ہے۔

عاجزی اور انکساری

اسلام جن عادتوں کو اپنے ماننے والوں میں عام کرنا چاہتا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خدا کے دوسرے بندوں کے مقابلے میں آدمی اپنے کو نیچا رکھے، اور خود کو عاجز اور حقیر بندہ سمجھے، یعنی غرور اور تکبّر سے اپنے دل کو پاک رکھے، اور اس کے بجائے خاکساری کو اپنا شیوہ بنائے۔

اللہ کے یہاں عزّت اور بلندی انہیں خوش نصیبوں کے لئے ہے جو اس دنیا میں نیچے ہو کر رہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (الفرقان ع ۶)

رحمٰن کے خاص بندے تو وہی ہیں، جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا، (القصص ع ۹)

آخرت کے اس گھر (جنت) کا وارث ہم انہیں کو کریں گے، جو نہیں چاہتے دنیا میں بڑائی حاصل کرنا، اور فساد کرنا۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

جس نے خاکساری اختیار کی، اللہ تعالیٰ اس کے مرتبے اتنے

بلند کرے گا، کہ اس کو اعلیٰ علیین میں پہنچائے گا۔" (جو جنت کا سب سے اونچا درجہ ہے)

اور اس کے برخلاف غرور اور تکبر اللہ تعالیٰ کو اس قدر ناپسند ہے، کہ ایک حدیث میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:۔

"جس شخص کے دِل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہوگا، تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بَل جہنم میں ڈلوائے گا۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے، کہ:۔

"جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر اور غرور ہوگا، وہ جنت میں نہ جاسکے گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے فرمایا:۔

"تکبر سے بچو، تکبر ہی وہ گناہ ہے، جس نے سب سے پہلے شیطان کو تباہ کیا۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس شیطانی خصلت سے بچائے، اور وہ عاجزی اور خاکساری نصیب فرمائے، جو اس کو پسند ہے، اور جو بندگی کی شان ہے۔

لیکن یہاں ہم کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری عاجزی اور خاکساری اپنے نفس اور اپنی ذات کے معاملہ میں ہونی چاہیئے مگر حق کے معاملہ میں اور دین کے بارے میں ہمیں قوت اور پختگی کا ثبوت دینا چاہیئے، اس موقع کے لئے اللہ کا اور اللہ کے رسولؐ کا حکم یہی ہے۔

الغرض مومن کی شان یہی ہے کہ وہ اپنے نفس اور اپنی ذات کو حقیر اور نیچا سمجھے اور حق

پر مضبوطی سے قائم رہے اور کسی کے ڈر، خوف سے اس میں کمزوری نہ دکھائے۔

صبر و شجاعت

اس دنیا میں آدمیوں پر مصیبتوں اور مشقتوں کے وقت بھی آتے ہیں کبھی بیماری آتی ہے، کبھی محتاجی اور ناداری کی صورت ہو جاتی ہے، کبھی ظالم دشمن ستاتے ہیں، کبھی دوسرے پر حالات ناموافق ہو جاتے ہیں، پس ایسے موقعوں کے لئے اسلام کی خاص تعلیم یہ ہے کہ اللہ کے بندے صبر اور ہمت سے کام لیں، اور ہزار تکلیفوں اور مصیبتوں کے باوجود مضبوطی اور بہادری کے ساتھ اپنے اصول پر قائم رہیں، ایسے لوگوں کے لئے قرآن شریف کی خوشخبری ہے کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ (آل عمران ع ۱۵) اور اللہ صبر والوں سے محبت رکھتا ہے

دوسری آیت میں ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (بقرہ ع ۱۸) اللہ یقیناً صبر والوں کے ساتھ ہے

ایک اور آیت میں ان ایمان والوں کی بڑی تعریف کی گئی ہے، جو تکلیف اور مشقت کی حالت میں اور حق کے لئے جنگ میں ثابت قدم رہیں، اور قربانی سے نہ بھاگیں:۔

وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (البقرہ ع ۲۲)

اور جو لوگ سختی اور تکلیف اور جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں، وہی ہیں جو سچے ہیں، اور متقی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"صبر کی توفیق سے بہتر کوئی نعمت نہیں"

ایک دوسری حدیث میں ہے:۔

"صبر آدھا ایمان ہے[1]۔"

اور اس کے برخلاف بے صبری اور بزدلی اسلام کی نگاہ میں بدترین عیب ہیں جس سے حضورؐ اپنی دعاؤں میں بکثرت پناہ مانگتے تھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی صبر و ہمت عطا فرمائے، اور بے صبری اور بے ہمتی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

اخلاص اور تصحیح نیت:۔

اخلاص تمام اسلامی اخلاق کی، بلکہ کہنا چاہیئے کہ پورے اسلام کی روح اور جان ہے، اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ ہم جو کام بھی کریں، وہ محض اللہ کے واسطے اور اس کی رضا کی نیت سے کریں، اور اس کے سوا ہماری کوئی اور غرض نہ ہو۔

اسلام کی جڑ توحید ہے، اور توحید کی تکمیل اخلاص ہی سے ہوتی ہے یعنی کامل توحید یہی ہے کہ ہمارا ہر کام اللہ کے واسطے ہو، اور صرف اللہ کی رضا، اور اس کا ثواب ہی ہمارا مطمح نظر ہو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:۔

"جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اور اللہ کے لئے دشمنی کی، اور اللہ کے لئے دیا، اور اللہ کے لئے منع کیا، اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔"

مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے تعلقات اور معاملات کو اپنی ذاتی خواہش اور

---

[1] جمع الفوائد میں اس کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے موقوفاً نقل کیا گیا ہے۔ ۱۲ (مؤلف)

دوسری اغراض کے بجائے صرف رضار الٰہی کے ماتحت کر دیا، وہی اللہ کے نزدیک کامل مومن ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:۔

"اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے"

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا اور ثواب کا معاملہ خلوص اور دل کی نیت کے مطابق ہوگا۔ ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے فرمایا:۔

"لوگو! اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتا ہے، جو اخلاص سے ہو"

آخر میں ایک حدیث اور ذکر کی جاتی ہے، جس کو سن کر ہم سب کو لرز جانا چاہیئے بعض روایات میں ہے، کہ حضرت ابوہریرہؓ جب اس حدیث کو سناتے تھے، تو کبھی کبھی بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ وہ حدیث یہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"قیامت میں سب سے پہلے قرآن کے بعض عالم اور بعض شہید اور بعض مالدار پیش کیئے جائیں گے، اور ان لوگوں سے پوچھا جائے گا، کہ تم نے اپنی زندگی میں ہمارے لئے کیا کیا؟ عالم قرآن کہے گا کہ میں عمر بھر تیری کتاب کو پڑھاتا اور پڑھتا رہا، اس کو خود سیکھا اور دوسرں کو سکھایا، اور یہ سب کچھ تیرے واسطے کیا۔ ارشاد ہوگا:۔ تو جھوٹا ہے تو نے تو یہ سب کچھ اپنی شہرت کے لئے کیا تھا۔ جو دنیا میں تجھے حاصل ہو چکی۔ پھر مالدار سے پوچھا جائے گا، کہ ہم نے تجھ کو مال دیا تھا، تو

نے اس میں ہمارے لئے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ نیکی کے سب کاموں میں، اور بھلائی کی سب راہوں میں تیری رضا کے لئے صرف کیا، ارشاد ہوگا:- تو جھوٹا ہے، تو نے دنیا میں یہ فیاضی صرف اس لئے کی تھی، کہ تیری سخاوت اور فیاضی کے چرچے ہوں اور لوگ تعریفیں کریں، سو دنیا میں یہ سب کچھ تجھے حاصل ہو چکا۔ پھر اسی طرح شہید سے پوچھا جائے گا، وہ کہے گا کہ تیری دی ہوئی سب سے عزیز چیز جان تھی، میں اس کو بھی تیرے لئے قربان کر آیا۔ ارشاد ہوگا، تو جھوٹا ہے، تو نے جنگ میں صرف اس لئے حصہ لیا تھا، کہ تیری بہادری کی شہرت ہو، اور تیرا نام ہو، سو وہ شہرت اور ناموری تجھے دنیا میں حاصل ہو گئی۔ پھر ان تینوں کے لئے حکم ہوگا کہ ان کو اوندھے منہ گھسیٹ کے جہنم میں ڈال دیا جائے، چنانچہ یہ دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے"۔

بھائیو! ہمیں چاہیئے کہ اپنے اعمال کو اس حدیث کی روشنی میں دیکھیں، اور اپنے دلوں اور اپنی نیتوں میں خلوص پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

اے اللہ! ہم سب کو اخلاص نصیب فرما، اور ہمارے ارادوں اور ہماری نیتوں کو محض اپنے فضل و کرم سے درست فرما دے، اور ہم کو اپنے مخلص بندوں میں سے کر دے۔ آمین

دسواں باب

ہر چیز سے زیادہ اللہ ورسول کی اور دین کی محبّت

بھائیو! اسلام جس طرح ہم کو اللہ ورسولؐ پر ایمان لانے اور نماز، روزہ اور حج وزکوٰۃ ادا کرنے کی تعلیم دیتا ہے، اور ایمانداری اور پرہیزگاری اور خوش اخلاقی اور نیک اطواری اختیار کرنے کی ہدایت اور تاکید کرتا ہے، اسی طرح اس کی ایک خاص ہدایت اور تعلیم یہ بھی ہے کہ ہم دنیا کی ہر چیز سے زیادہ یہاں تک کہ اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں اور جان و مال اور عزت وآبرو سے بھی زیادہ خدا اس کے رسولؐ سے اور اس کے مقدس دین سے محبت کریں۔

یعنی اگر کبھی کوئی ایسا نازک اور سخت وقت آئے کہ دین پر قائم رہنے اور اللہ ورسول کے حکموں پر چلنے کی وجہ سے ہمیں جان ومال اور عزت وآبرو کا خطرہ ہو تو اس وقت بھی اللہ ورسول کو اور دین کو نہ چھوڑیں، اور جان ومال یا عزت وآبرو جو کچھ گذرے گذر جانے دیں۔

قرآن وحدیث میں جا بجا فرمایا گیا ہے، کہ جو لوگ اسلام کا دعویٰ کریں، اور ان کو اللہ ورسول کے ساتھ اور ان کے دین کے ساتھ ایسی محبت اور اس درجے کا تعلق نہ ہو، وہ اصلی مسلمان نہیں ہیں، بلکہ وہ اللہ کی طرف سے سخت سزا اور

عذاب کے مستحق ہیں۔

سورۂ توبہ میں فرمایا گیا ہے:۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

(سورۂ توبہ ع ۳)

(اے رسول!) تم ان لوگوں کو جتلا دو کہ اگر تمہارے ماں باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی برادر، تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ قبیلہ، اور تمہارا مال و دولت، جسے تم نے کمایا ہے، اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں پسند ہیں، سو اگر یہ چیزیں، تم کو زیادہ محبوب ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کے دین کے لئے کوشش کرنے سے، تو اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو، اور (یاد رکھو) کہ اللہ نہیں ہدایت دیتا ہے نافرمانوں کو

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ و رسول کے اور ان کے دین کے مقابلہ میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں یا مال و جائداد سے زیادہ محبت رکھتے ہوں، اور جن کو اللہ و رسول کی رضامندی اور دین کی خدمت و ترقی سے زیادہ فکر ان چیزوں کی ہو وہ اللہ کے سخت نافرمان ہیں، اور اس کے غضب کے مستحق ہیں۔

ایک مشہور اور صحیح حدیث میں ہے، رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ایمان کی مٹھاس اور دین کا ذائقہ اسی شخص کو نصیب ہوگا جس میں

تین باتیں جمع ہوں :۔ اوّل یہ کہ اللہ و رسول کی محبت اس کو تمام ماسوا سے زیادہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جس آدمی سے بھی محبت کرے صرف اللہ کے لئے کرے (گویا ذاتی اور حقیقی محبت صرف اللہ ہی سے ہو) اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اور دین کو چھوڑنا اسکو ایسا ناگوار اور گراں ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے نزدیک اصلی اور سچے مسلمان وہی ہیں جن کو اللہ و رسول کی اور دین اسلام کی محبت دنیا کے تمام آدمیوں اور تمام چیزوں سے زیادہ ہو یہاں تک کہ اگر وہ کسی آدمی سے بھی محبت کریں تو اللہ ہی کے لیے کریں اور دین سے ان کو ایسی الفت ہو کہ اس کو چھوڑ کر کفر کا طریقہ اختیار کرنا ان کے لئے اتنا شاق اور ایسا تکلیف دہ ہو جیسا کہ آگ کے الاؤ میں ڈالا جانا

ایک اور حدیث میں ہے حضورؐ نے فرمایا :۔

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مومن اور اصلی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو میری محبت اپنے ماں باپ سے اور اپنی اولاد سے اور دنیا کے سارے آدمیوں سے زیادہ نہ ہو"۔

بھائیو! ایمان دراصل اسی کا نام ہے کہ آدمی بالکل اللہ و رسول کا ہو جائے اور اپنے سارے تعلقات اور خواہشات کو ان کے تعلق پر اور ان کے دین کی راہ میں قربان کر سکے، جس طرح کہ صحابۂ کرامؓ نے کر دکھایا، اور آج بھی اللہ کے سچے اصحاب دردِ دل بندوں کا یہی حال ہے، اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی انہیں کے ساتھ اور انہیں میں سے کر دے۔

گیارہواں باب

اللہ کے سچّے دین کی خدمت و دعوت

بھائیو! جس طرح ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ و رسول پر ایمان لائیں، اور ان کے بتلائے نیکی اور پرہیزگاری کے اس سیدھے اور روشن راستے پر چلیں جس کا نام "اسلام" ہے۔ اسی طرح ہم پر یہ بھی فرض ہے کہ اللہ کے جو بندے اُس راستے سے بے خبر ہیں، یا اپنی طبیعت کی برائی کی وجہ سے اس پر نہیں چل رہے ہیں ان کو بھی اس سے واقف کرنے کی اور اس پر چلانے کی کوشش کریں، یعنی جس طرح اللہ نے ہم پر یہ فرض کیا ہے کہ ہم اس کے اچھے فرمانبردار عبادت گذار اور پرہیزگار بندے بنیں اسی طرح اس نے یہ بھی فرض کیا ہے کہ اس مقصد کے لئے ہم اس کے دوسرے بندوں میں بھی کوشش کریں، اسی کا نام دین کی خدمت اور دین کی دعوت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کام اتنا بڑا ہے کہ اس نے ہزاروں پیغمبر اس دنیا میں اسی مقصد کے لئے بھیجے، اور ان پیغمبروں نے طرح طرح کی مصیبتیں اٹھا کے، اور دکھ سہہ کے دین کی خدمت و دعوت کا یہ کام انجام دیا، اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کیلئے کوششیں کیں (اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کا ساتھ دینے والوں پر بے حساب رحمتیں نازل فرمائے)

پیغمبری کا یہ سلسلہ خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کے ذریعہ اپنے اس خاص فیصلے کا اعلان بھی کرا دیا، کہ دین کی تعلیم و دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کیلئے آئندہ اب کوئی نیا پیغمبر نہیں بھیجا جائیگا

بلکہ اب قیامت تک یہ کام انہیں لوگوں کو کرنا ہوگا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین حق کو مان چکے ہیں، اور ان کی ہدایت کو قبول کر چکے ہیں۔

الغرض نبوت و رسالت ختم ہونے کے بعد دین کی دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کی تمام تر ذمہ داری ہمیشہ کے لئے اب حضورؐ کی امت کے سپرد کر دی گئی ہے اور دراصل اس امت کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے، بلکہ قرآن شریف میں اِسی کام اور اسی خدمت و دعوت کو اس اُمّت کے وجود کا مقصد بتلایا گیا ہے، گویا کہ یہ امت پیدا ہی اس کام کے لئے کی گئی ہے۔

ارشاد ہے:۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط	(اے امتِ محمدؐ) تم ہو وہ بہترین جماعت جو اس دنیا میں لائی گئی ہے انسانوں کی اصلاح کے لئے، تم کہتے ہو نیکی کو اور روکتے ہو برائی سے اور سچا ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔
(آل عمران - ع ۱۲)	

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ امت محمدیہ دنیا کی دوسری امتوں اور جماعتوں میں اسی لحاظ سے ممتاز اور افضل تھی کہ خود ایمان اور نیکی کے راستے پر چلنے کے علاوہ دوسروں کو بھی نیکی کے راستے پر چلانے اور برائیوں سے بچانے کی کوشش کرنا اس کی خاص خدمت اور خاص ڈیوٹی تھی، اور اسی لئے اس کو "خَيْرَ أُمَّةٍ" قرار دیا گیا تھا۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ امت اگر دین کی دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کا یہ فرض ادا نہ کرے، تو وہ اس فضیلت کی مستحق نہیں، بلکہ سخت مجرم اور قصوروار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے کام کی ذمہ داری اس کے سپرد کی، اور

اس نے اس کو پورا نہ کیا، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی بادشاہ سپاہیوں کے کسی دستہ کو شہر میں اس کام پر مقرر کرے کہ وہ برائیوں اور بدمعاشوں کو روکیں لیکن وہ سپاہی اس خدمت کو انجام نہ دیں، بلکہ خود بھی وہ سب جرائم اور بدمعاشیاں کرنے لگیں جن کی روک تھام کے لئے بادشاہ نے ان کی ڈیوٹی لگائی تھی، تو ظاہر ہے کہ یہ مجرم سپاہی انعام یا نوکری پانے کے مستحق تو کیا ہوتے سخت سزا کے قابل ہوں گے، بلکہ اگر ان کو دوسرے مجرموں بدمعاشوں سے زیادہ سزا دی جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

افسوس! اس وقت اسلامی امت کا حال یہی ہے کہ دین کی خدمت ودعوت اور دنیا کی اصلاح وہدایت کا ذکر، خود ان میں دس پانچ فی صدی سے زیادہ ایسے نہیں رہے ہیں جو صحیح معنیٰ میں مومن ومسلم ہوں، نیکیاں کرتے ہوں اور برائیوں سے بچتے ہوں۔ ایسی حالت میں ہمارا سب سے مقدم فرض یہ ہے کہ دین کی دعوت اور اصلاح وہدایت کا کام پہلے اس امت میں کے ان طبقوں میں کیا جائے، جو دین وایمان اور نیکی وپرہیز گاری کے راستے سے دُور ہوگئے ہیں۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جو لوگ اپنے کو مسلمان کہتے اور کہلاتے ہیں، خواہ ان کی عملی حالت کیسی ہی ہو، وہ بہر حال ایمان واسلام کا اقرار کرکے خدا ورسولؐ اور ان کے دین کے ساتھ ایک قسم کا رشتہ اور ایک طرح کی خصوصیت پیدا کرچکے ہیں اور اسلامی سوسائٹی اور برادری کے ایک فرد بن چکے ہیں، اس واسطے ہمارے لئے ان کی اصلاح وتربیت کی فکر بہر حال مقدم ہے، جس طرح کہ قدرتی طور سے ہر شخص پر اس کی اولاد اور اس کے قریبی رشتہ داروں کی خبر گیری اور دیکھ بھال

کی ذمہ داری بہ نسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ ہوتی ہے۔

اور ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ دنیا کے عام لوگ مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے اسلام کی خوبی اور بہتری کو کبھی نہیں سمجھ سکتے، بلکہ الٹے اس سے متنفر اور بیزار ہوتے ہیں، ہمیشہ سے عام لوگوں کا یہی طریقہ رہا ہے اور اب بھی یہی طریقہ ہے کہ کسی دین کے ماننے والوں کی حالت اور ان کے اعمال و اخلاق دیکھ کر ہی اس دین کے متعلق اچھی یا بُری رائے قائم کی جاتی ہے۔

جس زمانہ تک مسلمان عام طور سے سچے مسلمان ہوتے تھے، اور پوری طرح اسلام کے احکام پر چلتے تھے، دنیا کے لوگ صرف ان کو دیکھ دیکھ کے اسلام کے گرویدہ ہوتے تھے اور علاقے کے علاقے اور قومیں کی قومیں اسلام میں داخل ہوتی تھیں لیکن جب سے مسلمانوں میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہو گئی جو اپنے کو مسلمان تو کہتے ہیں مگر ان کے اعمال اور اخلاق اسلامی نہیں ہیں، اور ان کے دل ایمان اور تقوے کے نور سے خالی ہیں، اس وقت سے دنیا اسلام ہی سے بدظن ہو گئی ہے۔

بہرحال ہمیں اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ مسلمان امت کا طرز زندگی اور مسلمان قوم کی عملی حالت ہی اسلام کے حق میں سب سے بڑی شہادت اور گواہی ہے، وہ اگر اچھی ہو گی، تو دنیا اسلام کے متعلق اچھی رائے قائم کرے گی، اور خود بخود اس کی طرف آئے گی، اور اگر وہ بُری ہو گی تو پھر عام دنیا اسلام ہی کو بُرا جانے گی، اور پھر ان کو اسلام کی دعوت اگر دی بھی جائے گی، تو اس کا کوئی اثر نہ ہو گا، پس دوسروں میں اسلام کی دعوت کا کام بھی اسی پر موقوف ہے کہ مسلمان امت میں اسلامی زندگی یعنی ایمان اور عمل صالح عام ہو۔ بہرحال اس لحاظ سے بھی یہی ضروری ہے کہ پہلے مسلمانوں ہی کی اصلاح

وہدایت کی فکر کی جائے، اور ان میں دینی زندگی کو عام کرنے کے لئے پوری قوت سے جد وجہد کی جائے۔

قرآن شریف میں اس کام کو یعنی دین کی خدمت و دعوت اور لوگوں کی اصلاح وہدایت کی کوشش کو، جہاد بھی کہا گیا ہے، بلکہ "جہاد کبیر" یعنی بڑا جہاد بتلایا گیا ہے[1] اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اگر یہ کام خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ اور محض اللہ کی رضامندی کے لئے کیا جائے تو یقیناً اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا جہاد ہے۔

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جہاد صرف اس جنگ کا نام ہے جو دینی اصول و احکام کے مطابق اللہ کے راستہ میں لڑی جائے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ دین کی دعوت اور بندگانِ خدا کی اصلاح وہدایت کے لئے جس وقت جو کوشش کی جا سکتی ہو، وہی اس وقت کا خاص جہاد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد قریباً بارہ تیرہ برس مکہ معظمہ میں رہے اِس پوری مدت میں آپؐ کا اور آپؐ کے ساتھیوں کا جہاد یہی تھا کہ مخالفتوں اور طرح طرح کی مصیبتوں کے باوجود خود دین پر مضبوطی سے جمے رہے، اور دوسروں کی اصلاح وہدایت کی کوششیں کرتے رہے، اور بندگانِ خدا کو خفیہ وعلانیہ دین کی دعوت دیتے رہے۔

الغرض اللہ سے غافل اور راستہ سے بھٹکے ہوئے بندوں کو اللہ سے ملانے

---

[1] سورۂ فرقان کی آیت وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا کے متعلق مفسرین کی عام رائے یہی ہے کہ اس سے تبلیغ و دعوت مراد ہے۔ ۱۲۔

کی اور صحیح راستہ پر چلانے کی کوشش کرنا، اور اس راہ میں اپنا پیسہ خرچ کرنا اور وقت اور چین آرام قربان کرنا، یہ سب اللہ کے نزدیک "جہاد" ہی میں شمار ہے، بلکہ اس وقت "خاص جہاد" یہی ہے۔

اس کام کے کرنے والوں کو آخرت میں جو اجر و ثواب ملنے والا ہے، اور نہ کرنے والوں کے لئے اللہ کی لعنت و غضب کے جو خطرے ہیں، ان کا کچھ اندازہ مندرجۂ ذیل حدیثوں سے ہو سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"جو شخص لوگوں کو صحیح راستہ کی دعوت دے، اور نیکی کی طرف بلائے تو جو لوگ اس کی بات مان کر جتنی نیکیاں اور بھلائیاں کریں گے، اور ان نیکیوں کا جتنا ثواب ان کرنے والوں کو ملے گا، اتنا ہی ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جس نے ان کو نیکی کی دعوت دی، اور اس کی وجہ سے خود نیکی کرنے والوں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض آپ کی دعوت اور کوشش کے "دس بیس" آدمیوں کی بھی اصلاح ہو گئی، اور وہ خدا اور رسول کو پہچاننے لگیں، اور دینی احکام پر چلنے لگے، نمازیں پڑھنے لگے، اور اسی طرح دوسرے فرائض ادا کرنے لگے، اور گناہوں اور بری باتوں سے بچنے لگے، تو ان چیزوں کا جتنا ثواب ان سب کو ملے گا اس سب کے مجموعہ کی برابر تنہا آپ کو ملے گا۔ اگر آپ غور کریں، تو معلوم ہوگا کہ اس قدر اجر و ثواب کمانے کا کوئی دوسرا راستہ ہے نہیں، کہ ایک آدمی کو سینکڑوں

آدمیوں کی عبادتوں اور نیکیوں کا ثواب مِل جائے۔

ایک دوسری روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:۔

"اے علیؓ! قسم اللہ کی اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت ہو جائے، تو تمہارے حق میں یہ اس سے بہتر ہے کہ بہت سے سُرخ اونٹ تمہیں مِل جائیں" (واضح رہے کہ اہل عرب سُرخ اونٹوں کو بہت بڑی دولت سمجھتے تھے)

درحقیقت اللہ کے بندوں کی اصلاح وہدایت اور ان کو نیکی کے راستہ پر لگانے کی کوشش، جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا بہت اونچے درجے کی خدمت اور نیکی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی خاص وراثت اور نیابت ہے، پھر دنیا کی کسی بڑی سے بڑی دولت کی بھی اس کے مقابلے میں کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں لوگوں کی اصلاح وہدایت کے کام کی اہمیت کو ایک عام فہم مثال کے ذریعہ بھی سمجھایا ہے۔ آپؐ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے، کہ:۔

فرض کرو ایک کشتی ہے جس میں نیچے اوپر دو درجے ہیں، اور نیچے کے درجہ والے مسافروں کو پانی اُوپر کے درجہ سے لانا پڑتا ہے جس سے اوپر والے مسافروں کو تکلیف ہوتی ہے، اور وہ ان پر ناراض ہوتے ہیں، تو اگر نیچے والے مسافر اپنی غلطی اور بیوقوفی سے نیچے ہی سے پانی حاصل کرنے کے لئے کشتی کے نچلے حصہ میں سوراخ کرنے لگیں، اور اوپر کے

درجہ والے ان کو اس غلطی سے روکنے کی کوشش نہ کریں، تو نتیجہ یہ ہوگا کہ کشتی سب ہی کو لے کر ڈوب جائے گی، اور اگر اوپر والے مسافروں نے سمجھا بجھا کر نیچے کے درجہ والوں کو اس حرکت سے روک دیا، تو وہ ان کو بھی بچالیں گے اور خود بھی بچ جائیں گے"۔ حضورؐ نے فرمایا "بالکل اسی طرح گناہوں اور برائیوں کا بھی حال ہے، اگر کسی جگہ کے لوگ جہالت کی باتوں اور گناہوں میں مبتلا ہوں، اور وہاں کے نیک اور سمجھدار قسم کے لوگ ان کی اصلاح وہدایت کی کوشش نہ کریں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ان گناہگاروں اور مجرموں کی وجہ سے خدا کا عذاب نازل ہوگا اور پھر سب ہی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے، اور اگر ان کو گناہوں اور برائیوں سے روکنے کی کوشش کرلی گئی تو پھر سب ہی عذاب سے بچ جائیں گے"۔

ایک اور حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کے ساتھ اور قسم کھا کے فرمایا،۔

"اس اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم اچھی باتوں اور نیکیوں کو لوگوں سے کہتے رہو، اور برائیوں سے ان کو روکتے رہو، یاد رکھو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو بہت ممکن ہے کہ اللہ تم پر کوئی سخت قسم کا عذاب مسلط کردے، اور پھر تم اس سے دعائیں کرو، اور تمہاری دعائیں بھی اس وقت نہ سنی جائیں"۔

بھائیو! اس زمانہ کے بعض خدا رسیدہ اور روشن دل بزرگوں کا خیال ہے، کہ

مسلمانوں پر ایک عرصہ سے جو مصیبتیں اور ذلتیں آرہی ہیں اور جن پریشانیوں میں وہ مبتلا ہیں جو ہزاروں دعاؤں اور ختموں اور وظیفوں کے باوجود نہیں ٹل رہی ہیں، اس کا بڑا سبب یہی ہے کہ ہم دین کی خدمت و دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے کام کو چھوڑے ہوئے ہیں، جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے تھے، اور ختم نبوت کے بعد جس کے ہم پورے پورے ذمہ دار بنائے گئے تھے، اور دنیا کا بھی ایسا ہی قانون ہے کہ جو سپاہی اپنی خاص ڈیوٹی ادا نہ کرے اس کو معطل کر دیا جاتا ہے، اور بادشاہ جو سزا اس کے لئے مناسب سمجھتا ہے، دیتا ہے۔

آؤ! آئندہ کے لئے اس فرض اور اس ڈیوٹی کو انجام دینے کا ہم سب عہد کریں اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہو، اس کا وعدہ ہے:۔

"وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ"

(اللہ ان لوگوں کی ضرور مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کریں گے)

جو حضرات اس فرض کو ادا کرنے کا ارادہ فرمادیں ان کے لئے میرا مشورہ ہے کہ وہ حضرات مدرسہ عربیہ رائے ونڈ ضلع لاہور میں اس کام کو عملی طور پر ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اور اس فرض کو جو حضرات سرانجام دے رہے ہیں ان کا ساتھ دیں۔

خواجہ محمد اسلام

بارھواں باب

دین پر استقامت

ایمان لانے کے بعد بندے پر اللہ کی طرف سے جو خاص ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ بندہ پوری مضبوطی اور ہمت کے ساتھ دین پر قائم رہے، اور خواہ زمانہ اس کے لئے کیسا ہی ناموافق ہو جائے، وہ کسی حال میں دین کا سرا ہاتھ سے چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اسی کا نام "استقامت" ہے۔ قرآن شریف میں ایسے لوگوں کے لئے بڑے انعامات اور بڑے درجوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ۝

جن لوگوں نے اقرار کر لیا (اور دل سے قبول کر لیا) کہ ہمارا رب بس اللہ ہے، (اور ہم اس کے مسلم بندے ہیں) پھر وہ اس پر ٹھیک ٹھیک قائم رہے (یعنی اس اقرار کا حق ادا کرتے رہے، اور کبھی اس سے نہ ہٹے) ان پر اللہ کی طرف سے فرشتے یہ پیغام لے کر اتریں گے کہ کچھ اندیشہ نہ کرو اور کسی بات کا رنج و غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش رہو جس کا تم

وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے رفیق ہیں (حٰمٓ السجدہ، ع ۴)
دنیوی زندگی میں، اور آخرت میں اور تمہارے لئے اس جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جو تمہارا جی چاہے گا، اور تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جو تم مانگو گے، یہ باعزت مہمانی ہوگی، تمہارے رب غفور الرحیم کی طرف سے

سبحان اللہ! دین پر مضبوطی سے قائم رہنے والوں اور بندگی کا حق ادا کرنے والوں کے لئے اس آیت میں کتنی بڑی بشارت ہے، سچ تو یہ ہے کہ اگر جان مال سب کچھ قربان کر کے بھی کسی کو یہ درجہ حاصل ہو جائے تو وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

ایک حدیث میں ہے:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی رضؓ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کوئی ایسی کافی وافی نصیحت فرمائیے کہ آپؐ کے بعد پھر کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ ہو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"کہو بس اللہ میرا رب ہے، اور پھر اس مضبوطی سے جمے رہو۔" (اور اس کے مطابق بندگی کی زندگی گزارتے رہو۔")

قرآن شریف میں ہماری ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کئی ایسے وفادار بندوں کے بڑے سبق آموز واقعات بیان فرمائے ہیں جو بڑے سخت ناموافق حالات میں بھی دین پر قائم رہے، اور بڑے سے بڑا لالچ اور سخت سے سخت تکلیفوں کا ڈر بھی ان کو دین سے نہیں ہٹا سکا۔ ان میں ایک واقعہ تو اُن جادوگروں کا ہے جنہیں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے

بلایا تھا، اور بڑے انعام واکرام کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ لیکن خاص مقابلے کے وقت جب موسیٰ علیہ السلام کے دین کی، اور ان کی دعوت کی سچائی ان پر کھل گئی، تو نہ تو انہوں نے اس کی پرواکی کہ فرعون نے جس انعام واکرام کا، اور جن بڑے بڑے عہدوں کا وعدہ ہم سے کیا ہے ان سے ہم محروم رہ جائیں گے، اور نہ اس کی پرواہ کی کہ فرعون ہمیں کتنی سخت سزا دے گا۔ بہرحال انہوں نے سب خطروں سے بے پروا ہو کر بھرے مجمع میں پکار کے کہہ دیا، کہ "اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى" (یعنی ہارونؑ اور موسیٰؑ جس پروردگار کی بندگی کی دعوت دیتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے) پھر جب خدا کے دشمن فرعون نے ان کو دھمکی دی کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا کے سولی پہ لٹکوا دوں گا۔ تو انہوں نے پوری ایمانی جرأت سے جواب دیا:-

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط اِنَّمَا تَقْضِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَاط اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا	تجھے جو حکم دینا ہو دے ڈال، تو اپنا حکم بس اس چند روزہ دنیوی زندگی ہی میں تو چلا سکتا ہے، اور ہم تو اپنے رب پر ایمان اس لئے لائے ہیں، کہ وہ (آخرت کی ابدی زندگی میں) ہمارے گناہ بخش دے۔
(سورۂ طٰہٰ - ع - ۳)	

اور اس سے بھی زیادہ سبق آموز واقعہ خود فرعون کی بیوی کا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ فرعون مصر کی بادشاہت کا گویا اکیلا مالک و مختار تھا، اور اس کی یہ بیوی ملکِ مصر کی ملکہ ہونے کے ساتھ خود فرعون کے دل کی بھی گویا مالک تھی، بس اس سے اندازہ کیجئے، کہ اُس کو دنیا کی کتنی عزت اور کیسا عیش حاصل ہوگا، لیکن جب

موسیٰؑ کے دین، اور ان کی دعوت کی سچائی اللہ کی اس بندی پر کھل گئی تو اس نے بالکل اس کی پروا نہ کی کہ فرعون مجھ پر کیسے کیسے ظلم کرے گا، اور دنیا کے اس شاہانہ عیش کے بجائے مجھے کتنی مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلنی پڑیں گی۔ الغرض ان سب باتوں سے بالکل بے پروا ہو کر اس نے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا، اور پھر حق کے راستہ میں اللہ کی اس بندی نے ایسی ایسی تکلیفیں اٹھائیں جن کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو یہ درجہ ملا کہ قرآن شریف میں بڑی عزت کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا، اور مسلمانوں کے لئے ان کے صبر اور ان کی قربانی کو نمونہ بتلایا گیا، ارشاد ہے:۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝	اور ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے، فرعون کی بیوی (آسیہ) کی جب کہ اس نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو میرے واسطے جنت میں اپنے قرب کے مقام میں ایک گھر بنا دے، اور مجھے فرعون کے شر سے اور اس کی بداعمالیوں سے نجات دے اور
(سورۃ تحریم۔ ع۔۲)	اس ظالم قوم سے مجھے رہائی بخش دے۔

سبحان اللہ! کیا مرتبہ اور کیا شان ہے، کہ ساری امت کے لئے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر قیامت تک کے سب مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی اس بندی کی استقامت کو مثال اور نمونہ قرار دیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مکہ معظمہ میں جب مشرکوں نے مسلمانوں کو بہت

ستایا اور ان کے ظلم حد سے بڑھ گئے، تو بعض صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ: "حضورؐ! اب ان ظالموں کے ظلم حد سے بڑھ رہے ہیں، لہٰذا آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں"۔ تو حضورؐ نے جواب دیا کہ: "تم ابھی سے گھبرا گئے تم سے پہلے حق والوں کے ساتھ یہاں تک ہوا ہے کہ لوہے کی تیز کنگھیاں ان کے سروں میں پیوست کر کے نکال دی جاتی تھیں، اور کسی کے سر پر آرہ چلا کے بیچ سے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے۔ لیکن ایسے سخت وحشیانہ ظلم بھی اُن کو اپنے سچے دین سے نہیں پھیر سکتے تھے، اور وہ اپنا دین نہیں چھوڑتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم کمزوروں کو بھی اپنے ان سچے بندوں کی ہمت اور استقامت کا کوئی ذرہ نصیب فرمائے، اور اگر ایسا کوئی وقت مقدر ہو، تو اپنے ان وفادار بندوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کتابیں

منہاج العابدین امام غزالیؒ	۲۵ - ۸
مظاہر حق مکمل چار جلدیں مجلد چرمی	۰۰ - ۱۰۰
عربی اُردو بخاری شریف مکمل تین جلدیں	۲۵ - ۵۶
مسلم شریف ۴ جلدیں مکمل	۲۵ - ۵۶
مشکوٰۃ شریف دو جلدیں مکمل	۰۰ - ۳۴

پتہ:۔ خواجہ محمد اسلام کھڈیاں خاص ضلع لاہور پاکستان،

تیرھواں باب

دین کی کوشش، اور نصرت و حمایت

ایمان والوں سے اللہ کا خاص مطالبہ اور بڑا تاکیدی حکم ایک یہ بھی ہے کہ جس سچے دین کو اور اللہ کی بندگی والے جس اچھے طریقے کو انھوں نے سچا اور اچھا سمجھ کر اختیار کیا ہے، وہ اس کو زندہ اور سرسبز رکھنے کے لئے اور اس کو زیادہ سے زیادہ رواج دینے کے لئے جو کوشش کر سکتے ہوں ضرور کریں۔ دین کی خاص زبان میں اس کا نام جہاد ہے۔ اور مختلف قسم کے حالات میں اس کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔

مثلاً اگر کسی وقت حالات ایسے ہوں کہ خود اپنا اور اپنے گھر والوں کا اور اپنی قوم اور جماعت کا دین پر قائم رہنا مشکل ہو، اور اس کی وجہ سے خدانخواستہ مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہوں، تو ایسے حالات میں خود اپنے کو اور اپنے گھر والوں اور اپنی قوم والوں کو دین پر ثابت قدم رکھنے کی کوشش کرنا، اور مضبوطی سے دین پر جمے رہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ اسی طرح اگر کسی وقت مسلمان کہلانے والی قوم جہالت اور غفلت کی وجہ سے اپنے دین سے دور ہوتی جا رہی ہو، تو اس کی اصلاح اور دینی تربیت کی کوشش کرنا اور اس میں اپنے جان و مال کا کھپانا بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔

اسی طرح اللہ کے جو بندے اللہ کے سچے دین سے اور اس کے نازل کئے ہوئے احکام سے بے خبر ہیں، ان کو معقولیت اور سچی ہمدردی کے ساتھ دین کا پیغام پہنچانے اور اللہ کے احکام سے واقف کرنے میں دوڑ دھوپ کرنا بھی جہاد کی ایک صورت ہے

اور اگر ایسا وقت ہو کہ اللہ و رسول پر ایمان رکھنے والی جماعت کے ہاتھ میں اجتماعی قوت اور طاقت ہو، اور اللہ کے دین کی حفاظت اور نصرت کے مقصد کا تقاضہ یہی ہو کہ اس کے لئے اجتماعی طاقت استعمال کی جائے، تو اس وقت اللہ کے مقرر کئے ہوئے قوانین کے مطابق دین کی حفاظت اور نصرت کے لئے طاقت کا استعمال کرنا جہاد ہے۔ لیکن اس کے جہاد اور عبادت ہونے کی دو خاص شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ ان کا یہ اقدام کسی ذاتی یا قومی مفاد کی غرض سے یا ذاتی یا قومی تعصب و دشمنی کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ اصل مقصد صرف اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کے دین کی خدمت ہو۔ دوسرے یہ کہ اس کے قوانین کی پوری پابندی ہو۔ ان دو شرطوں کے بغیر اگر طاقت کا استعمال ہوگا تو دین کی نظر میں وہ جہاد نہیں، فساد ہوگا۔

اسی طرح ظالم و جابر حکمرانوں کے سامنے (چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہوں یا غیر مسلموں میں سے) حق بات کہنا بھی جہاد کی ایک خاص قسم ہے جس کو حدیث شریف میں "اَفْضَلُ الْجِهَاد" فرمایا گیا ہے۔

دین کی کوشش اور حمایت و حفاظت کی یہ سب صورتیں (جن کا ابھی ذکر ہوا) اپنے اپنے موقع پر یہ سب اسلام کے فرائض میں سے ہیں، اور

جہاد کا لفظ (جیسا کہ اوپر ہم نے بتلایا) درجہ بدرجہ ان سب کو شامل ہے۔ اب اس کی تاکید اور فضیلت کے متعلق چند آیتیں اور حدیثیں اور سن لیجئے

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ

(سورۃ الحج۔ ع ۱۰)

اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں جیسا کہ اس کا حق ہے اس نے (اپنے دین کے لئے) تم کو منتخب کیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورۃ صف۔ ع ۲)

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت اور ایسے سودے کا پتہ دوں جو دردناک عذاب سے تم کو نجات دلا دے وہ یہ ہے کہ۔ اللہ اور اس کے رسول پر تم ایمان کو استوار کرو اور اسکی راہ میں (یعنی اس دین کے لئے) اپنے مال اور اپنے جی جان سے کوشش کرو، یہ نہایت اچھا سودا ہے تمہارے اگر تمہیں سمجھ بوجھ ہو (اگر تم نے اللہ ورسول پر ایمان اور اس کی راہ میں جان مال سے کوشش کی یہ شرط پوری کردی تو) وہ تمہارے گناہ بخشدے گا اور تم کو (عالم آخرت کے) ان باغوں میں داخل کر دے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور غیر فانی جنت کے عمدہ مکانوں میں تم کو بسائے گا، یہ تمہاری بڑی کامیابی اور بامرادی ہے۔

حدیث شریف میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا، اور اس میں ارشاد فرمایا:۔

"اللہ پر سچا ایمان لانا اور دین کی کوشش کرنا سب اعمال میں افضل ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"جس بندے کے پاؤں پر راہِ خدا میں چلنے کی وجہ سے گرد و غبار پڑا، یہ نہیں ہو سکتا، کہ دوزخ کی آگ پھر اس کو چھو سکے۔"

ایک اور حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"تم میں سے کسی شخص کا خدا کی راہ میں (یعنی اللہ کے دین کی جدوجہد اور اس کی نصرت و حمایت میں) کھڑا ہونا، اور کچھ حصّہ لینا اپنے گھر کے گوشہ میں رہ کر ستر سال نماز پڑھنے سے افضل ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے، کہ ہم بھی دین کی کوشش اور نصرت و حمایت کا یہ اجر و ثواب حاصل کریں۔

آمین

چودھواں باب

شہادت کی فضیلت

اور

شہیدوں کا مرتبہ

دین حق پر یعنی اسلام پر قائم رہنے کی وجہ سے اگر اللہ کے کسی بندہ یا بندی کو مار ڈالا جائے، یا دین کی کوشش اور حمایت میں کسی خوش نصیب کی جان چلی جائے تو دین کی خاص زبان میں اس کو شہید کہتے ہیں، اور اللہ کے یہاں ایسے لوگوں کا بہت بڑا درجہ ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے، کہ ان کو ہرگز مرا ہوا نہ سمجھو بلکہ شہید ہو جانے کے بعد اللہ کی طرف سے ان کو خاص زندگی ملتی ہے، اور ان پر طرح طرح کی نعمتوں کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝	جو لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی اس کے دین کے راستہ میں) مارے جائیں، اور ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے
(سورہ آل عمران۔ع ۱۷)	پاس ان کو طرح طرح کی نعمتیں دی جاتی ہیں۔

شہیدوں پر اللہ تعالیٰ کا کیسا کیسا پیار ہوگا، اور ان کو کیسے کیسے انعامات ملیں

گے اس کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔
حضورؐ نے فرمایا:۔

"جنتیوں میں سے کوئی شخص بھی یہ نہ چاہے گا کہ اس کو پھر دنیا میں واپس بھیجا جائے، اگرچہ ان سے کہا جائے کہ تم کو ساری دنیا دے دی جائے گی۔ لیکن شہید اس کی آرزو کریں گے کہ ایک دفعہ نہیں، ان کو دس دفعہ پھر دنیا میں بھیجا جائے تاکہ ہر دفعہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو کے آئیں۔ انہیں یہ آرزو شہادت کے مراتب اور اس کے خاص انعامات دیکھ کر ہو گی"۔

شہادت کی تمنا اور اس کے شوق میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:۔

"قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر مجھے زندہ کر دیا جائے، اور پھر میں قتل کیا جاؤں، پھر مجھے زندہ کیا جائے اور پھر میں قتل کیا جاؤں، پھر مجھے زندگی بخش دی جائے، اور پھر میں قتل کیا جاؤں"۔

ایک حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"شہید کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھ انعام ملتے ہیں، ایک یہ کہ وہ فوراً ہی بخش دیا جاتا ہے، اور اس کو جنت میں ملنے والا اس کا مکان و مقام دکھا دیا جاتا ہے، دوسرے یہ کہ قبر کے عذاب سے اس کو بچا دیا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ حشر کے دن کی اس سخت گھبراہٹ اور

پریشانی سے اس کو امن دی جائے گی، جس سے وہاں سب بے حواس ہوں گے، (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ) چوتھے یہ کہ قیامت میں اس کے سر پر عزت و وقار کا ایک ایسا تاج رکھا جائے گا جس میں ایک یاقوت تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پانچویں یہ کہ جنت کی حوروں میں سے ۷۲ اس کے نکاح میں دی جائیں گی۔ چھٹے یہ کہ اس کے قرابت داروں میں سے ستر کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔"

ایک حدیث میں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

"شہید ہونے والے کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، البتہ اگر کسی آدمی کا قرض اس کے ذمہ ہوگا تو اس کا بوجھ باقی رہے گا۔"

اور یاد رہے کہ ثواب اور فضیلت اسی پر موقوف نہیں ہے کہ دین کے راستہ میں آدمی مار ہی ڈالا جائے، بلکہ اگر دین کی وجہ سے کسی ایمان والے کو ستایا گیا، بے عزت کیا گیا، مارا پیٹا گیا، یا اس کا مال لوٹا گیا یا کسی اور طرح کا اس کو نقصان پہنچایا گیا تو اس سب کا بھی اللہ کے یہاں بہت بڑا ثواب ملے گا، اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اتنے بڑے مرتبے دے گا کہ بڑے بڑے عابد و زاہد ان پر رشک کریں گے۔ جس طرح دنیاوی حکومتوں میں ان سپاہیوں کی بڑی عزت ہوتی ہے۔ اور انہیں بڑے بڑے انعامات اور خطابات دیئے جاتے ہیں جو اپنی حکومت کی وفاداری اور حمایت میں چوٹیں کھائیں۔ مارے پیٹے جائیں۔ زخمی کیے جائیں اور پھر بھی اس حکومت کے وفادار رہیں، اسی طرح اللہ کے یہاں ان بندوں کی خاص عزت ہے، جو اللہ کے دین پر چلنے اور

دین پر قائم رہنے کے جرم میں، یا دین کی ترقی اور سرسبزی کے لئے کوشش کرنے کے سلسلہ میں مارے پیٹے جائیں۔ یا بے عزت کئے جائیں، یا دوسری طرح کے نقصانات اٹھائیں۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو جب خاص انعامات بٹیں گے، اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص اعزاز واکرام سے نوازے گا، تو دوسرے لوگ حسرت کریں گے، کہ کاش! دنیا میں ہمارے ساتھ یہی کیا گیا ہوتا۔ دین کے لئے ہم ذلیل کئے گئے ہوتے، مارے پیٹے گئے ہوتے، ہمارے جسموں کو زخمی کیا گیا ہوتا، تاکہ اس وقت یہی انعامات ہم کو بھی ملتے۔

اے اللہ! اگر ہمارے لئے کبھی ایسی آزمائشیں مقدر ہوں، تو ہم کو ثابت قدم رکھنا، اور اپنی رحمت اور مدد سے محروم نہ فرمانا۔

آمین

اس دور میں تبلیغ کا کام سب سے بڑا جہاد ہے۔ تبلیغ کا کام کرکے رسول اللہ والا اُمت کا غم پیدا کیجئے۔

پندرھواں باب

مرنے کے بعد

برزخ، قیامت، آخرت

اتنی بات تو سب جانتے اور مانتے ہیں کہ جو اس دنیا میں پیدا ہوا اس کو کسی نہ کسی دن مرنا ضرور ہے۔ لیکن اپنے طور سے بات کسی کو بھی معلوم نہیں، اور نہ کوئی اس کو معلوم کر سکتا ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے اور کیا ہوگا، یہ بات صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، اور اس کے بتلانے سے پیغمبروں کو معلوم ہوتی ہے اور ان کے بتلانے سے ہم جیسے عام آدمیوں کو بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ اللہ کے ہر پیغمبر نے اپنے اپنے وقت میں اپنی قوم اور اپنی اُمّت کو خوب اچھی طرح بتلایا اور جتلایا تھا کہ مرنے کے بعد کن کن منزلوں سے تم کو گذرنا ہوگا، اور دنیا میں کئے ہوئے تمہارے اعمال کی جزا اور سزا ہر منزل میں تمہیں کس طرح ملے گی، اور پیغمبر خدا سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خدا کے آخری نبی اور رسول ہیں، اور ان کے بعد اب کوئی پیغمبر قیامت تک آنے والا نہیں ہے، اس لئے آپ نے مرنے کے بعد کی تمام منزلوں کا بیان بہت ہی تفصیل اور تشریح سے فرمایا ہے، اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑا دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

قرآن شریف میں اور حضورؐ کی حدیثوں میں جو کچھ اس سلسلہ میں بیان فرمایا گیا ہے، اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے، کہ:۔

مرنے کے بعد تین منزلیں آنے والی ہیں۔ پہلی منزل مرنے کے وقت سے لے کر قیامت آنے تک کی ہے، اس کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد آدمی کا جسم چاہے زمین میں دفن کر دیا جائے، چاہے دریا میں بہا دیا جائے، چاہے جلا کر راکھ کر دیا جائے، لیکن اس کی روح کسی صورت میں بھی فنا نہیں ہوتی، صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ ہماری اس دنیا سے منتقل ہو کر ایک دوسرے عالم میں چلی جاتی ہے وہاں اللہ کے فرشتے اس کے دین و مذہب کے متعلق اس سے کچھ سوالات کرتے ہیں، وہ اگر سچا ایمان والا ہے تو صحیح صحیح جواب دیتا ہے جس پر فرشتے اس کو خوشخبری سنا دیتے ہیں کہ تو قیامت تک چین و آرام سے رہ۔ اور اگر وہ مومن نہیں ہوتا بلکہ کافر یا صرف نام کا مسلمان منافق ہوتا ہے، تو اسی وقت سے سخت عذاب اور دکھ میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے، یہی برزخ کی منزل ہے، جس کا زمانہ مرنے کے وقت سے لے کر قیامت تک کا ہے۔ اس کے بعد دوسری منزل قیامت اور حشر کی ہے۔ قیامت کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اللہ کے حکم سے یہ ساری دنیا ایک دم فنا کر دی جائے گی (یعنی جس طرح سخت قسم کے زلزلوں سے علاقے کے علاقے ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح سے اس وقت ساری دنیا درہم برہم ہو جائے گی)، اور سب چیزوں پر ایک دم فنا آجائے گی، پھر عرصہ دراز کے بعد اللہ تعالیٰ جب چاہے گا سب انسانوں کو پھر سے زندہ کرے گا، اس وقت ساری دنیا کے اگلے پچھلے سب انسان دوبارہ زندہ ہو جائیں گے، اور ان کی دنیوی زندگیوں کا پورا حساب ہو گا، اس جانچ اور حساب میں اللہ کے جو بندے نجات اور جنت کے مستحق نکلیں گے ان کیلئے جنت کا حکم

دے دیا جائے گا، اور جو ظالم اور مجرم اللہ کے عذاب اور دوزخ کے سزاوار ہوں گے ان کے لئے دوزخ کا حکم سنا دیا جائے گا۔ یہ منزل مرنے کے بعد کی دوسری منزل ہے، جس کا نام قیامت اور حشر ہے۔

اس کے بعد جنتی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں چلے جائیں گے، جہاں صرف آرام اور چین ہوگا، اور ایسی لذتیں اور راحتیں ہوں گی جو اس دنیا میں کسی نے دیکھی سنی نہ ہوں گی۔ اور دوزخی دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے، جہاں ان کو بڑے سخت قسم کے عذاب اور دکھ ہوں گے۔ اللہ ہم سب کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

یہ دوزخ اور جنت ہی مرنے کے بعد کی تیسری اور آخری منزل ہے، اور پھر لوگ ہمیشہ ہمیشہ اپنے اعمال کے مطابق جنت یا دوزخ ہی میں رہیں گے۔

مرنے کے بعد کے متعلق اللہ کے پیغمبروں نے اور خاص طور سے آخری پیغمبر سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ تبلایا ہے اور قرآن و حدیث میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اس کا خلاصہ یہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا۔ اب چند آیتیں اور حدیثیں بھی سن لیجئے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (عنکبوت ع ۲۰)	ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے، پھر تم سب ہماری طرف لوٹو گے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (سورۃ آل عمران ع ۱۹)	ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تمہارے اعمال کے بدلے قیامت کے دن پورے پورے دیئے جائیں گے۔

قیامت اور اس کی ہولناکیوں کا ذکر قرآن شریف میں سینکڑوں جگہ کیا گیا ہے چند آیتیں ہم یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝ (الحج ع ۱۰)

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو، قیامت کا بھونچال بڑی (خوفناک) چیز ہے جس دن تم اُسے دیکھو گے اس دن ہر دودھ پلانے والی ماں اپنے دودھ پیتے پیارے بچے کو بھول جائیگی اور حمل والیوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے، اور تم دیکھو گے سب لوگوں کو نشہ کی سی حالت میں، اور حقیقت میں وہ نشہ میں نہ ہونگے بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے (بس اس کی دہشت سے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔

اور سورۂ مزمل میں قیامت ہی کے بیان میں فرمایا گیا ہے:-

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَهِيلًا ۝

جب زمین اور پہاڑوں پر لرزہ ہوگا، اور پہاڑ بہتی ہوئی ریت کی طرح ہو جائیں گے۔

اور اسی سورۃ میں قیامت کے متعلق فرمایا گیا ہے:-

يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝

وہ دن بچوں کو بوڑھا بنادے گا۔

اور سورۂ عبس میں ارشاد ہے:-

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ

جب آئیگی کانوں کے پردے پھاڑنے والی وہ آواز، (یعنی جس وقت قیامت کا صور پھونکا جائے گا۔) اس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی

امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝	ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد
وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ	سے ان میں سے ہر ایک کیلئے اس دن فکر ہوگی ،
مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا	جو اس کو دوسروں سے بے پروا بنادیگی (یعنی ہر
غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ (سورہ عبس)	ایک اپنی فکر میں ایسا ڈوبا ہوگا کہ ماں باپ ، بیوی

اولاد ، اور بہن بھائی کی بالکل پروا نہ کرے گا ، بلکہ ان سے بھاگے گا) بہت سے چہرے اس دن روشن ہونگے ہنستے ہوئے خوشی سے کھلے ہوئے اور بہت سے منہ اس دن خاک میں اٹے ہونگے اور ان پر سیاہی چھائی ہوگی

قیامت کے دن سب انسان خدا کے سامنے حاضر ہونگے کوئی بھی کہیں چھپ نہیں سکے گا سورۂ الحاقہ میں ارشاد ہے :-

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ	اس دن تم سب خدا کے سامنے پیش کئے جاؤ گے تم
خَافِيَةٌ ۝ (سورۃ الحاقۃ)	میں سے کوئی چھپنے والا چھپ نہیں سکے گا ۔

اور سورہ کہف میں ارشاد ہے :-

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ	اس دن ہم پہاڑوں کو ہٹادیں گے (یعنی پہاڑ
بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ	اپنی جگہ قائم نہ رہ سکیں گے بلکہ وہ گر جائیں گے اور
أَحَدًا ۝ وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ	ریزہ ریزہ ہو جائیں گے ، اور تم دیکھو گے زمین
جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ	کو کھلی ہوئی (یعنی نہ اس میں شہر رہیں گے ، نہ
زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ۝ وَ	بستیاں نہ باغات بلکہ ساری زمین ایک کھلا میدان
وُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ	ہو جائے گی) اور پھر ہم سب انسانوں کو دوبارہ
مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا	زندہ کرینگے اور ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے

الکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّ لَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا (الکہف۔ ع ۶)

اور وہ سب قطار در قطار اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا، دیکھو!) تم دوبارہ زندہ ہو کر ہمارے پاس آگئے جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ تم کو پیدا کیا تھا بلکہ تم یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت موعود نہیں لائیں گے۔ اور ان کا اعمال نامہ (جس میں ان کے تمام اچھے برے اعمال کی تفصیل ہوگی) سامنے رکھ دیا جائے گا، اور تم دیکھو گے، مجرموں کو ڈرتا ہوا اس اعمال نامہ سے کہتے ہونگے ہائے ہماری کم بختی! اس اعمال نامہ کی عجیب حالت ہے، نہ اس نے ہمارا کوئی چھوٹا عمل چھوڑا ہے نہ بڑا عمل سب ہی کو یہ بتلاتا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا اس سب کو موجود پائیں گے، اور ظلم نہیں کرے گا تمہارا پروردگار کسی پر۔

قیامت میں انسان کے ہاتھ پاؤں اور اس کے تمام اعضا بھی اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ سورہ یٰسٓ میں ارشاد ہے:۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَتُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ٥ (یٰسٓ ع ۴)

آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے اور گواہی دیں گے اس کی جو وہ کیا کرتے تھے۔

الغرض قیامت میں جو کچھ ہوگا قرآن شریف نے بڑی تفصیل سے اس سب کو بیان فرمایا ہے۔ یعنی پہلے زلزلوں اور دھماکوں کا ہونا، پھر سب دنیا کا فنا

ہوجانا، حتیٰ کہ پہاڑوں کا بھی ریزہ ریزہ ہوجانا، پھر سب انسانوں کا زندہ کیاجانا پھر حساب کے لئے میدان حشر میں حاضر ہونا، اور وہاں ہر ایک کے سامنے اس کے اعمالنامہ کا آنا، اور خود انسان کے اعضاء کا اس کے خلاف گواہی دینا، اور پھر ثواب یا عذاب یا معافی کا فیصلہ ہونا، اور اس کے بعد لوگوں کا جنت یا دوزخ میں جانا، یہ سب چیزیں قرآن شریف کی بعض سورتوں میں تو ایسی تفصیل سے بیان کی گئی ہیں کہ ان کے پڑھنے سے قیامت کا سماں آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص چاہے کہ قیامت کا منظر اس طرح دیکھے کہ گویا وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہے" تو وہ قرآن شریف کی سورتیں:۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ —— اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ——

اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھے:

اب ہم برزخ اور قیامت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں بھی ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"تم میں سے کوئی جب مرجاتا ہے تو اس کو جو مقام قیامت کے بعد جنت یا دوزخ میں (اپنے اعمال کے لحاظ سے) ملنے والا ہوتا ہے وہ ہر صبح شام اس پر پیش کیا جاتا ہے، اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا ٹھکانہ جہاں تجھے پہونچنا ہے:"

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ وعظ میں قبر (یعنی عالم برزخ) کی آزمائش اور وہاں کے احوال کا ذکر فرمایا، تو تمام مسلمان جو حاضر تھے چیخ اٹھے۔"

بہت سی حدیثوں میں قبر کے احوال اور سوال وجواب اور پھر وہاں کے عذاب کا تفصیل سے بھی ذکر آیا ہے، یہاں ہم اختصار کی وجہ سے صرف انہی دو مختصر حدیثوں کے ذکر پر بس کرتے ہیں. اب چند حدیثیں قیامت کے متعلق اور سن لیجیے۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ:

"جب اللہ کے حکم سے قیامت کا پہلا صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ بے ہوش اور بے جان ہو کر گر جائیں گے۔ پھر جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے پھر حکم ہو گا کہ تم سب اپنے رب کے سامنے حاضری کے لئے چلو، اور پھر فرشتوں کو حکم ہو گا کہ ان کو ٹھہرا کر کھڑا کرو، یہاں ان سے ان کی زندگی کے متعلق پوچھ ہو گی۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"ایک صحابی رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:-
یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو دوبارہ کیسے زندہ کرے گا اور کیا اس دنیا میں اس کی کوئی نشانی اور مثال ہے؟
آپؐ نے فرمایا:- کیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تم اپنی قوم کی کسی زمین پر

ایسی حالت میں گزرے ہو، کہ وہ سوکھی، سبزے سے خالی ہو، اور پھر دوبارہ ایسی حالت میں اس پر تمہارا گذر ہوا ہو، کہ وہ ہری بھری لہلہا رہی ہو؟ (صحابی رضؓ کہتے ہیں، کہ) میں نے عرض کیا ہاں ایسا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، کہ:۔ دوبارہ زندہ کرنے کی یہی نشانی اور مثال ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ مُردوں کو دوبارہ زندہ کر دے گا۔"

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (قیامت کے دن زمین اپنی سب خبریں بیان کرے گی) پھر آپؐ نے فرمایا:۔ تم سمجھے اس کا کیا مطلب ہے؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا:۔ اللہ اور اس کے رسولؐ ہی زیادہ جاننے والے ہیں، آپؐ نے فرمایا:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین اللہ کے ہر بندہ پر اور ہر بندی پر گواہی دے گی ان اعمال کی جو انہوں نے زمین پر کئے ہوں گے، یعنی اللہ کے حکم سے زمین اس دن بولے گی اور بتلائے گی کہ فلاں بندہ نے یا فلاں بندی نے فلاں دن میرے اوپر یہ عمل کیا تھا۔"

ایک اور حدیث میں ہے، کہ:۔

"آپؐ نے قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندہ سے فرمائے گا آج تو خود ہی اپنے اوپر گواہ ہے، اور میرے لکھنے والے فرشتے بھی موجود ہیں، اور بس یہی گواہیاں کافی ہیں، پھر

ایسا ہوگا کہ اللہ کے حکم سے بندہ کے منہ پر مہر لگ جائے گی وہ زبان سے کچھ نہ بول سکے گا، اور اس کے دوسرے اعضاء (ہاتھ پاؤں وغیرہ) کو حکم ہوگا کہ تم بولو، پھر وہ اس کے اعمال کی ساری سرگزشت سنائیں گے۔"

ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے، کہ:۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:۔ یارسول اللہ! میرے پاس کچھ غلام ہیں جو کبھی کبھی شرارتیں کرتے ہیں. کبھی مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، کبھی خیانت کرتے ہیں اور میں ان قصوروں پر کبھی ان پر خفا ہوں برا بھلا کہتا اور کبھی مار بھی دیتا ہوں، تو قیامت میں اس کا کیا انجام ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ قیامت میں ٹھیک انصاف فرمائے گا، اگر تمہاری سزا ان کے قصوروں کے بقدر اور بالکل مناسب ہوگی، تو نہ تمہیں کچھ ملے گا، اور نہ کچھ دینا پڑے گا، اور اگر تمہاری سزائیں ان کے قصوروں سے کم ہوں گی تو تمہارا فاضل حق تم کو دلوایا جائے گا، اور اگر تمہاری سزا ان کے قصوروں سے زیادہ ہوگی، تو تم سے اس کا بدلہ تمہارے ان غلاموں کو دلایا جائے گا۔ حدیث میں ہے، کہ یہ سن کر۔ وہ پوچھنے والا شخص رونے اور چیخنے لگا۔ اور اس نے عرض کیا، کہ:۔

یارسول اللہ! پھر تو میرے لئے یہی بہتر ہے، کہ میں ان کو الگ کر دوں، میں آپ کو گواہ کرتا ہوں، کہ میں نے ان سب کو آزاد کر دیا۔"

اسی حدیث میں یہ بھی ہے، کہ:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو قرآن شریف کی یہ آیت بھی سنائی:۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ٥" (الانبیآء۔ ع ۴)

اس آیت کا حاصل یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"ہم قیامت کے دن انصاف کی میزان لگائیں گے، اور کسی کے ساتھ وہاں کوئی ناانصافی نہ ہوگی، اور اگر کسی کا کوئی عمل یا حق رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا، تو ہم اس کو حاضر کریں گے، اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے، کہ مرنے کے بعد اور قیامت کے متعلق قرآن پاک نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں ہم کو بتلائی ہیں ہم ان سے غافل نہ ہوں۔ آمین

سولھواں باب

جنّت اور دوزخ

پچھلے سبق میں تبلایا جاچکا ہے، کہ قیامت کا دن فیصلے کا دن ہوگا۔ پھر جو مومن ہوں گے، اور دنیا میں جن کے اعمال بھی بہت اچھے رہے ہوں گے، اور کسی سزا اور عذاب کے مستحق نہ ہوں گے، وہ تو قیامت کے عرصہ میں بھی عرش الٰہی کے سایہ میں اور بہت آرام سے رہیں گے، اور بہت جلدی جنت میں بھیج دیئے جائینگے، اور جو ایسے ہوں گے کہ کچھ سزا پاکر بخشے جائیں وہ قیامت اور حشر کے دن کی کچھ تکلیفیں اٹھاکر یا زیادہ سے زیادہ کچھ مدّت تک دوزخ میں اپنے گناہوں کی سزا پاکر بخشدیئے جائیں گے بہر حال جن میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ آخر کار کبھی نہ کبھی جنت میں پہنچ ہی جائینگے اور دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صرف وہی رہ جائیں گے جو دنیا سے کفر و شرک کی حالت میں گئے ہوں گے۔ الغرض جنت ایمان اور نیک عملی اور اللہ کی وفاداری کا بدلہ ہے، اور دوزخ، کفر و شرک اور اللہ سے غداری اور اس کی نافرمانی کی سزا ہے جنت کی نعمتوں، راحتوں اور دوزخ کے دکھوں، عذابوں کا بیان قرآن و حدیث میں بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے، چند آیتیں اور حدیثیں ہم یہاں بھی ذکر کرتے ہیں۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے:-

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ (سورۃ آل عمران ع-۲)	پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے ہاں وہ جنتیں (یعنی ایسے باغات) ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان ہی میں رہیں گے، اور پاک ستھری بی بیاں ہیں اور اللہ کی رضامندی ہے اور اللہ اپنے سب بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(کسی کا حال اس سے چھپا نہیں ہے)

اور سورۃ یٰسٓ میں ارشاد ہے :-

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۚ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۚ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۚ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۚ (سورۂ یٰسٓ ع-۴)	اہل جنت اس دن اپنے مشغلوں میں خوش ہونگے وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے ان کے لئے وہاں طرح طرح کے میوے ہوں گے، اور جو کچھ مانگیں گے ان کو ملے گا رحمت و کرم والے پروردگار کی طرف سے ان کو سلام فرمایا جائے گا۔

اور سورۃ زخرف میں ارشاد ہے :-

وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۚ (سورۂ زخرف - ع-۷)	اور جنت میں وہ سب کچھ ہے جس کو لوگوں کے جی چاہتے ہیں اور آنکھیں جس سے وہ مزہ لیتی ہیں اور (اے میرے نیک بندو!) تم ہمیشہ اسی جنت میں رہو گے۔

اور سورۂ محمدؐ میں جنت کا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے :-

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ (سورۂ محمد ع ۲)	وہ جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اسمیں بہت سی نہریں ہیں پانی کی جس میں ذرا تغیر نہیں ہوگا، اور بہت سی نہریں ہیں دودھ کی جس کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا۔ اور بہت سی نہریں ہیں حلال اور پاک شراب کی جس میں بڑی لذت ہے۔ پینے والوں کے لئے اور بہت سی نہریں ہیں صاف

کیے ہوئے شہد کی، اور ان کے واسطے اس جنت میں سب طرح کے پھل ہیں اور بخشش ہے ان کے پروردگار کی۔

اور سورہ حجر میں جنت کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے:۔

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ۔ (سورۂ حجر)	اہل جنت کو کسی قسم کی کوئی تکلیف وہاں نہیں چھو سکے گی۔

یعنی جنت میں صرف آرام ہی آرام اور عیش ہی عیش ہوگا، کسی قسم کی کوئی تکلیف اور رنج کی کوئی بات وہاں نہ ہوگی۔

یہ تو جنت اور جنتیوں کا مختصر حال ہوا، اب دوزخ اور دوزخیوں کا بھی کچھ حال قرآن مجید ہی کی زبان سے سن لیجئے۔ سورۂ مومنون میں ارشاد ہے:۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ	اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا، سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے (کفر و شرک یا بدعملی اختیار کرکے) خود اپنا گھاٹا کیا تو یہ جہنم میں ہیں گے ان کے

وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝

(سورۃ المؤمنون - ع - ۶)

چہروں کو آگ جھلستی ہوگی، اور ان کے منہ اس میں بگڑے ہوئے ہونگے۔

اور سورہ کہف میں فرمایا گیا ہے :-

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ

(سورہ کہف - ع - ۴)

ہم نے ظالموں[1] کیلئے دوزخ تیار کی ہے اس کی قناتیں انہیں گھیرے ہوئے ہیں، اور جب وہ پیاس کی فریاد کریں گے تو انکے جواب میں ان کو پانی دیا جائیگا تیل کی گاد جیسا، اور اتنا جلتا اور کھولتا ہوا کہ بھون ڈالے منہ کو۔

اور سورہ الحج میں ارشاد ہے :-

فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ۝ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

(سورۃ الحج - ع - ۲۰)

جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے آگ کے کپڑے کترے جاوینگے، اور ان کے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جائے گا، اس سے ان کی کھالیں اور پیٹ کے اندر کی چیزیں بھی سب گل جاوینگی اور ان کیلئے لوہے کے گرز ہونگے، وہاں کی تکلیف اور سختی کی وجہ سے وہ جب اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جائینگے، اور کہا جائیگا کہ یہیں جلنے کا عذاب چکھتے رہو۔

---

[1] قرآن کی زبان میں سب سے بڑا ظلم کفر اور شرک ہے اور اصلی ظالم کفر اور شرک کرنے والے ہیں ۱۲۔

اور سورہ دخان میں ارشاد ہے :۔

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۙ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۚ
كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۙ كَغَلْيِ
الْحَمِيمِ ۚ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ
سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۚ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ
رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۚ
(الدخان ۔ ع ۳۰)

بیشک زقوم کا درخت بڑے پاپیوں (کافروں مشرکوں) کا کھانا ہوگا جو اپنی بدصورتی اور گھنونے پن میں تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا اور پیٹوں میں ایسا کھولے گا جیسے تیز گرم پانی کھولتا ہے اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو پکڑو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ تک لیجاؤ۔ پھر اس کے سر پر نہایت تکلیف دینے والا جلتا ہوا پانی چھوڑو

اور سورہ ابراہیم میں دوزخی آدمی کے متعلق فرمایا گیا ہے، کہ :۔

وَيُسْقَىٰ مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ ۙ يَتَجَرَّعُهُ
وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ
مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ
وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝
(سورۃ ابراہیم ع ۳)

اس کو ایسا پانی پینے کو دیا جائے گا جو کہ پیپ لہو ہوگا، جس کو وہ گھونٹ گھونٹ کرکے پیئے گا اور گلے سے اسکو وہ آسانی سے اتار نہ سکے گا اور ہر طرف سے اس پر موت کی آمد ہوگی اور وہ مریگا کبھی نہیں، اور اسکو سخت عذاب کا سامنا ہوگا

اور سورہ نساء میں ارشاد ہے :۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ
نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ
بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا
الْعَذَابَ ۝　(سورۃ نساء)

جو لوگ ہماری آیتوں اور ہمارے حکموں کے منکر ہیں ہم ان کو ضرور دوزخ کی آگ میں ڈالیں گے جب انکی کھالیں جل بھن جائیں گی اور پک جائیں گی تو ہم ان کی اور کھالیں

بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ پوری طرح چکھیں

قرآن مجید کی سینکڑوں آیتوں میں دوزخ کے دردناک عذاب کی اس سے بہت زیادہ تفصیلات بیان کی گئی ہیں، یہاں ہم انہی چند آیتوں پر بس کرتے ہیں۔

اب جنت اور دوزخ کے متعلق چند حدیثیں بھی سن لیجئے۔ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے (جنت میں) وہ وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو کبھی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے"

بیشک جنتیوں کو جو نفیس ولذیذ کھانے ملیں گے جو پھل عطا فرمائے جائینگے اسی طرح پینے کی جو نہایت لطیف اور خوشگوار چیزیں ملیں گی، اور پہننے کے لئے جو اعلیٰ درجہ کے خوشنما لباس دیئے جائینگے اور جو عالیشان خوبصورت مکانات اور خوش منظر باغیچے عطا ہوں گے، اور جنت کی حسین وجمیل حوریں دی جائیں گی، اور ان کے سوا بھی لذت اور راحت اور لطف ومسرت کے جو اور سامان عطا فرمائے جائیں گے۔ جیسا کہ اس حدیث میں فرمایا گیا، واقعہ یہی ہے کہ بس اللہ ہی ان کو جانتا ہے" البتہ ہمارا ان سب پر ایمان ہے۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:۔

جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو، کوئی بیماری تمہارے پاس نہیں آئے گی، اب تم ہمیشہ زندہ رہو، تمہارے لئے اب موت نہیں، تم ہمیشہ

جوان رہو، اب تم بوڑھے ہونے والے نہیں، اب تم ہمیشہ عیش و راحت میں رہو، کوئی رنج و غم اب تمہارے پاس آنے والا نہیں"۔

سب سے بڑی نعمت جو جنت میں پہنچنے کے بعد جنتیوں کو ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا - حدیث شریف میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا، کہ:۔

"جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالےٰ ان سے فرمائیں گے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جو نعمتیں تم کو دی گئیں ان سے زائد کوئی چیز میں تمہیں عطا کردوں؟ وہ عرض کریں گے، خداوندا! آپ نے ہمارے چہرے روشن کئے، ہم کو دوزخ سے نجات دی، اور جنت عطا فرمائی جس میں سب کچھ ہے، اب ہم اور کیا مانگیں، حضورؐ فرماتے ہیں، کہ:۔ پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا، اور اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کو بے پردہ دیکھیں گے۔ اور پھر جنت اور اس کی ساری نعمتیں جو اب تک ان کو مل چکی تھیں ان سب سے زیادہ پیاری نعمت ان کے لئے یہ دیدار الٰہی کی نعمت ہوگی"۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی یہ سب نعمتیں اپنے فضل و کرم سے نصیب فرمائے۔ آمین

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے جنت کے عیش و راحت اور دوزخ کے دکھ اور عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ عیش و آرام اور ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ رہا ہوگا - لیکن اپنی

بدبختی کی وجہ سے وہ دوزخ کا مستحق ہوگا، تو اس کو دوزخ کی آگ میں ایک غوطہ دے کر فوراً نکال لیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائیگا کہ کبھی تو عیش و آرام میں بھی رہا تھا؟ وہ کہے گا۔ اے پروردگار! تیری قسم! میں نے کبھی کوئی آرام نہیں دیکھا۔ اور ایک دوسرے آدمی کو لایا جائے گا، جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھ اور تکلیفوں میں رہا ہوگا، مگر وہ جنت کا مستحق ہوگا، پھر اسی طرح اس کو بھی جنت کی ذرا ہوا کھلا کر فوراً نکال لیا جائے گا، اور پوچھا جائے گا کہ تو کبھی کسی دکھ اور تکلیف کی حالت میں رہا تھا۔؟ وہ عرض کرے گا، نہیں! میرے پروردگار تیری قسم! مجھے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی، اور میں نے کبھی کوئی دکھ نہیں دیکھا۔"

درحقیقت جنت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی عیش و آرام کا انتظام فرمایا ہے کہ دنیا میں ساری عمر سخت دکھوں اور تکلیفوں میں رہنے والا آدمی بھی ایک منٹ کے لئے جنت میں پہنچنے کے بعد اپنی عمر بھر کی تکلیفوں کو بالکل بھول جائے گا، اور دوزخ ایسا ہی عذاب کا گھر ہے کہ دنیا میں ساری عمر عیش و آرام سے رہنے والا آدمی بھی ایک منٹ دوزخ میں رہ کر بلکہ صرف اس کی گرم اور بدبودار لپٹ پا کر یہی محسوس کرے گا کہ اس نے کبھی عیش و آرام کا منہ نہیں دیکھا۔

دوزخ کے عذاب کی سختی کا اندازہ بس اس ایک حدیث سے کیا جا سکتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"دوزخ میں سب سے کم عذاب جس شخص کو ہوگا وہ یہ ہوگا کہ اس کے

پاؤں کی جوتیاں آگ کی ہوں گی، جن کے اثر سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولہے پر رکھی ہانڈی پکا کرتی ہے"۔

دوزخیوں کو کھانے پینے کے لئے جو کچھ دیا جائے گا اس کا ذکر ابھی ابھی قرآن شریف کی آیتوں میں گذر چکا ہے۔ اس سلسلہ میں دو حدیثیں بھی سن لیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جہنمیوں کو جو بدبودار پیپ (غساق) پینی پڑے گی، اگر اس کا ایک ڈول بھر کے دنیا میں بہادیا جاتے، تو ساری دنیا اس کی بدبو سے بھر جائے"۔

ایک اور حدیث میں ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زَقُّوم کا ذکر کرتے ہوئے جو دوزخیوں کو کھانا ہوگا، ارشاد فرمایا:۔

"اگر زقوم کا ایک قطرہ اس دنیا میں ٹپک جائے تو ساری دنیا میں جو کھانے پینے کی چیزیں ہیں سب خراب ہوجائیں، پھر سوچو کہ اس پر کیا گذرے گی جس کو یہی زقوم کھانا پڑے گا"۔

اے اللہ! تو ہم کو اور سب ایمان والوں کو دوزخ کے ہر چھوٹے بڑے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھ۔ آمین

بھائیو! برزخ اور قیامت اور دوزخ اور جنت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک نے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ہم کو تبلایا ہے (جس میں سے کچھ یہاں ان دو سبقوں میں ہم نے ذکر کیا ہے) اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں ہے

قسم اللہ پاک کی یہ سب باتیں بالکل اسی طرح ہیں، اور مرنے کے بعد ہم ان سب چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

قرآن وحدیث میں قیامت اور جنت و دوزخ کا ذکر اتنی تفصیل سے، اور سینکڑوں بار اسی لئے کیا گیا ہے کہ ہم دوزخ کے عذاب سے بچنے کی، اور جنت حاصل کرنے کی کوشش سے غافل نہ ہوں۔

بھائیو! یہ دنیا چند روزہ ہے ایک نہ ایک دن ہم سب کو یقیناً مرنا ہے، اور قیامت یقیناً آنے والی ہے، اور ہم سب کو اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے اللہ کے سامنے یقیناً کھڑا ہونا ہے، اور پھر اس کے بعد ہمارا مستقل اور دائمی ٹھکانا یا جنت میں ہوگا یا دوزخ میں

ابھی وقت ہے کہ پچھلے گناہوں سے توبہ کرکے اور آئندہ کے لئے اپنی زندگی کو درست کرکے دوزخ سے بچنے کی اور جنت حاصل کرنے کی فکر اور کوشش کرلیں اگر خدانخواستہ زندگی یوں ہی غفلت میں گذر گئی، تو مرنے کے بعد حسرت اور دوزخ کے عذاب کے سوا کچھ حاصل نہ ہو سکے گا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ

وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ

ستارہواں باب

ذکرُ اللہ

چونکہ اسلام کی تعلیم اور اس کا مطالبہ یہ ہے (بلکہ کہنا چاہیئے کہ اسلام درحقیقت نام ہی اس کا ہے) کہ اللہ کے بندے اپنی پوری زندگی احکامِ الٰہی کے ماتحت گذاریں، اور ہر حال اور ہر معاملہ میں وہ اللہ کی فرمانبرداری کریں، اور چونکہ یہ بات کامل طور پر جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ بندے کو ہر وقت اللہ کا خیال رہے، اور اس کے دل میں اللہ کی عظمت و محبت پوری طرح بیٹھ جائے، اس لئے اسلام کی ایک خاص تعلیم یہ ہے کہ بندے کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کریں، اور اس کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثنا سے اپنی زبانیں تر رکھیں، دل میں اللہ کی محبت و عظمت پیدا کرنے کا یہ ایک خاص ذریعہ اور آزمودہ نسخہ ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ آدمی جس کسی کی عظمت و کمال کے خیال میں ہر وقت ڈوبا رہے، اور جس کے حسن و کمال کے گیت دن رات گاتا رہے گا اس کے دل میں اس کی محبت و عظمت ضرور پیدا ہو جائے گی، اور برابر ترقی کرتی رہے گی۔

بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ ذکر کی کثرت عشق و محبت کے چراغ کو روشن بھی کرتی ہے، اور اس کے شعلے کو بھڑکاتی بھی ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کامل اطاعت و بندگی کی وہ زندگی جس کا نام اسلام ہے، وہ صرف محبت ہی سے

پیدا ہو سکتی ہے، صرف محبّت ہی وہ چیز ہے جو محب صادق کو محبوب کا کامل مطیع اور فرماں بردار بنا دیتی ہے۔ ع

عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن

اس لئے قرآن پاک میں اللہ کے ذکر کی کثرت کی بڑی سخت تاکید فرمائی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی بڑی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً:۔

سورۂ احزاب میں ارشاد ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۙ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۝ (احزاب ع ۶)	اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو، بہت ذکر، اور اس کی پاکی بیان کرو، صبح وشام۔

اور سورۂ جمعہ میں ارشاد ہوا ہے:۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (جمعہ ع ۲)	اور ذکر کرو اللہ کا بہت تاکہ تم فلاح پاؤ

خاص کر دو چیزیں ایسی ہیں جن میں مشغول اور منہمک ہو کر یا ان کے نشہ میں مست ہو کر آدمی اللہ کو بھول جاتا ہے:۔

ایک مال و دولت - اور - دوسرے بیوی بچے

اس لئے ان دونوں چیزوں کا نام لے کر صراحۃً مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے،

سورۂ منافقوں میں ارشاد ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ	اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں، اور جو

ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
ایسا کریں گے وہی ٹوٹے اور گھاٹے میں رہنے والے ہوں گے۔

اسلام میں پانچ وقت نماز فرض ہے، اور بلاشبہ اللہ کا ذکر ہے، بلکہ اعلےٰ درجہ کا ذکر ہے لیکن کسی ایمان والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ صرف نماز کے ذکر کو کافی سمجھے، اور نماز کے باہر اللہ کے ذکر اور اس کی یاد سے بالکل بے فکر و غافل رہے بلکہ[1] اسلام کا صاف حکم یہ ہے کہ نماز کے علاوہ بھی تم جس حال میں ہو اللہ سے غافل نہ ہو۔

سورہ نساء میں ارشاد ہے:۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ
اور جب تم پڑھ چکو نماز، تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے۔

حتیٰ کہ جو لوگ راہِ خدا میں جہاد کے لئے نکلے ہوئے ہوں انہیں بھی تاکید کے ساتھ حکم ہے کہ وہ اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں، بلکہ کثرت سے اس کا ذکر کریں۔

سورہ انفال میں ارشاد ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ۚ
اے ایمان والو جب تمہارا مقابلہ ہو کسی فوج سے تو مضبوطی سے جم جاؤ، اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب و بامراد ہو جاؤ

اس آیت سے بھی معلوم ہوا، اور اوپر سورہ جمعہ کی جو آیت نقل ہو چکی ہے:۔

---

[1] اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس طرح اپنے مقررہ وقت پر نماز فرض ہے اسی طرح ہر وقت اللہ کی یاد میں رہنا بھی فرض ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ مومن کو اللہ سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ ۱۲

(وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) اس سے بھی معلوم ہوا تھا کہ ایمان والوں کی فلاح و کامیابی میں ذکر اللہ کی کثرت کو خاص دخل ہے اور سورۃ منافقون کی جو آیت اوپر نقل ہوئی اس سے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ کے ذکر سے غافل رہنے والے بے مراد اور خسارے میں رہنے والے ہیں، اور سورۃ رعد کی ایک آیت میں اللہ کے ذکر کی ایک خاصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے چین اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد ہے:۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝	یاد رکھو! اللہ کے ذکر ہی سے چین پاتے ہیں دل (یعنی ایمان والی روحیں)

قرآن مجید کی ان آیتوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں بھی سن لیجیے۔ ایک حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن کون لوگ اللہ کے بندوں میں سے زیادہ اونچے درجوں پر ہوں گے آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔ "اللہ کا ذکر کرنے والے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں"۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اللہ کو یاد کرنے والے کی مثال، اور یاد نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے (یعنی یاد کرنے والا زندہ ہے، اور نہ یاد کرنے والا مردہ، بلکہ مُردار ہے)۔"

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، کہ :-

"ہر چیز کے لئے کوئی صیقل ہوتا ہے، اور دلوں کا صیقل اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے عذاب سے نجات دلانے میں کوئی چیز بھی اللہ کے ذکر سے زیادہ مؤثر نہیں۔"

ذکر کی حقیقت

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ ذکر کی اصل حقیقت یہ ہے کہ آدمی اللہ سے غافل نہ ہو، وہ جس حال اور جس مشغلہ میں ہو اس کو اللہ کا اور اس کے احکام کا خیال ہو، اس کے لئے اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں وہ زبان سے بھی ذکر کرے، لیکن یہ واقعہ ہے کہ اللہ کے جن بندوں کا یہ حال ہوتا ہے ان کی زبانیں بھی ذکر اللہ سے تر رہتی ہیں، اور یہ حال ذکر ہر وقت اللہ کا اور اسکے حکموں کا خیال رہے اور غفلت نہ ہونے پائے، عموماً انہیں بندگان خدا کا ہوتا ہے جو زبانی ذکر کی کثرت کے ذریعہ دل و دماغ میں یاد اور دھیان کی مستقل کیفیت پیدا کر لیتے ہیں اللہ اللہ سے اپنے قلبی تعلق کو بڑھا لیتے ہیں، اس لئے ذکر لسانی (یعنی زبانی ذکر) کی کثرت بہر حال ضروری ہے، اس زمانہ کے بعض پڑھے لکھے لوگوں کو یہ سخت غلط فہمی ہے، کہ وہ زبان سے اللہ کے ذکر کی کثرت کو ایک بے فائدہ عمل سمجھتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں صراحۃً اس کا حکم ہے، اور حضورؐ نے اس کی بڑی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں :-

حضرت عبد اللہ بن بسرؓ سے روایت ہے، کہ:۔

ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا:۔

یا رسول اللہ! اسلام کے احکام بہت ہیں، آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں؟۔ حضورؐ نے فرمایا:۔

لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ "تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہا کرے۔"

ایک حدیث قدسی میں ہے، جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، کہ:۔

"حق تعالیٰ کا ارشاد ہے، بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے، اور میرے ذکر سے اس کے ہونٹوں کو حرکت ہوتی ہے، تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم فرمائے ہوئے خاص خاص اذکار

جو آیتیں اور حدیثیں اب تک مذکور ہوئیں ان سے اللہ کے ذکر کی اہمیت اور فضیلت معلوم ہو چکی، اور اوپر یہ بھی بتلایا جا چکا ہے کہ اللہ کے ذکر کی کثرت سے اللہ کی محبت پیدا ہوتی اور بڑھتی ہے، اب ہم کو اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کئے ہوئے اور پسند فرمائے ہوئے ذکر کے خاص خاص کلمے معلوم کر لینا چاہئیں۔

افضل الذکر

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"سب ذکروں میں افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر ہے"

ایک دوسری حدیث میں ہے جو حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جب کوئی بندہ دل کے پورے اخلاص سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے، تو اس کلمہ کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ یہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے، بشرطیکہ وہ بندہ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے"

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا، کہ:۔

"ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، مجھے کوئی چیز بتلائی جائے جس کے ذریعہ میں آپ کا ذکر کیا کروں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا، کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذریعہ میرا ذکر کیا کرو، حضرت موسیٰ نے عرض کیا، کہ یہ ذکر تو سب ہی کرتے ہیں، میں کوئی خاص کلمہ معلوم کرنا چاہتا ہوں، ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور سب آسمانی مخلوق اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھی جائیں، اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے پلڑے میں، تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والا پلڑا ہی جھک جائے گا"

درحقیقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شان ایسی ہی ہے، مگر لوگ اس کو صرف ہلکا سا

لفظ سمجھتے ہیں، اس عاجز نے اللہ کے ایک مخلص اور صادق بندہ سے سُنا، ایک خاص حالت میں اس ناچیز ہی سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ :-

"اگر کوئی شخص جس کے قبضہ میں دنیا کے خزانے ہوں، مجھ سے یہ کہے کہ یہ سارے خزانے تم لے لو، اور اپنا کہا ہوا ایک دفعہ کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کے بدلہ میں دے دو، الحمد للہ یہ فقیر اس پر راضی نہ ہوگا"

کوئی ناواقف شاید اس کو مبالغہ آمیز دعویٰ سمجھے، لیکن سچی بات یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی اللہ کے نزدیک جو عظمت اور جو قدر و قیمت ہے، اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اس کا سچا یقین نصیب فرمادیں، تو اس کا حال یہی ہوگا کہ ساری دنیا کے خزانوں کے بدلہ میں ایک دفعہ کا بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دینے پر راضی نہ ہوگا۔

کلمۂ تمجید یا تیسرا کلمہ :-

حضرت سمرۃؓ بن جندب سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ :-

"سب باتوں میں افضل بات اور سب کلموں میں افضل کلمے یہ چار ہیں :- سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ"

اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ :-

"یہ کلمہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مجھے اس پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج نکلتا ہے"

درحقیقت یہ کلمہ بہت ہی جامع ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ثنا و صفت کے سب پہلو

اس میں آجاتے ہیں۔ بعض حدیثوں میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی آیا ہے۔ ہمارے ایک مخدوم بزرگ اس کلمہ کی مختصر تشریح یوں فرمایا کرتے تھے، کہ:۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ پاک ہے اللہ ہر عیب اور ہر نقص سے اور ان تمام چیزوں سے جو اس کی شان کے مناسب نہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ "اور ساری خوبیاں اور کمال کی سب صفتیں اس میں موجود ہیں لہٰذا سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) اور جب اس کی شان یہ ہے کہ ہر نامناسب بات سے وہ پاک ہے اور خوبیاں اور کمالات سب اس میں موجود ہیں۔ تو پھر وہی معبود و مطلوب ہے۔ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہم اس کے اور بس اسی کے عاجز اور ناچیز بندے ہیں، اور وہ بہت ہی بڑا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہم کسی طرح اس کی بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے، اور اس کی عالی بارگاہ تک ہماری رسائی نہیں ہو سکتی، مگر یہ کہ وہی ہماری مدد فرمائے"۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

تسبیحاتِ فاطمہ رضؓ:۔

مشہور حدیث ہے، کہ:۔

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کا کل کام کاج خود کرتی تھیں، حتیٰ کہ خود ہی پانی بھر کر لاتی تھیں، اور خود ہی چکّی پیستی تھیں، ایک دفعہ

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کاموں کے لئے انہیں کوئی خادم دے دیا جائے، تو حضورؐ نے ان سے فرمایا، کہ میں تمہیں خادم سے اچھی چیز بتلاتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ تم ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بدرجہا بہتر ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں ان کلمات کی فضیلت اور خاصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ:۔

"جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ، ۳۳ دفعہ الحمد للہ، ۳۳ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرے، اور آخر میں ایک دفعہ یہ کلمہ پڑھ لیا کرے:۔ (لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) تو اس کی سب خطائیں معاف ہو جائیں گی، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔"

سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ:۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص صبح شام سو سو دفعہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ) پڑھ لیا کرے، تو قیامت میں کوئی شخص اس سے زیادہ ثواب کا سامان لے کر نہیں آئے گا، سوائے اس کے جس نے یہی عمل کیا ہو، یا اس سے بھی زیادہ کیا ہو۔"

اور حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"دو کلمے ہیں زبان پر بڑے ہلکے، میزانِ عمل میں بہت بھاری، اور اللہ کو بہت پیارے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ـــ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر اللہ کے اور بھی بہت سے کلمے مروی ہیں، لیکن ہم نے چند کلمے اوپر نقل کئے ہیں اگر اللہ کا کوئی بندہ ان ہی کو یا ان میں سے بعض ہی کو اپنا ورد بنالے، تو کافی ہے۔

ذکر کے سلسلہ میں ایک بات اور بھی خاص طور سے قابل لحاظ ہے، اور وہ یہ کہ جہاں تک آخرت کے اجر و ثواب کا تعلق ہے اس کے لئے کوئی خاص قاعدہ اور ضابطہ نہیں ہے اللہ کے جو بندے ذکر کا جو کلمہ بھی اخلاص سے اور ثواب کی نیت سے جس وقت اور جس مقدار میں پڑھیں گے انشاء اللہ وہ اس کے پورے اجر اور ثواب کے مستحق ہونگے لیکن حضرات مشائخ دل میں کسی خاص کیفیت کے پیدا کرنے کے لئے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھانے کے لئے یا دل میں حضوری اور بیداری کی کیفیت پیدا کرنے کیلئے یا کسی خاص روحانی اور قلبی مرض کے علاج کے لئے خاص خاص طریقوں سے جو ذکر بتلاتے ہیں اس میں اس تعداد اور طریقہ کی پابندی ضروری ہے، جو وہ بتلائیں، کیونکہ جس مقصد سے وہ ذکر کیا جاتا ہے وہ اسی طریقہ سے حاصل ہوتا ہے، اس کی موٹی سی مثال یہ ہے، کہ اگر کوئی شخص صرف ثواب حاصل کرنے کے لئے الحمد شریف، یا قرآن شریف کی کسی اور سورت کی تلاوت کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ایک دفعہ صبح کو تلاوت کرلے، ایک دفعہ دوپہر کو، ایک دفعہ ظہر کے وقت اور ایک دفعہ شام کو، اور اسی طرح دو چار دفعہ رات میں۔ لیکن اگر وہ اس صورت کو حفظ بھی کرنا

چاہتا ہے تو اس کو مسلسل بلا کسی وقفہ کے بیسیوں دفعہ ایک ہی نشست میں پڑھنا پڑے گا۔ اس کے بغیر وہ یاد نہیں کر سکے گا بس فرق یہی ہے، اس عام ذکر میں جو صرف ثواب کے لئے کیا جاتا ہے، اور اس خاص ذکر میں جو حضرات مشائخ اہل سلوک کے لئے بطور علاج اور تدبیر کے تجویز کرتے ہیں۔

بہت سے لوگوں کو ذکر کی ان قسموں کا فرق معلوم نہ ہونے کی وجہ سے علمی اور فقہی الجھنیں ہوتی ہیں، اس لئے یہ مختصر بات یہاں عرض کر دی گئی۔

قرآن پاک کی تلاوت[1]

قرآن مجید کی تلاوت بھی اللہ کا ذکر ہے، بلکہ اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے، ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں کے مقابلہ میں ایسی

---

[1] آجکل کے بعض جدید تعلیم یافتہ حضرات کا خیال ہے، اور وہ بڑے زور سے اس کی اشاعت کرتے ہیں کہ معنی مفہوم سمجھے بغیر قرآن شریف کی تلاوت بالکل فضول ہے۔ یہ بیچارے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح قانون یا اخلاق کی دوسری کتابیں ہوتی ہیں اسی طرح کی ایک کتاب قرآن بھی ہے، اور جیسے کسی قانونی یا اخلاقی کتاب کو اس کے نہ سمجھنے والے کا پڑھنا بالکل فضول اور لایعنی فعل ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کا تلاوت کرنا بھی ایک فعل عبث ہے جو قرآن کے معنی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ دوسری کتابوں سے مختلف اللہ کی اس مقدس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ پاک کی کتاب ہے، اس لئے ادب اور عظمت کے ساتھ اس کی صرف تلاوت بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت و عبدیت کے تعلق کو ظاہر کرنے والا ایک عمل ہے، اس لئے یہ ایک مستقل عبادت ہے۔ اگر قرآن مجید کی تلاوت کا مقصد صرف سمجھنا ہوتا تو ایک ایک نماز میں چار چار دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم نہ ہوتا، کیوں کہ معنی اور مطلب کے سمجھنے کے

ہے، جیسی اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے، جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے تو اس کے لئے ایک نیکی ہے، اور اس ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ہے۔

پھر فرمایا:۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں، کہ (الٓمٓ) ایک حرف ہے، بلکہ اس کا الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے، اور میم تیسرا حرف ہے"۔

ایک اور حدیث میں ہے، جو حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"لوگو! قرآن پڑھا کرو، قیامت کے دن قرآن ان لوگوں کی شفاعت کرے گا، جو قرآن والے ہوں گے۔"

(بقیہ صفحہ گزشتہ) لئے تو ایک دفعہ کی تلاوت کافی ہوتی۔ اس طرح کی غلط فہمیاں دراصل ان لوگوں کو ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو دنیا کے حاکموں کی طرح کا بس ایک حاکم سمجھتے ہیں اور اس کی شان محبوبیت و معبودیت سے ناآشنا ہیں، یا یوں سمجھئے کہ جنہوں نے صرف دماغ سے خدا کو جانا اور مانا ہے اور دل سے ماننا ابھی انہیں پوری طرح حاصل نہیں ہوا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ قرآن کا جو اصل مقصد ہے یعنی ہدایت و نصیحت سمجھنے ہی پر موقوف ہے، اس لئے اس کو سمجھنا اور تدبر و تفکر کے ساتھ اس کی تلاوت کرنا، یہ سعادت کا اعلیٰ درجہ اور اونچا مقام ہے، یہی اس مسئلہ میں نقطۂ اعتدال اور قول حق ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ذکر کے متعلق چند آخری باتیں

(۱)

ذکر کرتے کرتے جن اللہ کے بندوں کے دل میں ذکر بس گیا ہے، اور ان کی زندگی کا جزو بن گیا ہے، انہیں تو ذکر کے لئے کسی خاص پابندی اور اہتمام کی ضرورت نہیں ہوتی، لیکن ہم جیسے عوام اگر ذکر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق بڑھانا اور ذکر کے برکات و ثمرات حاصل کرنا چاہیں تو ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے حالات کے لحاظ سے ذکر کی کچھ تعداد اور اس کا وقت مقرر کرلیں، اور بہتر یہ ہے کہ کلماتِ ذکر کے انتخاب میں کسی صاحبِ ذکر سے مشورہ کرلیں، یا مذکورہ بالا کلماتِ ذکر میں سے جس ذکر سے اپنی طبیعت کو زیادہ مناسبت ہو اس کو مقرر کرلیں، اسی طرح قرآن شریف کی تلاوت کے لئے بھی وقت مقرر کرلیں۔

(۲)

جہاں تک ممکن ہو جس کلمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔ اس کے معنی کا بھی دھیان رکھا جائے، اور اللہ کی عظمت اور محبت کے شعور کے ساتھ ذکر کیا جائے اور اس پر یقین رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس اور میرے ساتھ ہیں، اور میرے ہر لفظ کو سن رہے ہیں۔

(۳)

ذکر کے لئے وضو شرط نہیں ہے اس لئے وضو نہ ہونے کی حالت میں بھی بے تکلف ذکر کیا جا سکتا ہے، انشاء اللہ جس ثواب کا وعدہ ہے وہ پورا پورا ملے گا۔ لیکن وضو کے

ساتھ ذکر کی تاثیر اور نورانیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

(۱۴)

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ ذکر کے تمام کلمات میں کلمۂ تمجید (تیسرا کلمہ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ) بہت جامع ہے، اگر اس کو اپنا ورد بنا لیا جائے تو اس میں سب کچھ ہے، اور اپنے اکثر بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ عام طالبین کو مستقل ورد کے لئے یہی کلمہ اور اس کے ساتھ استغفار اور درود شریف بتلاتے ہیں۔

(استغفار اور درود شریف کا بیان ابھی ایک سبق کے بعد آرہا ہے)۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اس کے ذکر سے ہمارے قلوب معمور اور ہماری زبانیں تر رہیں، اور اس کے انوار و آثار اور برکات و ثمرات ہمیں نصیب ہوں ؎

ہمارا شغل ہو راتوں کو رونا یادِ دلبر میں
ہماری نیند ہو محوِ خیالِ یار ہو جانا

اٹھارہواں باب

دُعا

جب یہ بات یقینی ہے، اور مانی ہوئی ہے، کہ دنیا کا سارا کارخانہ اللہ ہی کے حکم سے چل رہا ہے، اور سب کچھ اسی کے قبضہ اور قدرت میں ہے، تو ہر چھوٹی بڑی ضرورت میں اللہ سے دعا کرنا بالکل فطری بات ہے، اسی لئے ہر مذہب کے ماننے والے اپنی ضرورتوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ لیکن اسلام میں اس کی خاص طور سے تعلیم اور تاکید فرمائی گئی ہے۔

قرآن شریف میں ایک جگہ ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن ع ۶)	اور فرمایا تمہارے پروردگار نے، کہ مجھ سے دُعا کرو، میں قبول کروں گا۔
قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان ۶)	کہہ دو کیا پرواہ تمہاری میرے رب کو، اگر نہ ہوں تمہاری دعائیں۔

پھر دعا کے حکم کیساتھ یہ بھی اطمینان دلایا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت قریب ہے، وہ ان کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ	اور اے رسول! جب تم سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں، تو انہیں بتاؤ کہ میں ان سے قریب ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارے

(البقرہ ۔ع ۲۳) تو میں اس کی پکار سنتا ہوں ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ بھی بتلایا ہے، کہ اپنی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے بلکہ عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے، کہ :-

"دعا عبادت ہے" (اور ایک روایت میں ہے کہ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

"اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ کسی چیز کا درجہ نہیں"

اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراض ہوتا ہے، جو اپنی ضرورتیں اس سے نہ مانگے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے، کہ :-

"اللہ تعالیٰ اس بندہ پر ناراض ہوتا ہے ، جو اپنی حاجتیں اور ضرورتیں اس سے نہیں مانگتا"

سبحان اللہ! دنیا میں کوئی آدمی اگر اپنے کسی گہرے دوست سے یا اپنے کسی عزیز قریب سے بھی بار بار اپنی ضرورتوں کا سوال کرے، تو وہ اس سے تنگ آکر خفا ہو جاتا ہے ۔ لیکن اللہ پاک اپنے بندوں پر ایسا مہربان ہے کہ وہ نہ مانگنے پر خفا اور ناراض ہوتا ہے ۔ ایک اور حدیث میں ہے، کہ :-

"جس شخص کے لئے دعا کے دروازے کھل گئے (یعنی اللہ کی طرف سے جس کو دعا کی توفیق ملی، اور اصلی دعا کرنا جسے نصیب ہو گیا) ، تو اس کے لئے اللہ کی رحمت کے دروازے کھل گئے"

بہرحال کسی ضرورت اور مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا جس طرح اسکو حاصل کرنے کی ایک تدبیر ہے اسی طرح وہ ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت بھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ بہت راضی اور خوش ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے، یہ شان ہر دعا کی ہے خواہ وہ کسی دینی مقصد کیلئے کی جائے، یا کسی دنیاوی ضرورت کیلئے، مگر شرط یہ ہے کہ کسی بُرے اور ناجائز کام کیلئے نہ ہو، ناجائز کام کیلئے دعا کرنا بھی ناجائز اور گناہ ہے۔

یہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ دعا جس قدر دل کی گہرائی سے اور اپنے کو جس قدر عاجز اور بے بس سمجھ کر اور اللہ کی قدرت اور رحمت کے جتنے یقین کے ساتھ کی جائے گی، اسی قدر اس کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہوگی، جو دعا دل سے نہ کی جائے بلکہ رسمی طور پر صرف زبان سے کی جائے، وہ در اصل دعا ہی نہیں ہوتی، حدیث شریف میں ہے، کہ:-

"اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول نہیں کرتا، جو دل کی غفلت کے ساتھ کی جائے"

اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر وقت کی دعا سنتا ہے، لیکن حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض خاص وقتوں میں دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے، مثلاً: فرض نمازوں کے بعد، اور رات کے آخری حصے میں، یا روزہ کے افطار کے وقت، یا ایسے ہی کسی اور نیک کام کے بعد یا سفر کی حالت میں خاص کر جب سفر دین کے لئے اور اللہ کی رضا کے لئے ہو۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے آدمی کا ولی ہونا یا متقی ہونا شرط نہیں ہے، اگرچہ اس میں شبہ نہیں کہ اللہ کے نیک اور مقبول بندوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ عام لوگوں اور گنہگاروں کی دعائیں سنی ہی نہ جاتی ہوں، اس لئے کسی کو یہ خیال کر کے دعا چھوڑنی نہ چاہیے کہ ہم گنہگاروں کی دعا سے کیا ہوگا۔

اللہ رحیم و کریم جس طرح اپنے گنہگار بندوں کو کھلاتا پلاتا ہے اسی طرح ان کی دعائیں بھی سنتا ہے اس لئے اللہ سے دعا سب کو کرنا چاہیئے۔ ابھی بتلایا جاچکا ہے کہ دعا مستقل عبادت بھی ہے اس لئے دعا کرنے والے کو ثواب تو بہر حال ملے گا۔

اور اگر چند دفعہ دعا کرنے سے مقصد حاصل نہ ہو تو بھی مایوس اور ناامید ہو کر دعا چھوڑ نہ دینا چاہیئے' اللہ تعالیٰ ہماری خواہش کا پابند نہیں ہے، کبھی کبھی اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہوتا ہے، کہ دعا دیر سے قبول کی جائے' اور بندے کی بہتری بھی اسی میں ہوتی ہے۔ لیکن بندہ اپنی نادانی کی وجہ سے اس کو جانتا نہیں' اس لئے جلد بازی کرتا ہے اور مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ الغرض بندے کو چاہیئے کہ اپنی ضروریات اور اپنے مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہی رہے' معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کس دن اور کس گھڑی سن لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے متعلق ایک بات یہ بھی بتلائی ہے، کہ:۔

"دعا ضائع اور بیکار کبھی نہیں جاتی، لیکن اس کے قبول ہونے کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ جس چیز کی دعا کرتا ہے اس کو وہی مل جاتی ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو وہ چیز دینا بہتر نہیں سمجھتے، اس لئے وہ تو ملتی نہیں، لیکن اس کے بجائے کوئی اور نعمت اس کو دے دی جاتی ہے یا کوئی آنے والی بلا اور مصیبت ٹال دی جاتی ہے' یا اس دعا کو۔ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا جاتا ہے (لیکن چونکہ بندے کو اس راز کی خبر نہیں ہوتی (اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ میری دعا بیکار گئی) اور کبھی ایسا ہوتا

ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتا ہے، یعنی بندہ جس مقصد کے لئے دعا کرتا ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کو نہیں دیتا لیکن اس کی دعا کے بدلے آخرت کا بہت بڑا ثواب اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے۔"

ایک حدیث میں ہے، کہ:۔

"بعض لوگ جن کی بہت سی دعائیں دنیا میں قبول نہیں ہوئی تھیں جب آخرت میں پہنچ کر اپنی ان دعاؤں کے بدلے میں ملے ہوئے ثواب اور نعمتوں کے ذخیرے دیکھیں گے تو حسرت سے کہیں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی، اور سب کا بدلہ ہمیں یہیں ملتا۔"

بہر حال اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے ہر بندے کو اللہ کی قدرت اور اس کی شان کریمی پر پورا یقین رکھتے ہوئے قبولیت کی پوری امید اور بھروسہ کے ساتھ اپنی ہر ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے، اور بالکل یقین رکھنا چاہیئے کہ دعا ہرگز ضائع نہیں کی جائے گی۔

جہاں تک بن پڑے دعا ایسے اچھے الفاظ میں کرنی چاہیے جن سے اپنی عاجزی و بے چارگی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی ظاہر ہو۔ قرآن شریف میں ہمیں بہت سی دعائیں بتلائی گئی ہیں، اور ان کے علاوہ حدیثوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں دعائیں آئی ہیں، سب سے اچھی دعائیں قرآن و حدیث کی یہی دعائیں ہیں۔ ان میں سے چالیس مختصر اور جامع دعائیں اس کتاب کے آخر میں بھی درج ہیں۔

انیسواں باب

درُود شریف

درود شریف بھی دراصل ایک دعا ہے، جو ہم بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ احسان ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے، آپ نے سخت سے سخت مصیبتیں اٹھا کے اللہ کی ہدایت ہم بندوں تک پہنچائی، اگر آپ اللہ کے راستہ میں یہ تکلیفیں نہ اٹھاتے، تو دین کی روشنی ہم تک نہ پہنچ سکتی، اور ہم کفر و شرک کے اندھیرے میں پڑے رہ جاتے اور مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جاتے۔

الغرض دین اور ایمان کی دولت چونکہ اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے، اور یہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ملی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے بعد حضورؐ ہی ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں۔ ہم آپ کے اس احسان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتے، بس زیادہ سے زیادہ جو کچھ ہم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے آپؐ کے لئے دعا کریں۔ اور اس طرح اپنی نیاز مندی اور شکر گزاری کا ثبوت دیں۔

ہماری طرف سے حضورؐ کی شان کے لائق دعا یہی ہو سکتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خاص رحمتوں اور برکتوں سے نوازے، اور آپ کے درجے زیادہ سے زیادہ بلند کرے۔

بس اسی قسم کی دعا کو درود کہتے ہیں۔

قرآن شریف میں بڑی صراحت کے ساتھ اور بڑے عجیب انداز میں ہم کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ	اللہ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبی پر
عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو، اور
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ	سلام عرض کرو۔

اس آیت میں پہلے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کا خود اعزاز و اکرام کرتا ہے، اور ان پر رحمت و شفقت فرماتا ہے، اور اس کے فرشتوں کا بھی برتاؤ آپ کے ساتھ یہی ہے کہ وہ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے آپ کیلئے رحمت کی درخواست کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمتیں نازل کرنے کی استدعا کرو اور ان پر سلام بھیجو، گویا حکم دینے سے پہلے ہی ہم کو بتلایا گیا ہے کہ جس کام کا تم کو حکم دیا جا رہا ہے وہ اللہ تعالےٰ کو خصوصیت سے محبوب ہے، اور فرشتوں کا خاص مشغلہ ہے، یہ معلوم ہونے کے بعد کون مسلمان ہوگا جو اس کو اپنا وظیفہ نہ بنائے۔

درود شریف کے فضائل میں بہت سی حدیثیں بھی آئی ہیں جن میں سے دو چار یہاں بھی درج کی جاتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت مشہور حدیث ہے، آپ نے ارشاد فرمایا

"جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل کرتا ہے۔"

ایک اور روایت میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے، کہ:۔

"اس کی دس خطائیں بھی معاف کی جاتی ہیں، اور دس درجے بھی بلند کر دیئے جاتے ہیں"۔

ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

"اللہ کے بہت سے فرشتے ہیں جن کا خاص کام یہی ہے کہ وہ زمین میں پھرتے رہتے ہیں، اور میرا جو امتی مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے، وہ اس کو مجھ تک پہنچاتے ہیں"۔

سبحان اللہ! کتنی بڑی دولت ہے کہ ہمارا صلوٰۃ وسلام فرشتوں کے ذریعہ حضورؐ کو پہنچتا ہے، اور اس بہانے ہمارا ذکر وہاں ہو جاتا ہے۔ ع

کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ایک اور حدیث میں ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا، کہ:۔

"قیامت میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب آدمی وہ ہو گا جو مجھ پر درود زیادہ بھیجتا ہو گا"۔

ایک اور حدیث میں ہے، حضورؐ نے فرمایا:۔

"وہ شخص بڑا بخیل ہے۔ جس کے سامنے میرا ذکر ہو، اور وہ اسوقت بھی مجھ پر درود نہ بھیجے"۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے، کہ:۔

"اس شخص کی ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ ذلیل ہو) جس کے سامنے میرا ذکر آئے، اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔

بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا ہم پر حضورؐ کا بہت بڑا حق ہے، اور ہماری اعلیٰ درجہ کی سعادت اور نیک بختی ہے، اور دنیا و آخرت میں ہمارے لئے بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا ذریعہ

درُود کے الفاظ

بعض صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا، کہ:۔ ہم حضورؐ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو حضورؐ نے ان کو درودِ ابراہیمیؑ تعلیم فرمایا، جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس کتاب کے دوسرے باب میں نماز کے بیان میں گذر بھی چکا ہے۔

اسی کے قریب قریب اور اس سے کچھ مختصر ایک درود شریف بھی حضورؐ نے تعلیم فرمایا ہے، اس کے الفاظ حدیث میں یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ	اے میرے اللہ! نبی اُمی حضرت محمدؐ پر اور
وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ	آپ کی ازدواج مطہرات امہات المومنین پر،
وَاَھْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ	اور آپ کی نسل اور آپ کے گھر والوں پر رحمتیں نازل
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ	کر، جیسے کہ تو نے رحمتیں نازل کیں حضرت ابراہیمؑ

کے گھرانے پر، تو لائق حمد ہے، صاحب مجد ہے

جب بھی ہم حضورؐ کا نام نامی لیں، اور آپ کا ذکر کریں، یا دوسرے سے سنیں، تو آپ پر درود شریف ضرور پڑھنا چاہیئے اور ایسے موقع کیلئے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یا عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کافی ہے

درودِ شریف بطور معمول و وظیفہ

بعض خاص ذوق اور ہمت رکھنے والے بندے تو روزانہ کئی کئی ہزار بار درود شریف کا معمول رکھتے ہیں، لیکن ہم جیسے کم ہمت اگر صبح شام ادب اور محبت کے ساتھ صرف سو سو مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کریں، تو انشاء اللہ اتنا کچھ پائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے حال پر ایسی شفقتیں ہوں گی، اگر اس دنیا میں ان کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔

جو حضرات مختصر درود شریف پڑھنا چاہیں، وہ یہ مختصر درود یاد کر لیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ ؕ

اے اللہ! نبیِ اُمّی حضرت محمدؐ پر اور ان کے گھر والوں پر رحمتیں نازل فرما

بیسواں باب

توبہ و استغفار

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو اس واسطے بھیجا، اور اپنی کتابیں اسلیئے نازل فرمائیں کہ انسانوں کو اپنا بُرا بھلا اور گناہ ثواب سب معلوم ہو جاوے اور وہ بُری باتوں اور گناہ کے کاموں سے بچیں، اور نیکی اور ثواب کے راستہ پر چل کر اللہ کی رضامندی اور مرنے کے بعد والی زندگی، یعنی آخرت میں نجات حاصل کریں۔ تو جن لوگوں نے اللہ کے نبیوں، رسولوں اور اس کی نازل کی ہوئی کتابوں کو نہیں مانا، اور ایمان نہیں لائے ان کا معاملہ تو یہ ہے کہ ان کی پوری زندگی گویا بغاوت اور نافرمانی کی زندگی ہے، اور اللہ کی اتاری ہوئی ہدایت سے وہ بالکل بے تعلق ہیں، اس لئے جب تک وہ اس کے بھیجے ہوئے نبیوں، رسولوں پر، اور اس کی نازل کی ہوئی کتابوں پر، اور خاصکر اس آخری زمانے کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور ان کی لائی ہوئی خدا کی آخری کتاب قرآن مجید پر ایمان نہ لائیں اور اس کی ہدایت کو تسلیم نہ کریں، وہ اللہ کی رضامندی اور مرنے کے بعد والی زندگی میں فلاح و نجات حاصل نہیں کر سکتے، کیونکہ اللہ کا اور اس کے نبیوں اور اس کی کتابوں کا انکار ایسا جرم نہیں جو قابل معافی ہو۔ اللہ کے ہر پیغمبر نے اپنے اپنے زمانے میں اس بات کا بہت صاف صاف اعلان کیا ہے، بہر حال کفر اور شرک والوں کی نجات کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے

پہلے شرک وکفر سے توبہ کریں، اور ایمان اور توحید کو اپنا اصول بنائیں اس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔

لیکن جو لوگ نبیوں، رسولوں پر ایمان لے آتے ہیں، اور ان کی ہدایت پر چلنے کا اقرار اور ارادہ کر لیتے ہیں، وہ کبھی کبھی شیطان کے بہکانے سے یا اپنے نفس کی بری خواہش سے گناہ کے کام کر بیٹھتے ہیں، ایسے سب گنہگاروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور استغفار کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

توبہ واستغفار کا مطلب یہ ہے کہ جب بندے سے اللہ کی نافرمانی اور گناہ کا کوئی کام ہو جائے تو وہ اس پر نادم اور شرمندہ ہو، اور آئندہ اس گناہ سے بچنے کا ارادہ کرلے، اور اللہ سے اپنے کئے ہوئے گناہ کی معافی چاہے، قرآن وحدیث میں بتلایا گیا ہے، اگر بس اتنا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہو جاتا ہے، اور اس کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ صرف زبان سے نہیں ہوتی، بلکہ کئے ہوئے گناہ پر دل سے ندامت اور رنج وافسوس ہونا ضروری ہے، اور آئندہ پھر کبھی اس گناہ کے نہ کرنے کا ارادہ بھی دل سے ہونا لازمی ہے۔

توبہ کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی آدمی غصہ یا رنج کی حالت میں خودکشی کے ارادہ سے زہر کھالے، اور جب اس کے اثر سے آنتیں کٹنے لگیں، اور سخت تکلیف ہونے لگے، تو اسے اپنی اس غلطی پر رنج وافسوس ہو، اور وہ علاج کے لئے تڑپے، اور حکیم ڈاکٹر جو دوا بتائیں وہی پیئے، اس وقت اس کے دل کا فیصلہ قطعاً یہی ہوگا کہ اگر میں زندہ بچ گیا تو آئندہ کبھی ایسی حماقت نہیں کروں گا۔ بس گناہ سے توبہ

کرنے والے کے دل کی کیفیت بھی ایسی ہی ہونی چاہیئے یعنی اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور آخرت کے عذاب کا خیال کر کے اس کو اپنے گناہ کرنے پر خوب رنج اور افسوس ہو اور آیندہ کے لئے اس وقت اس کے دل کا یہ فیصلہ ہو کہ اب کبھی ایسا نہیں کروں گا اور جو ہو چکا اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش کی دعا ہو۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی درجہ میں یہ بات نصیب فرما دے تو یقین رکھنا چاہیئے کہ گناہ کا اثر بالکل مٹ گیا، اور اللہ کی رحمت کا دروازہ کھل گیا۔ ایسی توبہ کے بعد گناہگار گناہ کے اثر سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی تو گناہ کے بعد سچی توبہ کے ذریعہ بندہ اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے، جس پر سینکڑوں سال کی عبادت و ریاضت سے پہنچنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا یہ سب آیات و احادیث کا مضمون ہے اب چند آیتیں اور حدیثیں بھی توبہ و استغفار کے متعلق لکھی جاتی ہیں:۔

سورۂ تحریم میں ارشاد ہے:۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (تحریم۔ ع ۲)	اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ سے سچی توبہ امید ہے کہ تمہارا مالک (اس توبہ کے بعد) مٹا دیگا تمہارے گناہ اور داخل کردے گا تم کو جنت کے ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں

اور سورۂ مائدہ میں گنہگار خطاکار بندوں کے متعلق ارشاد ہے:۔

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝	وہ اللہ سے توبہ کیوں نہیں کرتے اور معافی کیوں نہیں طلب کرتے، اور اللہ تو بہت بخشنے

والا بڑا مہربان ہے۔ (سورۂ مآئدہ ع ۱۰)

اور سورۂ انعام میں کیسا پیارا ارشاد ہے :۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۂ انعام ع ۶)

اور اے نبیؐ! جب تمہارے پاس آویں ہمارے وہ بندے جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر تو تم کہو ان سے کہ سلام ہو تم پر، تمہارے رب نے مقرر کیا ہے اپنی ذات پر رحمت کرنا۔ جو کوئی تم میں سے گناہ کا کام کرے نادانی سے پھر توبہ کرلے اس کے بعد اور درست کرلے اپنا عمل، تو اللہ بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اللہ پاک کی شانِ رحمت کے قربان! انہوں نے توبہ کا دروازہ کھول کے ہم جیسے گنہگاروں کا مسئلہ آسان کر دیا، ورنہ ہمارا کہاں ٹھکانہ تھا۔

ان آیتوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند حدیثیں بھی سُن لیجیے!

مسلم شریف میں ایک طویل حدیث قدسی ہے، اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے، کہ :۔

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، کہ اے میرے بندو تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں سب گناہ معاف کر سکتا ہوں، لہٰذا تم مجھ سے معافی اور بخشش مانگو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔"

ایک حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ :۔

"اللہ تعالیٰ ہر رات کو اپنی رحمت اور مغفرت کا ہاتھ بڑھاتا ہے، کہ دن کے گنہگار توبہ کرلیں، اور ہر دن کو ہاتھ بڑھاتا ہے کہ رات کے گناہ کرنیوالے توبہ کرلیں،

اور اللہ کا یہ معاملہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قیامت کے قریب سورج مغرب کی طرف سے نکلے۔"

ایک حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ:۔

"اللہ کے ایک بندے نے کوئی گناہ کیا، پھر اللہ سے عرض کیا، اے میرے رب! میں نے گناہ کیا، مجھے معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے، اور معاف بھی کر سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا وہ گناہ سے رکا رہا، اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا، اور پھر اللہ سے عرض کیا، میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کو بخش دے، تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا، میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ قصور معاف بھی کرتا ہے، اور پکڑ بھی سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا۔ پھر اللہ نے جب تک چاہا بندہ رکا رہا، اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا، اور پھر اللہ سے عرض کیا اے میرے مولا! مجھ سے اور گناہ ہو گیا تو مجھے معاف کر دے، تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا، کہ میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولا ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا وہ جو چاہے کرے۔"

ایک حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:۔

"گناہ سے توبہ کرنے والا بالکل اس آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جس نے وہ گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

ان حدیثوں میں اللہ کی شان مغفرت اور اس کی رحمت کا بیان ہے، ایسی حدیثوں کو سن کر گناہوں پر دلیر ہونا یعنی توبہ اور مغفرت کے بھروسہ پر اور زیادہ گناہ کرنے لگنا مومن کا کام نہیں، مغفرت اور رحمت کی ان آیتوں اور حدیثوں کے مضمون سے تو اللہ کی محبت بڑھنی چاہیئے اور یہ سبق لینا چاہیئے کہ ایسے رحیم و کریم آقا کی نافرمانی تو بڑا ہی کمینہ پن ہے، ذرا سوچو اگر کسی نوکر کا آقا اس کے ساتھ بہت ہی شفقت اور احسان کا برتاؤ کرے، تو کیا اس نوکر کو اور زیادہ دلیر ہو کر اس کی نافرمانی کرنی چاہیئے

دراصل ان آیتوں اور حدیثوں کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ کسی مومن بندے سے اگر گناہ ہو جائے تو وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بلکہ توبہ کر کے اس گناہ کے داغ دھبے دھو ڈالے اور اللہ سے معافی مانگے، اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کو معاف کر دیں گے اور بجائے ناراضی اور غصے کے اللہ تعالیٰ اس سے اور زیادہ خوش ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"بندہ جب گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، اور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری کا جانور کسی لق و دق میدان میں اس سے چھوٹ کر بھاگ جائے اور اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو، وہ اس سے بالکل مایوس ہو کر موت کے انتظار میں کسی درخت کے سایہ میں لیٹ جائے اور پھر اسی حالت میں اچانک وہ دیکھے کہ اس کا وہ جانور اپنے پورے سامان کے ساتھ کھڑا ہے اور وہ اس کو پکڑ لے، اور پھر انتہائی خوشی اور مستی میں اس کی زبان سے نکل جائے کہ اے اللہ بس تو میرا بندہ ہے،

اور میں تیرا رب ہوں۔[1] تو حضورؐ فرماتے ہیں کہ، جتنی خوشی اس شخص کو اپنی سواری کا جانور پھر سے پاکر ہوگی، اللہ تعالیٰ کو اپنے گنہگار بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔"

ان آیتوں اور حدیثوں کے معلوم ہو جانے کے بعد بھی جو شخص گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی رضامندی اور رحمت حاصل نہ کرے بلاشبہ وہ بڑا ہی محروم اور بے نصیب ہے۔

بہت سے لوگ اس خیال سے توبہ میں جلدی نہیں کرتے، کہ ابھی کیا ہے، ابھی تو ہم تندرست ہیں، مرنے سے پہلے کبھی توبہ کرلیں گے۔ بھائیو! ہمارے تمہارے دشمن شیطان کا یہ بہت بڑا فریب ہے، وہ جس طرح خود اللہ کی رحمت سے دور اور جہنمی ہو گیا، اسی طرح ہم کو بھی اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے، کسی کو معلوم نہیں کہ اس کی موت کب آئے گی اس لئے ہر دن کو یہی سمجھو کہ شاید آج کا دن ہی ہماری زندگی کا آخری دن ہو، اس لئے جب کوئی گناہ ہو جائے تو جلدی سے جلدی اس سے توبہ کرلینا ہی عقلمندی ہے۔ قرآن شریف میں صاف فرمادیا گیا ہے۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ	صرف ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا اللہ کے ذمہ ہے
السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ	جو نادانی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں اور پھر جلدی سے
قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ	توبہ کرلیتے ہیں، تو ان کو اللہ معاف کرتا ہے، اور
كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ	ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اللہ علم والا حکمت والا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اس بندے کو اس قدر زیادہ خوشی ہو کر فرط مسرت سے اس کی زبان بہک جائے اور جو بات کہنا چاہے اس کو الٹا نکل جائے۔ ۱۲

اَلتَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰىٓ اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْــٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝ (النساء - ع - ۳)

ہے - اور ان لوگوں کی کچھ توبہ نہیں جو ڈھٹائی سے، برابر گناہ کے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے بالکل سامنے موت آجاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی (تو ایسوں کی توبہ قبول نہیں) اور نہ ان کی توبہ قبول ہوگی جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں، ان سب کیلئے ہم نے تیار کیا ہے دردناک عذاب

پس جو دم باقی ہے اس کو ہم غنیمت جانیں، اور توبہ کرنے میں اور اپنی حالت درست کرنے میں بالکل دیر نہ کریں، معلوم نہیں موت کس وقت سر پہ آجائے، اور اس وقت ہم کو اس کی توفیق بھی ملے یا نہ ملے۔

بھائیو! ہم نے اور آپ نے اپنی عمر میں سینکڑوں کو مرتے دیکھا ہے، اور ہمارا آپ کا عام تجربہ یہی ہے کہ جو جس حالت میں جیتا ہے وہ اسی حالت میں مرتا ہے، یعنی ایسا نہیں ہوتا، کہ ایک شخص عمر بھر تو اللہ سے غافل رہے، اسکی نافرمانیاں کرتا رہے لیکن مرنے سے ایک دو دن پہلے وہ ایک دم توبہ کر کے ولی ہو جائے، اس لئے جو شخص چاہتا ہے کہ وہ نیکی کی حالت میں مرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی ہی میں نیک بن جائے، اللہ کے فضل سے امید ہے کہ اس کا خاتمہ ضرور اچھا ہوگا، اور قیامت میں نیکوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

توبہ کے متعلق ایک ضروری بات :-

بندہ اگر کسی گناہ سے توبہ کرے اور پھر اس سے وہ ہی گناہ ہو جائے تو بھی اللہ

کی رحمت سے ہرگز ناامید نہ ہو بلکہ پھر توبہ کرے، اور پھر ٹوٹے تو پھر توبہ کرے، اس طرح اگر سینکڑوں ہزاروں دفعہ بھی اس کی توبہ ٹوٹے تو بھی ناامید نہ ہو، جب بھی وہ سچے دل سے توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی توبہ قبول کرلیں گے، اور اس کو معاف فرماتے رہیں گے، اللہ کی رحمت اور جنت بڑی وسیع ہے۔

توبہ و استغفار کے کلمات :-

توبہ اور استغفار کی جو حقیقت اوپر بیان کی گئی ہے، یہ تو آپ نے اسی سے سمجھ لیا ہوگا کہ بندہ جس زبان میں اور جن الفاظ میں بھی اللہ سے توبہ کرے اور معافی چاہے، اللہ تعالیٰ اس کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو توبہ و استغفار کے بعض خاص خاص کلمے بھی تعلیم فرمائے تھے، اور حضورؐ خود بھی ان کو پڑھا کرتے تھے، کوئی شبہ نہیں کہ وہ کلمے بہت ہی بابرکت اور بہت قبول ہونے والے اور اللہ کو بہت ہی پیارے ہیں، ان میں سے چند ہم یہاں بھی درج کرتے ہیں، آپ ان کو یاد کرلیجئے، اور ان کے ذریعہ توبہ و استغفار کیا کیجئے :-

(۱)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

میں معافی اور بخشش طلب کرتا ہوں اس اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں،
وہ حی و قیوم ہے، اور میں توبہ کرتا ہوں اسکی طرف

حدیث شریف میں ہے، کہ :-

"جو شخص اللہ سے اس کلمہ کے ذریعہ توبہ و استغفار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردے گا، اگرچہ اس نے جہاد کے میدان سے بھاگنے

کا گناہ کیا ہو، جو اللہ کے نزدیک بہت ہی بڑا گناہ ہے۔"

اور ایک اور حدیث میں ہے، کہ :-

"جو شخص رات کو سوتے وقت تین دفعہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ سے توبہ و استغفار کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے سب گناہ معاف کر دے گا، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔"

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی صرف "اَسْتَغْفِرُ اللہ" (میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں) "اَسْتَغْفِرُ اللہ" (میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں) بھی پڑھا کرتے تھے، یہ بہت مختصر استغفار ہے اس کے ہر وقت زبان پر جاری رہنے کی عادت ڈال لینا چاہیے۔

(۳) سید الاستغفار :-

حدیث شریف میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ :-

سید الاستغفار یہ ہے :-

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی

اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں

عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا

اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں نے جو برے کام کیے ہیں

صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ

ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھے اپنے پر تیرے انعامات کا اقرار ہو اور گناہوں کا بھی

لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

اعتراف ہے، پس تو مجھے بخشدے، گناہوں کو تیرے سوا کوئی بھی نہیں بخش سکتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:۔

"جو بندہ اس کلمہ کے ذریعہ اس کے مضمون کے دھیان اور یقین کے ساتھ دن میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے، اور اس دن رات شروع ہونے کے پہلے مرجائے، تو وہ جنت میں جائے گا، اور جو بندہ اسیطرح اس کلمہ کے مضمون کے دھیان اور یقین کے ساتھ رات میں اس کلمہ کے ذریعہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے، اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات میں مرجائے، تو وہ جنتی ہوگا۔"

یہاں استغفار کے صرف یہ تین کلمے نقل کئے گئے ہیں، ان کا یاد کرلینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے، کہ:۔

"خوش خبری ہو اور مبارک ہو اس آدمی کو جس کے اعمالنامہ میں استغفار کثرت سے درج ہو۔"

خاتمہ

اللہ کی رضامندی اور جنت حاصل کرنے کا عوامی نصاب

اس چھوٹی سی کتاب کے بیس بابوں میں جو کچھ آگیا ہے اس پر عمل کرنا اللہ کی رضا اور جنت حاصل کرنے کے لئے انشاء اللہ بالکل کافی ہے، آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند سطروں میں پھر اس کا لبِّ لباب اور خلاصہ عرض کر دیا جائے۔

اسلام کی سب سے پہلی تعلیم اور اللہ کی رضا اور جنت حاصل ہونے کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر آدمی ایمان لائے (جس کی تفصیل و تشریح پہلے باب میں کی جا چکی ہے) پھر بقدر ضرورت دین کے احکام معلوم کرنے اور سیکھنے کی فکر کرے، پھر کوشش کرے کہ اللہ کے فرائض اور بندوں کے حقوق اور آداب و اخلاق کے بارے میں اسلام کی جو تعلیمات اور اللہ تعالیٰ کے جو احکام ہیں (جن کی تفصیل بعد کے ابواب میں کی گئی ہے)، ان کی فرمانبرداری ہو۔ اور جب کبھی کوئی کوتاہی اور نافرمانی ہو جائے، تو سچے دل سے اللہ سے توبہ کرے، اور معافی مانگے، اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کی کوشش کرے، اور اگر کسی بندے کا قصور ہو جائے، اور اس پر کوئی زیادتی ہو جائے تو اس سے معافی چاہے، یا اس کا بدلا اور معاوضہ دے کر حساب بے باق کرے۔

اسی طرح کوشش کرے کہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت اللہ کی، اللہ کے رسولؐ کی، اور اس کے دین کی ہو، اور ہر حال میں پوری مضبوطی کے ساتھ دین پر قائم رہے،

اور دین کی دعوت اور خدمت میں ضرور کچھ حصہ لے، یہ بہت بڑی سعادت اور انبیاء علیہم السلام کی خاص وراثت ہے، اور خاص طور سے اس زمانے میں اس کا درجہ دوسری نفلی عبادتوں سے بدرجہا زیادہ ہے، اور اس کی برکت سے خود اپنا تعلق بھی دین سے اور اللہ رسول ؐ سے بڑھتا ہے۔

نوافل میں اگر ہو سکے تو تہجد کی عادت ڈالنے کی کوشش کرے، اس کی برکتیں بے انتہا ہیں۔

تمام گناہوں سے خاصکر کبیرہ گناہوں سے ہمیشہ بچتا رہے، جیسے: زنا، چوری، جھوٹ، شراب خوری، معاملات میں بد دیانتی وغیرہ۔

روزانہ کچھ ذکر کا بھی معمول مقرر کرے، اگر فرصت زیادہ نہیں ہوتی ہو تو کم سے کم اتنا ہی کرے کہ صبح شام سَو سَو دفعہ کلمۂ تمجید[1] یا صرف "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" اور استغفار[2] اور درود شریف[3] سَو سَو دفعہ پڑھ لیا کرے۔

کچھ معمول قرآن شریف کی تلاوت کا بھی مقرر کرے، اور پورے ادب اور عظمت کے ساتھ پڑھا کرے، ہر فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت تسبیحاتِ فاطمہ[4] پڑھا کرے۔

---

[1] سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

[2] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ - یا صرف اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ -

[3] درود ابراہیمی یا مختصر درود شریف "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ"۔

[4] سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ دفعہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ دفعہ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ دفعہ۔

جو لوگ اس سے زیادہ کرنا چاہیں وہ اللہ کے کسی ایسے بندہ سے رجوع کر کے مشورہ کر لیں جو اس کا اہل ہو۔ اور آخری بات اس سلسلہ میں یہ ہے، کہ اللہ کے صالح بندوں سے تعلق اور محبت اور ان کی صحبت اس راہ میں اکسیر ہے اگر یہ نصیب ہو جائے تو باقی چیزیں آپ سے آپ پیدا ہو جاتی ہیں۔

اللہ توفیق دے!

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی
با سوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی

حضرت مولانا نے فرمایا ہے کہ صالح بندوں سے تعلق و محبت اور ان کی صحبت اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ ایسے حضرات کی صحبت آپ کو مدرسہ عربیہ رائے ونڈ ضلع لاہور میں میسر آسکتی ہے

خواجہ محمد اسلام

روزانہ ورد کے قابل

قرآن و حدیث کی چالیس دعائیں

یہ وہی چالیس دعائیں ہیں جن کا ذکر اٹھارھویں باب (دعا) کے آخر میں کیا گیا ہے ——— "مؤلف"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

—— (١) ——

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ اٰمین

"ساری تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جو سب جہانوں کا رب ہے، بہت رحمت والا اور بڑا مہربان ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور بس تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں، تو ہم کو سیدھا راستہ چلا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے"۔ خداوندا! ہماری یہ دعا قبول فرما!

—— (٢) ——

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

"اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے، اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا۔"

(۳)

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ

خداوندا! ہم ایمان لائے پس تو ہمارے سب گناہ بخشدے اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا لے۔

(۴)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؕ

اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخشدے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو زیادتیاں اور غلطیاں ہوئیں، انہیں معاف فرما، اور حق پر ہمارے پاؤں جما دے اور کفر کرنیوالوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

(۵)

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ؕ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؕ

اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو ایمان کا بلاوا دیتے ہوئے سُنا کہ لوگو! اپنے پرودگار پر ایمان لاؤ، تو ہم ایمان لے آئے، پس اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بخشدے، اور ہماری برائیاں مٹا دے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ خداوندا! ہم کو وہ سب کچھ عطا فرما دے جس کا اپنے رسولوں کی زبانی تو نے ہم سے وعدہ فرمایا، اور قیامت کے دن ہم کو رسوا نہ کر، تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔

(۶)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ؕ

اے ہمارے پروردگار! تیری نافرمانیاں کرکے ہم نے اپنے ہی اوپر بہت ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا، تو ہم نامراد اور برباد ہی ہو جائیں گے:

(۷)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم قوم کے ظلم وستم کا تختۂ مشق نہ بنا، اور اپنی رحمت کے صدقے میں ہم کو قوم کافرین کے ظلم سے نجات دے:

(۸)

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

اے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے! دنیا اور آخرت میں صرف تو ہی میرا والی ہے، اسلام پر میرا خاتمہ کر، اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ مجھے شامل فرما:

(۹)

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

میرے پروردگار! مجھے اور میری نسل کو نماز قائم کرنے والا بنا دے۔ خدایا! ہماری دعا کو قبول کر، میرے مالک! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو بخش دیجئے جس دن کہ حساب کتاب ہو:

(۱۰)

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

جیسا کہ انہوں نے مجھے پیار سے پالا جبکہ میں ننھا سا تھا۔

(۱۱)

رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا ○ "خداوندا! میرے علم میں اضافہ اور برکت فرما۔"

(۱۲)

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ○

پروردگار! بخش دے اور رحم فرما، تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔"

(۱۳)

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

"میرے رب! میری قسمت میں کر کہ جو نعمتیں تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائیں ہیں ان کا شکر ادا کروں، اور ایسے عمل کروں جن سے تو راضی ہو اور میرے واسطے میری نسل میں بھی صلاحیت اور نیکی دے، میں نے تیری طرف توبہ کی اور میں تیرے حکم برداروں میں ہوں۔"

(۱۴)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

"خداوندا! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی مغفرت فرما جو ایمان کے ساتھ ہم سے آگے گئے اور صاف رکھ ہمارے سینوں کو ایمان والوں کے کینہ سے، خداوندا! تو بڑا مہربان اور بڑی رحمت والا ہے۔"

(۱۵)

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

"اے پروردگار! ہمارے واسطے نور کی تکمیل فرما، اور ہم کو بخش دے تو سب کچھ قدرت رکھتا ہے۔"

(۱۶)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهٗ،

"اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور سب کے تھامنے والے بس تیری رحمت ہی سے فریاد ہے تو میرا سب حال درست کر دے۔"

(۱۷)

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیٰوةَ زِیَادَةً لِّیْ فِیْ كُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ ؕ

اے اللہ! میرا دین درست فرما دے، جس سے میرا سب کچھ ہے، اور میری دنیا درست فرما دے جس میں میری زندگی کا سامان ہے، اور میری آخرت درست فرما دے، جہاں مجھے واپس جانا اور ہمیشہ رہنا ہے، اور میری زندگی کو ذریعہ بنا ہر بھلائی اور بہتری میں زیادتی کا، اور موت کو ذریعہ بنا ہر برائی اور خرابی سے نجات کا۔

(۱۸)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں گناہوں کی معافی کا، اور آرام کا دنیا میں اور آخرت میں۔"

(۱۹)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی ؕ

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اور تقویٰ کا اور شرم و عار کی باتوں سے بچے رہنے کا، اور محتاج نہ ہونے کا۔"

(۲۰)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا وَّ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا ۝

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں پاک روزی کا، اور نفع دینے والے علم کا، اور قبول ہونیوالے عمل کا"

(۲۱)

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَسَھِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِکَ ۝

"اے اللہ! ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور رزق کے دروازے ہمارے لئے آسان کر دے"

(۲۲)

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ ۝

"اے اللہ! اپنی حلال کی ہوئی چیزوں کو میرے لئے کافی کر، اور حرام سے میری حفاظت فرما، اور اپنے فضل و کرم سے اپنے سوا سب سے مجھے بے نیاز رکھ"

(۲۳)

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتِیْ خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی ۝

"اے اللہ! اُن باتوں کی توفیق دے جو تجھے محبوب اور پسندیدہ ہیں، اور آخرت کو میرے لئے دنیا سے بہتر بنا"

(۲۴)

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَقِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ ۝

"اے اللہ! بھلائی اور راست روی کی باتیں میرے دل میں ڈال دے اور نفس کی شرارتوں سے مجھے محفوظ رکھ"

(۲۵)

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ۝

"اے اللہ! اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما، اور مجھے اپنا ذاکر و شاکر اور اچھا عبادت گذار بندہ بنا دے۔"

(۲۶)

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ ۝

"اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم کر اور قائم رکھ۔"

(۲۷)

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَمِتْنِیْ مُسْلِمًا ۝

"اے اللہ! مجھے اسلام کے ساتھ زندہ رکھ، اور بہ حالتِ اسلام ہی سے مجھے موت دے"

(۲۸)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّكَ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَمِنْ اَهْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ ۝

"اے اللہ! مجھے اپنی محبت دے، اور تیرے جو بندے تجھ سے محبت رکھتے ہوں ان کی محبت دے اور جو اعمال تیری محبت سے مجھے قریب کریں ان کی محبت دے۔ اے میرے اللہ! اپنی محبت مجھے اپنی جان اور اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی، سب چیزوں سے زیادہ محبوب کردے۔"

(۲۹)

اَللّٰهُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَجَنِّبْنِیْ عَذَابَكَ ۝

"اے اللہ! مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لے، اور اپنے عذاب سے بچا دے۔"

(۳۰)

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْهِ الْاَقْدَامُ ۝

"اے میرے اللہ! جس دن لوگوں کے قدم ڈگمگنے لگیں، اس دن تو مجھے ثابت قدم رکھ۔"

(۳۱)

اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۝

"اے اللہ! قیامت کے دن میرا حساب آسانی سے ہو"

(۳۲)

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ "اے اللہ! قیامت کے دن میری خطائیں بخشدے"

(۳۳)

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ۝

"اے اللہ! حشر کے دن تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے"

(۳۴)

اَللّٰهُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتَکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ۝

اے اللہ! تیری رحمت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت کا مجھے اپنے عملوں سے زیادہ آسرا ہے"

(۳۵)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ ۝

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رضا کا، اور جنت کا، اور پناہ مانگتا ہوں، تیری ناراضی سے، اور دوزخ کے عذاب سے"

(۳۶)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ۝

"اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں، اور تیری سزا سے تیری معافی کی

پناہ چاہتا ہوں، اور تیری پکڑ سے تیری ہی پناہ لیتا ہوں۔ خداوندا! میں تیری صفت بیان نہیں کر سکتا، بس تو ویسا ہی ہے، جیسا کہ تو نے اپنے کو بیان کیا۔"

(۳۷)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ؎

اے میرے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھ پر عنایت کر، تو بڑا عنایت فرما، اور بہت ہی مہربان ہے۔

(۳۸)

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ؎

"اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود و مولا نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا، اور میں تیرا ہی بندہ ہوں، اور جہاں تک بن پڑا تیرے عہد اور وعدہ پر قائم رہا، میرے مالک و مولا! میں اپنے برے کرتوتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں اعتراف کرتا ہوں تیری نعمتوں کا، اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔"

(۳۹)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ ـــــ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ؎

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے، اور اپنی نگاہ کے شر سے، اور اپنی زبان کے شر سے، اور اپنے دل کے شر سے، اور اپنی نفسانی شہوت کے شر سے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں، دوزخ

کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور دجال کے فتنہ سے اور تیری پناہ لیتا ہوں زندگی اور موت کے سب فتنوں سے۔

(۴۰)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"اے اللہ! میں تجھ سے ان سب بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں جن کا سوال تجھ سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، اور میں ان سب برائیوں اور بری باتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَبْلِغْهُ الْوَسِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

"اے اللہ! حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل کر، جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر نازل کیں۔ اے اللہ! حضرت محمدؐ پر اور ان کی آل پر برکتیں نازل کر جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر برکتیں نازل کیں، تو ہی تعریف کے لائق ہے بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! قیامت کے دن ان کو اپنے خاص مقام قرب میں اتار، اور وسیلہ اور درجہ کے مقامات تک ان کو پہنچا، اور وہ مقام محمود ان کو عطا فرما جس کا تو نے ان کے لئے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرما۔ خداوندا! تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔"

آمین

خاص وقتوں کی خاص "دُعائیں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں خاص وقتوں اور خاص موقعوں کیلئے بھی تعلیم فرمائی ہیں، ان میں سے بعض جو آسان اور روزمرہ کی ہیں یہاں بھی درج کی جاتی ہیں، خدا توفیق دے تو ان کو یاد کر لینا چاہیئے اور موقع پر پڑھنے کی عادت ڈال لینا چاہیئے۔

(۱) جب صبح ہو تو کہے :۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ہ

"اے اللہ! تیرے حکم سے ہم نے صبح کی، اور تیرے حکم سے شام کی، اور تیرے حکم سے زندہ ہیں، اور تیرے حکم سے مریں گے، اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے"۔

(۲) اسی طرح جب شام ہو، تو کہے :۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ ہ

"اے اللہ! تیرے حکم سے ہم نے شام کی، اور تیرے حکم سے صبح کی۔ اور تیرے حکم سے ہم جیتے ہیں، اور تیرے حکم سے مریں گے، اور پھر تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے"۔

(۳) جب سونے کے ارادے سے بستر پر لیٹ جائے، تو کہے :۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی "اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا اور جیتا ہوں۔

(۴) جب سو کر بیدار ہو، تو کہے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ

"شکر اللہ کا جس نے مجھے موت کے بعد زندہ کیا، اور اس کی طرف اٹھ کر جانا ہے"۔

(۵) جب قضائے حاجت کے لئے پاخانے جائے، تو کہے :۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

"اللہ کے نام سے اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں خبیثوں سے اور خبیثنیوں سے"

(۶) پھر جب حاجت سے فارغ ہو کر نکلے، تو کہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

"شکر اس اللہ کا، جس نے دُور کر دی مجھ سے گندگی۔ اور مجھے عافیت دی"

(۷) پھر وضو کرے، تو شروع میں بسم اللہ پڑھے، اور وضو کے درمیان میں یہ دعا کرتا رہے:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

اے اللہ! میرے گناہ بخشدے، اور میرے لیے میرے گھر میں وسعت دے اور میری روزی میں برکت دے۔

(۸) وضو سے جب فارغ ہو، تو کہے:۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ۵

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے اللہ! مجھے کردے توبہ کرنے والوں میں سے اور پاک رہنے والوں میں سے"

(۹) پھر جب مسجد جائے، تو داخلہ کے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے، اور کہے:۔

"رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"

"میرے رب! مجھے بخشدے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"

(۱۰) اور جب مسجد سے نکلے، تو بایاں پاؤں پہلے نکالے، اور کہے:۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ——— میرے رب! مجھے بخشدے اور میرے لئے اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دے"

(۱۱) جب کھانا شروع کرے، تو کہے:—

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ — "اللہ کے نام سے اور اس کی برکت کے ساتھ"

(۱۲) جب کھانے سے فارغ ہو، تو کہے:—

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ "

"شکر اللہ کا، جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا، اور ہم کو مسلمانوں میں کیا"

(۱۳) اگر کسی کے یہاں دعوت کا کھانا کھائے، تو یہ بھی کہے:—

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ — "اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اس کو کھلا، اور جس نے مجھے پلایا تو اس کو پلا"

(۱۴) جب سواری پر سوار ہو، تو کہے:—

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ "اللہ کا شکر ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا اور ہم خود اس کو اپنے بس میں نہیں کر سکتے تھے، اور ایک دن ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں"۔

(۱۵) اور جب سفر پر نکلے، تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے:—

اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا ھٰذَا السَّفَرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ - اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ ۝

"اے اللہ! ہمارے لئے اس سفر کو آسان کر دے، اور اس کی دوری کو مختصر کر دے۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں میرا ساتھی ہے اور میرے پیچھے تو ہی میرے گھر والوں کا دیکھنے والا ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ پکڑتا ہوں سفر کی مشقت سے اور بری حالت دیکھنے سے، اور واپس آ کر بری حالت

پانے سے مال میں، اور گھر میں، اور بچوں میں"۔

(۱۶) اور جب سفر سے لوٹے، تو کہے :۔ ————————

آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ——— "ہم سفر سے آنیوالے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں"۔

(۱۷) جب کسی دوسرے کو رخصت کرے، تو کہے :۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکَ "میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین اور تیری قابلِ حفاظت چیزیں، اور تیرے اعمال کے خاتمے"۔

(۱۸) جب کسی مصیبت زدہ کو دیکھے، تو کہے :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ؕ "شکر اس اللہ کا جس نے مجھے عافیت میں رکھا ہے، اس مصیبت سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا ہے، اور اپنی بہت سی مخلوق پر اس نے مجھے فضیلت بخشی ہے (یہ سب اسی کا کرم ہے میرا کوئی کمال نہیں)"۔

(۱۹) جب کسی شہر میں داخل ہو، تو کہے :۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا "اے اللہ! ہمارے لئے اس شہر میں برکت دے، اور اس کو ہمارے واسطے مبارک کر"۔

(۲۰) جب کسی مجلس سے اٹھے، تو کہے :۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ؕ "اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، اور تیری حمد کرتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں، اور توبہ کرتا ہوں"۔

ایک بہت مفید بات

بہت سوں کو اصل عربی دعائیں یاد کرنا مشکل ہوتا ہے، ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ ہر موقع کی دعا کا مضمون یاد رکھیں، اور موقع پر اپنے لفظوں میں اور اپنی زبان میں وہی مضمون ادا کر لیا کریں،

—— اِنْشَاءَ اللہُ ——

اس سے بھی دعا کی پوری برکت، اور پورا پورا ثواب ان کو حاصل ہوگا

دعاؤں کی کتاب حصن حصین کا مطالعہ فرمادیں

ہمارے ہاں سے
منگوانے والی تبلیغی مطبوعات کی مختصر فہرست

(۱) تفسیر ابن کثیر ۵ جلدیں مکمل	۶۸-۰۰	(۲) تفسیر عثمانی آرٹ پیپر	۵۰-۰۰
(۳) تفسیر ماجدی	۳۰-۰۰	(۴) تفسیر بیان القرآن	۳۰-۰۰
(۵) تفسیر مظہری ۸ جلدیں مجلد	۱۵۰-۰۰	(۶) تفسیر حقانی	۷۵-۰۰
(۷) تفسیر قرآن پاک انگلش		(۸) قصص القرآن	
پکتھال اردو مولانا فتح محمد خاں	۳۰-۰۰	چار جلدیں مجلد	۶۰-۰۰
(۹) ترجمان السنہ مجلد		(۱۰) سیرت النبیؐ مجلد	
۴ جلدیں	۱۰۰-۰۰	۶ جلدیں	۱۵۰-۰۰

تصانیف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مظاہر العلوم سہارنپور

(۱۱) تبلیغی نصاب عکسی مجلد	۱۶-۵۰
(۱۲) فضائل صدقات مع فضائل حج عکسی مجلد	۱۶-۵۰
(۱۳) شمائل ترمذی خصائل نبویؐ مجلد	۱۲-۰۰
(۱۴) اسلامی سیاست مجلد	۳-۷۵
(۱۵) حیاۃ الصحابہؓ مجلد تین جلدیں مکمل سیٹ	۵۰-۰۰
(۱۶) موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا	۷-۵۰

کتاب "اسلام کیا ہے" ملنے کے پتے

(۱) تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی
(۲) نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
(۳) ایچ۔ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی
(۴) مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی
(۵) کلام کمپنی مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔
(۶) محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قران محل کراچی
(۷) مکتبہ اسحاقیہ جونا مارکیٹ کراچی
(۸) واحد بکڈپو جونا مارکیٹ کراچی
(۹) دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی
(۱۰) کتب خانہ صدیقیہ لوہڑ دروازہ ملتان
(۱۱) کتب خانہ رحیمیہ لوہڑ دروازہ ملتان
(۱۲) کتب خانہ کریمیہ لوہڑ دروازہ ملتان
(۱۳) کتب خانہ امدادیہ لوہر دروازہ ملتان
(۱۴) مکتبہ رشیدیہ غلہ منڈی ساہیوال
(۱۵) رحمت بک کمپنی بہاول پور
(۱۶) ریلوے بکسٹال میانوالی
(۱۷) مکتبہ قاسمیہ رنگ پور روڈ سیالکوٹ شہر
(۱۸) کتب خانہ رشیدیہ جھنگ صدر
(۱۹) ملک برادرز تاجران کتب لائل پور
(۲۰) مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ
(۲۱) اسلامی کتب خانہ زیر جامع مسجد راولپنڈی
(۲۲) یونیورسٹی بکڈپو اردو بازار راولپنڈی
(۲۳) نور سنز تاجران کتب قصہ خوانی بازار پشاور
(۲۴) مولوی نور محمد تاجر کتب متصل گورنمنٹ ہائی سکول چارسدہ ضلع پشاور
(۲۵) فیروز سنز لمیٹڈ مال روڈ لاہور
(۲۶) ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور
(۲۷) قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور

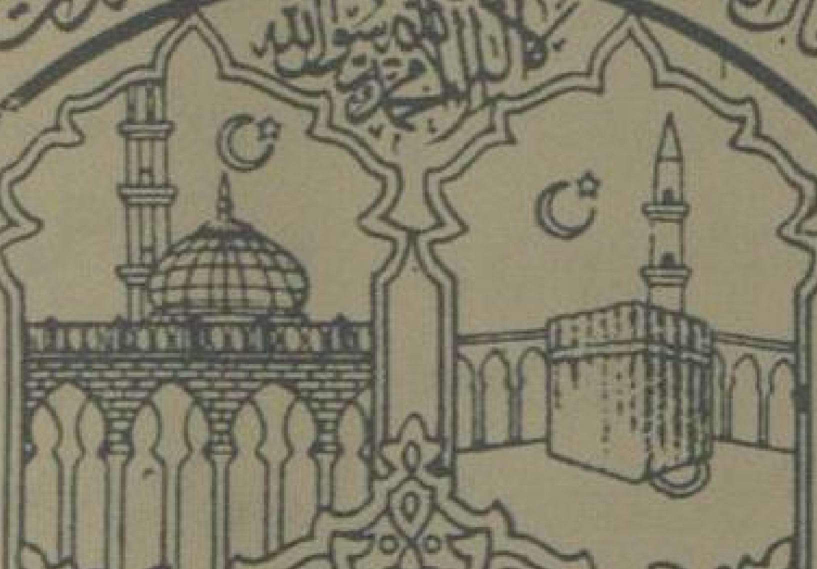
(۲۸) شیخ محمد اشرف تاجر کتب
کشمیری بازار لاہور
(۲۹) حاجی کریم بخش شاہ ولی الراعی
ناشران کتب انارکلی لاہور
(۳۰) ——————
(۳۱) گوشۂ ادب چوک انارکلی لاہور
(۳۲) ——————
(۳۳) مجلس ترقی ادب پاکستان
(۳۴) ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان
(۳۵) مرکزی اردو بورڈ پاکستان
(۳۶) اردو اکیڈمی سندھ
(۳۷) قلات پبلشرز قلات
(۳۸) نفیس اکیڈمی کراچی
(۳۹) قریشی بک ایجنسی مری
(۴۰) دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن
(۴۱) کتب خانہ رشیدیہ دہلی
(۴۲) دینی بک ڈپو دہلی
(۴۳) ادارہ آفتاب رسالت دہلی
(۴۴) کمال پبلشرز دہلی
(۴۵) ندوۃ المصنفین دہلی
(۴۶) کتب خانہ انجمن ترقی اردو دہلی
(۴۷) مکتبہ جامع دہلی
(۴۸) مکتبہ برہان دہلی
(۴۹) آستانہ بک ڈپو دہلی
(۵۰) الجمیعتہ بک ڈپو دہلی
(۵۱) دین دنیا بک ڈپو دہلی
(۵۲) مدینہ بک ڈپو دہلی
(۵۳) کتابستان دہلی
(۵۴) کتب خانہ نذیریہ دہلی
(۵۵) دارالمصنفین اعظم گڑھ
(۵۶) مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون
(۵۷) کتب خانہ تاج آفس بمبئی
(۵۸) مجلس تحقیقات لکھنؤ
(۵۹) دارالاشاعت اسلامیہ کلکتہ
(۶۰) مطبع سعیدی کانپور
(۶۱) کتب خانہ الفرقان لکھنؤ

(۶۲) علی بھائی شرف علی بمبئی
(۶۳) مطبع رزاقی کانپور
(۶۴) راشد کمپنی دیوبند
(۶۵) مکتبہ اسلام لکھنؤ
(۶۶) مکتبہ دارالعلوم لکھنؤ
(۶۷) ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی
(۶۸) کتب خانہ اختری سہارنپور
(۶۹) منگیرا اینڈ سنز انڈ ولا (زامبیا) افریقہ
(۷۰) مرکز فروش کتاب خانہ ابن سینا شہپور ۲ ع ۱۳ چاپ خانہ دانشگاہ تہران ایران
(۷۱) ساعدت جامعۃ بغداد علی نشرہ عراق
(۷۲) المکتبۃ التجاریہ الکبری بمصر ص ب ۵۷
(۷۳) دار المعارف بمصر
(۷۴) شرکہ مکتبہ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر
(۷۵) دار العلم للملائین بیروت لبنان
(۷۶) دار النفتہہ الحدیثیۃ بیروت لبنان
(۷۷) دار الکتاب العربیہ بیروت لبنان
(۷۸) مکتبہ فضل الرحمٰن مقابل باب سیدنا عمرؓ حرم شریف مدینہ منورہ
(۷۹) مکتبہ اُم القرار مقابل باب ابراہیمؑ مکہ معظمہ

ہر قسم کی صرف دینی کتابیں بارعایت منگوانے کا پتہ

خواجہ محمد اسلام کھڈیاں خاص ضلع لاہور پاکستان ،

قال اللہ تعالیٰ کل نفس ذائقۃ الموت



مسلمان خواتین کیلئے سبق

خواجہ محمد اسلام ۔ گھڈیاں خاص ضلع لاہور پاکستان

لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب



حکایات صحابہ

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور

KHAWAJA MUHAMMAD ISLAM PUBLICATIONS
CAN BE HAD FROM
KHUDIAN KHAS
DISTRICT
LAHORE
ADARA
ESHAIT & DINIYAT
SAEED MANZIL
ANAR KALI LHR.



خواجہ محمد اسلام
ادارۂ اشاعتِ دینیات
سعید منزل
انارکلی، لاہور

معزز حضرات

★ نیکوں کی رُوح پرور زندگی سے ★

اور سُود خوروں، شرابیوں اور زانیوں کے ہولناک انجام

★★★★ سے باخبر ہونے کے لیے ★★★★

کتاب "موت کا منظر"

مع

"مرنے کے بعد کیا ہوگا؟"

مطالعہ فرمائیں : ہدیہ ۱۰ رو

ناشر: خواجہ محمد اسلام ○ کھڈیاں خاص ضلع

پتہ نمبر ۲ : اِدارۂ اشاعتِ دینیات، سعید منزل، ۱۸۷، انارکلی لاہور